مجلہ

ہمخیال

فرینڈز سرکل

رَبِّ زِدْنِی عِلْماً

اب کے جو اجماع ہو ایک خیال پر — سب کی نظر آکے رکی "ہمخیال" پر

سوونیئر

ہمخیال

۸۶-۱۹۸۵ء

مجلسِ ادارت

مدیر:-

نوید اطہر

معاونین:

الطاف اقبال — شہزاد پرویز — محمد سہیل ذکائی — ندیم اعجاز

فرینڈز سرکل (رجسٹرڈ) کراچی

مہمانِ خصوصی

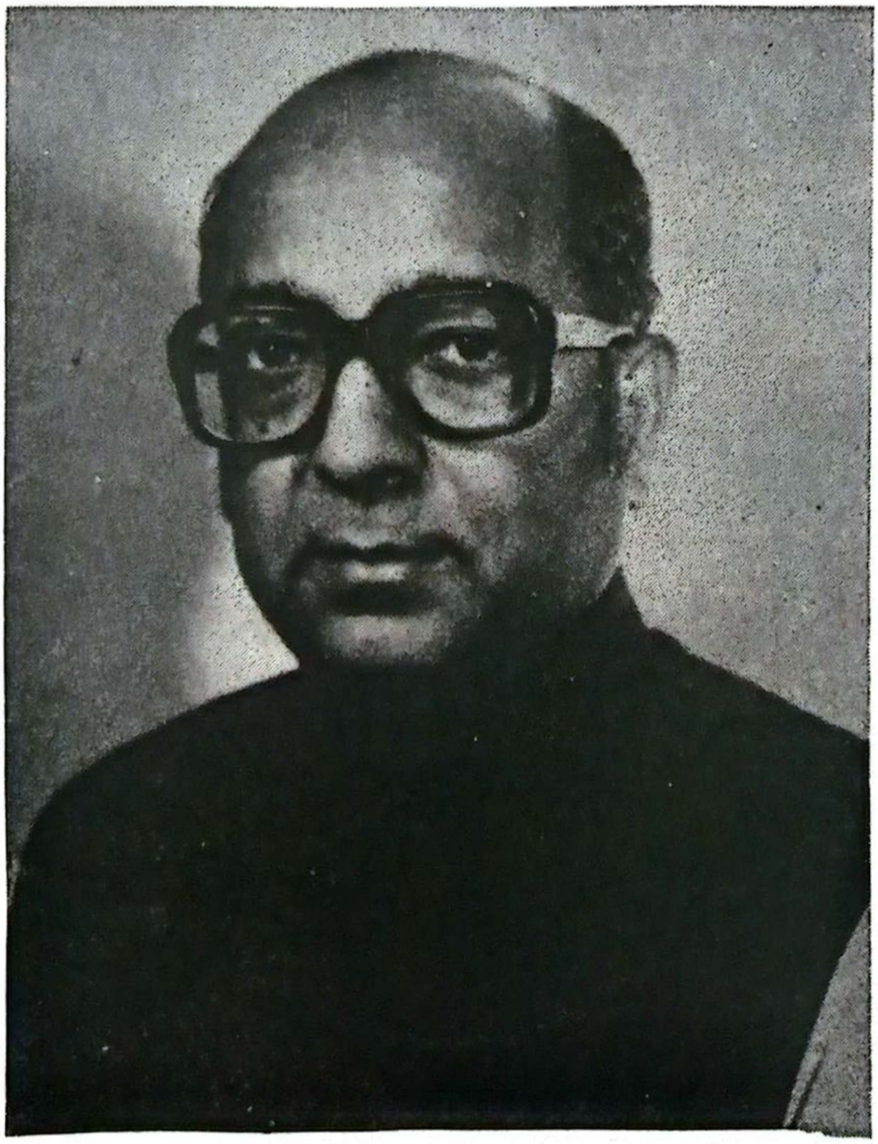

ڈاکٹر مُعین الدّین بقائی
وفاقی سیکریٹری وزارتِ ترقیاتی امور و منصوبہ بندی
حکومتِ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیغام

فرینڈز سرکل کے مجلّہ "ہم خیال" کے لئے یہ سطور لکھتے ہوتے جو دلی مسرّت اور خوشی کا احساس اُبھر رہا ہے۔ اُس کا اظہار الفاظ میں مشکل ہے۔ خوشی زیادہ اِس لئے ہے کہ ایک جماعت جس کا میں ایک زمانے میں صدر تھا آج اُسی کے لئے پیغام تہنیت دے رہا ہوں۔ دوسری آج وجہ یہ ہے کہ اِس پودے کو جو آج سے کافی عرصے پہلے کچھ اِسی قسم کے بچّوں نے لگایا تھا۔ وہ آج ایک تناور درخت بن چکا ہے اور اِس کے نگہداشت کی ذمّہ داری اُن لوگوں نے سنبھال رکھی ہے جو آج ان لوگوں سے بہت آگے نکل چکے ہیں جنہوں نے یہ بیج بویا تھا۔ بہرحال پودا لگانے والے۔ پودے کو پروان چڑھانے والے اور آج اُس کی حفاظت کرنے والے سب ہی نہ صرف مبارکباد کے مستحق ہیں، بلکہ قابلِ ستائش ہیں۔

قوم کے ہر فرد پر لازم ہے کہ اِن جوانوں کو سلامی دیں جنہوں نے اِس نیک کام میں دامے، درمے، سُخنے حصّہ لیا۔

میرے لئے یہ لمحہ باعثِ صد افتخار ہے کہ فرینڈز سرکل کی جانب سے ہر سال منعقد ہونے والی طلباء پارٹی کی اِس سال کی تقریب میں مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے شریک ہو رہا ہوں۔ خصوصیت سے مجھ میں کیا ہے یہ میں نہیں کہہ سکتا لیکن میں شکرگزار ہوں اُن منتظمین کا جنہوں نے یہ عنایت کر کے مجھے موقع فراہم کیا کہ میں اپنی برادری کے طلبا اور نوجوان نسل کے ساتھ بیٹھ کر ایک بار پھر ماضی کی اُن محفلوں میں کھو جاؤں جب میں اِس جماعت کا باقاعدہ رُکن تھا اور اُس کی مختلف مجلسوں میں شرکت کرتا تھا۔ ماضی سے پلٹ کر جب میں حال کی طرف دیکھتا ہوں تو ایک احساس ضرور ہوتا ہے کہ اِس اثناء میں ہماری قوم اور برادری نے بڑی ترقی کی۔ ترقی ہر شعبے میں ہوئی ہے۔ تعلیم کا میدان

CamScanner

ہو۔ تجارت ہو، صنعت ہو یا حکومت کی ملازمت۔ شعبۂ طب اور انجینیرنگ۔ بہرحال یہ امر ہر ایک کے لئے باعثِ صد افتخار ہے کہ ۳۹ سال پہلے دہلی کو خیرباد کہنے والی ایک ٹوٹی پھوٹی اور اُجڑی ہوئی برادری نے آج ماضی کے اپنے اُس مقام کو پالیا ہے جو کبھی اُس اُجڑے دیار میں تھا۔ میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ وطنِ پاکستان بالعموم اور کراچی بالخصوص اِس برادری کی طرف نگاہ جمائے ہوتے ہے۔ اور متمنی ہے کہ یہ برادری ایک اور قدم آگے بڑھائے اور پاکستان کی بقا اور حفاظت کی جنگ میں اپنا بھرپور کردار ادا کرے جو اُس نے پاکستان بناتے وقت کیا تھا۔ اب وقت گزر گیا جب خاموش تماشائی بن جایا کرتے تھے آنے والی نسلیں آپ سے سوال پوچھیں گی کہ بحیثیت ایک فرد کے آپ نے اپنی ذمّہ داری پوری کی یا نہیں۔ یہ بات میں خاص طور پر اِس لئے کہہ رہا ہوں کہ آج یہ محفل اُن لوگوں سے عبارت ہے جنہوں نے آگے چل کر حکومت کی باگ ڈور سنبھالنی ہے۔ آج میں طالب علموں کو جنہوں نے بہتر کارکردگی پر انعامات حاصل کئے مبارکباد دیتا ہوں اور ان کے مستقبل کے لئے ربِ جلیل سے دُعا گو ہوں۔ لیکن ساتھ ہی یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ نہ صرف اِس برادری کے مستقبل کے معمار ہیں بلکہ وطنِ عزیز بھی آپ کی طرف دیکھ رہا ہے اور اسی نکتۂ نظر سے آپ کو اپنی منزل کا تعیّن کرنا ہوگا۔ قدم بڑھائیے۔ خدا آپ کا حامی و ناصر ہو۔

ڈاکٹر مُعین الدّین بقائی

وفاقی سیکریٹری وزارتِ ترقیاتی امور و منصوبہ بندی

حکومتِ پاکستان

آج کا دِن محنت کے ثمر کا دِن ہے

طلباء و طالبات کیلئے خوشیوں کا دِن ہے

ہمیں جمیعت حکیمان (دہلی) کے اُن طلباء و طالبات پر فخر ہے

جنہوں نے اپنے اِمتحانات میں نمایاں کامیابی

حاصِل کی۔

ہم انہیں دِلی مُبارکباد

پیش کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ انہیں اِس سے بہتر کامیابیاں عطا فرمائے (آمین)

منجانب:۔

اراکین فرینڈز سرکل

پیغام

فرینڈز سرکل کراچی جمعیّت حکیمانِ دہلی کا سب سے زیادہ فعّال ادارہ ہے اور جمعیّت کے افراد کو ایک پلیٹ فارم مُہیّا کرتا ہے۔ جہاں اراکین فرینڈز سرکل کو اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرنے کا موقع ملتا ہے۔

الحمدللہ فرینڈز سرکل کو قائم ہوئے تیس سال سے زائد ہو چکے ہیں ہر آتے والا سال گواہ ہے کہ فرینڈز سرکل کی مجلسِ منتظمہ نے اپنے اراکین کی معاونت کے ساتھ خدا کی مدد سے بہتر سے بہتر تعلیمی، ادبی اور کھیلوں کے پروگرام پیش کئے ہیں۔ اور اس بات کی کوشش کی ہے کہ اپنے وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے برادری کے نوجوانوں کو اپنی صلاحیتیں اُبھارنے کے لئے بہترین مواقع فراہم کئے جائیں اور اُن کی حوصلہ افزائی کی جاتے۔

آج کی اِس تقریب کو سجانے اور منانے میں بھی یہی جذبہ کارفرما ہے۔ یہ تقریب جو بزمِ طلباء کے نام سے موسوم ہے، طلباء و طالبات، کھیلوں کے مقابلوں میں اور دیگر ادبی مقابلوں میں حصّہ لینے والے اراکین کے اعزاز میں اُن کی کامیابی پر طلائی تمغہ اور دیگر انعامات دینے کے لئے منعقد کی گئی ہے۔

فرینڈز سرکل کی، بزمِ طلباء میں تقریبِ تقسیمِ طلائی تمغہ، انعامات اور امتیازی، اسناد کے موقع پر میں، کامیاب طلباء اور طالبات کو دِلی مُبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انکو عملی میدان میں بھی ایسی ہی کامیابیاں عطا فرمائے (آمین)

کھیلوں کے مقابلوں اورادبی مقابلوں میں انعامات حاصل کرنے والے کامیاب اراکین فرینڈز سرکل کو بھی مُبارکباد پیش کرتا ہوں۔

عزیز طلباء طالبات بھی کامیابی کو حقیقی کامیابی بنانے کے لئے محنت اور دیانتداری شرط ہے۔ اگر آپ نے ان چیزوں کو اپنا شعار بنالیا تو آپ ایسی کامیابی حاصل کریں گے کہ اس سے نہ صرف مالی منفعت بلکہ آپ کو روحانی اور قلبی سکون بھی حاصل ہوگا۔

انسانی خدمت کو اپنا شعار بنائیے اور کوئی بھی پیشہ منتخب کریں اُس میں اسلام کے اُصولوں کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے اور اخلاقیات کا مظاہرہ کرتے ہوئے انسانیت کی خدمت کریں گے تو آپ یقیناً حقیقی مسرّت محسوس کریں گے۔ اِنسان کی عظمت اس کی محنت میں ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو محنت کا صحیح رُخ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)
مجلّہ "ہم خیال" آپ کے ہاتھوں میں ہے جسے شب و روز محنت کرکے سجایا اور بنایا گیا ہے۔
اِس مجلّہ میں نہ صرف یہ کہ فرینڈز سرکل کی سال بھر کی مصروفیات کا ریکارڈ ہے۔ بلکہ صاف ستھرے مضامین اچھی اچھی غزلیں، افسانے اور دیگر ادبی شہ پارے دیئے گئے ہیں۔ اور قارئین کی دلچسپی کو مدِّ نظر رکھا گیا ہے۔ اُمیدّ ہے قارئین اسے پسند فرمائیں گے۔

مجلس ادارت۔ اراکینِ مجلس منتظمہ۔ ممبرانِ فرینڈز سرکل۔ اہلِ قلم حضرات اور دیگر معاونین مُبارکباد کے مستحق ہیں اور میں اِن سب حضرات کا ممنون ہوں کہ ان کی کاوشوں سے یہ مجلّہ تکمیل تک پہنچا اور آج کی یہ تقریب منعقد ہوئی۔
حاضرینِ محفل کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ والسّلام

شجاع الدّین
صدر فرینڈز سرکل

CS CamScanner

اظہارِ تشکر

اے ہمارے رب!
تو نے قلم کے ذریعے علم عطا کیا؛
ہم قلم کے ذریعے تیرا شکر ادا کرتے ہیں۔
اور اپنے نظریات و خیالات کی عکاسی کرتے ہیں

اے ہمارے رب!
ہماری یہ کوششیں؛
یہ دن رات کی انتھک محنت قبول فرما۔
اور ہماری قوم کو نیک و صالح عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین!

قابلِ مبارک باد ہیں وہ طلبا ء اور طالبات جنہوں نے آج کی محفل "بزم طلباء" میں گولڈ میڈل، سلور میڈل اور دیگر دوسرے انعامات حاصل کئے۔

آفرین ہے ان اشخاص پر جن کی کاوشوں سے اِس "مجلہ" کی رونمائی ہوئی۔

قابلِ تحسین ہیں وہ اہلِ قلم جن کی نگارشات سے "کھکھیال" کا وجود نکھر آیا۔

مشکور ہیں ہم مشتہرین و معطی حضرات کے جن کی معاونت سے "سووینیر" آپ تک پہنچ سکا

اس مجلہ پر اپنی تنقیدی نظر ڈالتے ہوئے اس بات کا خیال ضرور رکھیئے گا کہ ہم یہ دعوٰی بالکل نہیں کر رہے کہ تمام نگارشات بہت معیاری اور موزوں ہیں۔ جہاں کچھ اچھائیاں ہوں وہاں کچھ خامیوں کا ہونا فطری امر ہے۔

مجلس ادارت، اراکین مجلس منتظمہ، ممبران فرینڈز سرکل اہلِ قلم حضرات، مشتہرین اور دیگر معاونین مبارک باد کے مستحق ہیں

میں ان تمام حضرات کا بہت ممنون اور مشکور ہوں کہ ان کی کاوشوں سے یہ مجلہ پایۂ تکمیل تک پہنچا۔ خصوصاً نسیم الدین کی پشت پناہی کا معترف ہوں کہ ان کی رہنمائی ہر مرحلہ پر حاصل رہی اور یہ مجلہ "کھکھیال" آپ لوگوں تک پہنچا۔

میری دعا ہے کہ امسال کی طرح ہر سال یہ مجلہ اپنی تمام تر تابانیوں کے ساتھ منظرِ عام پر آئے۔ انشاء اللہ

میرے رفقاء اس روایت کو برقرار رکھیں گے۔

نوید اظہر
مدیر و نگرانِ اعلیٰ

آپ کے تھے خیالات میں جو خیال
وہ سمو کر لایا ہے "کھکھیال"

مجلسِ ادارت

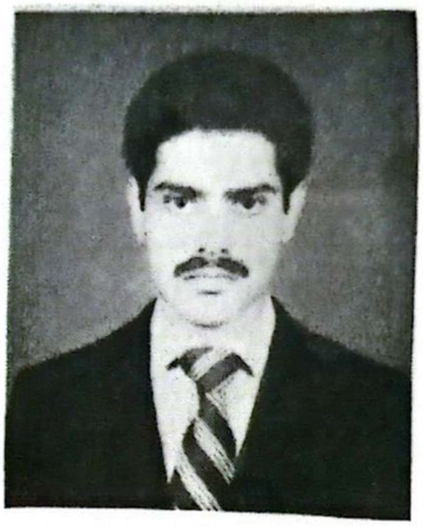

شہزاد پرویز

ندیم اعجاز

نوید اطہر

مدیر نگرانِ اعلیٰ

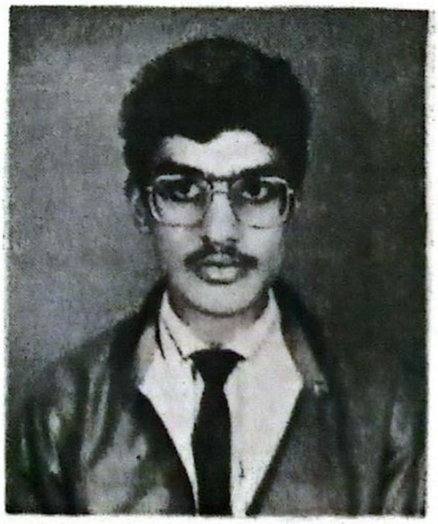

الطاف اقبال

محمد سہیل ذکائی

CamScanner

مجلسِ منتظمہ فرینڈز سرکل

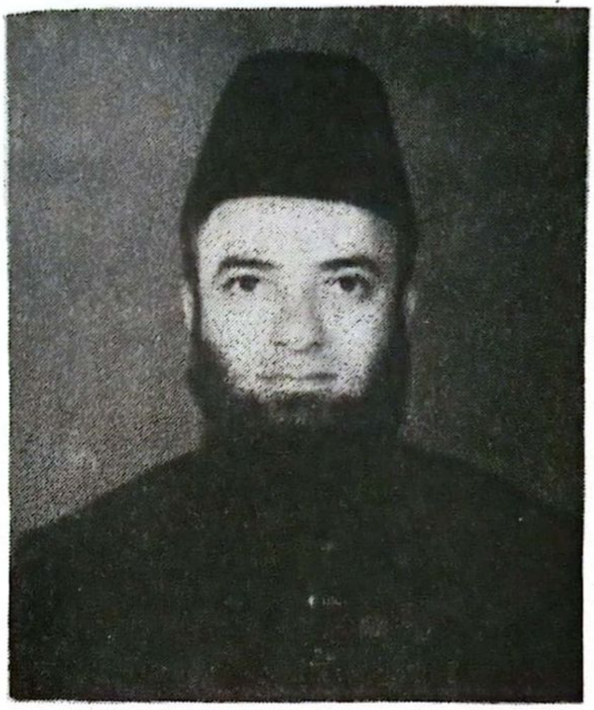

شجاع الدین رومی
صدر

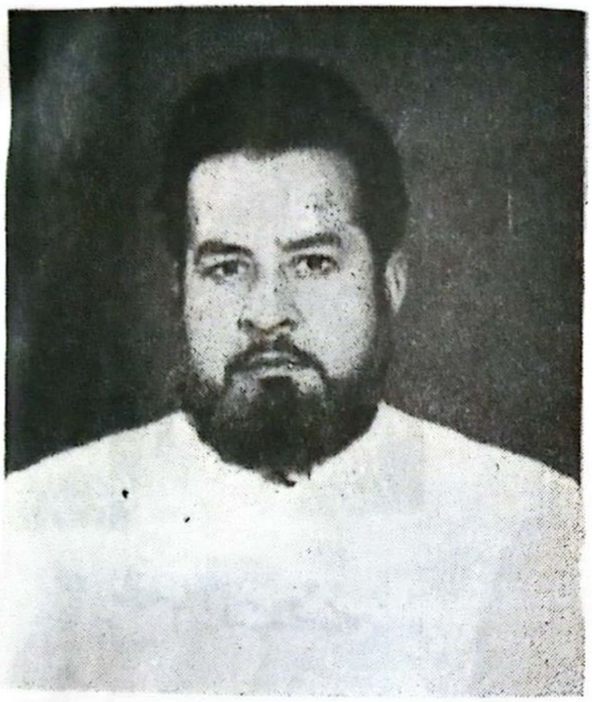

جناب انعام الدین صاحب
نائب صدر

نسیم الدین
جنرل سکریٹری

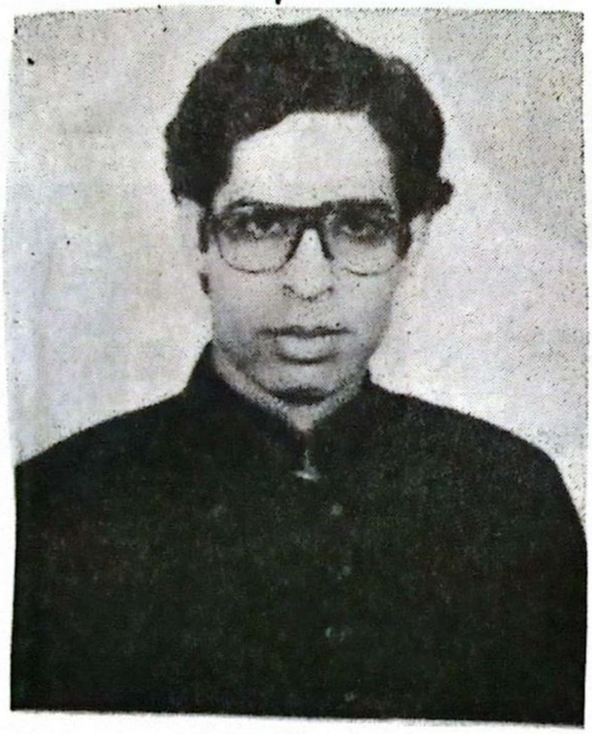

محمد متین۔
فنانس سکریٹری

CamScanner

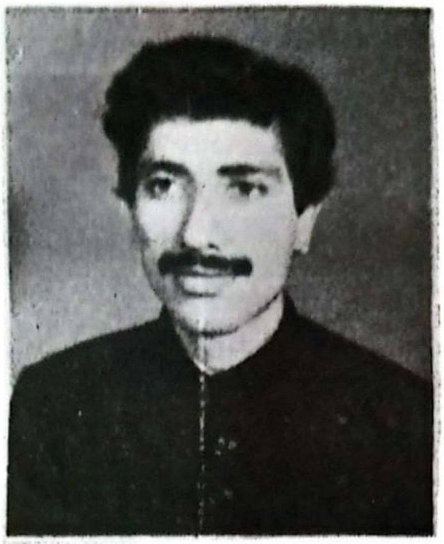

نوید اطہر
لٹریری سکریٹری

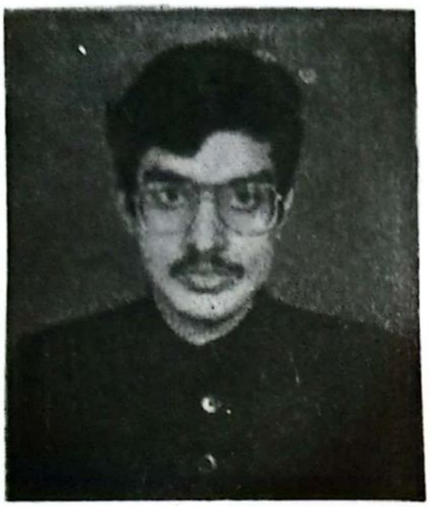

الطاف اقبال
جوائنٹ سکریٹری

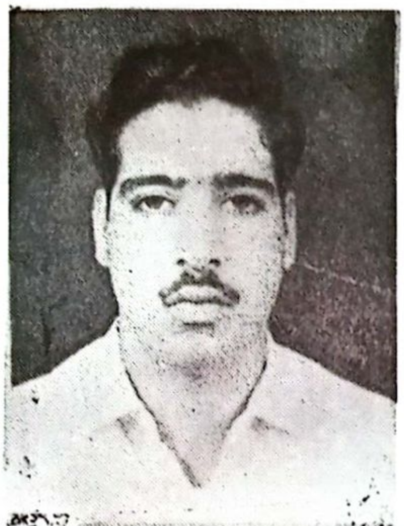

محمد یوسف۔ سوشل سکریٹری

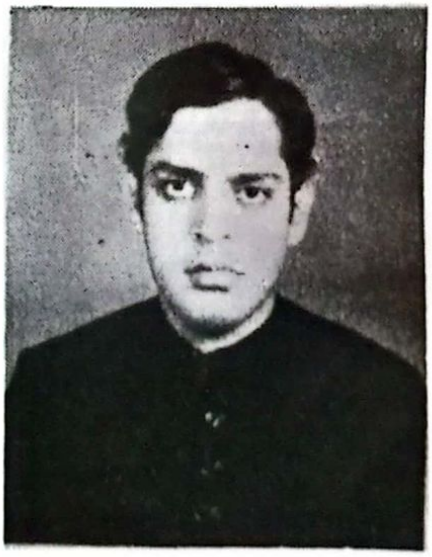

ندیم اعجاز
اسپورٹس سکریٹری

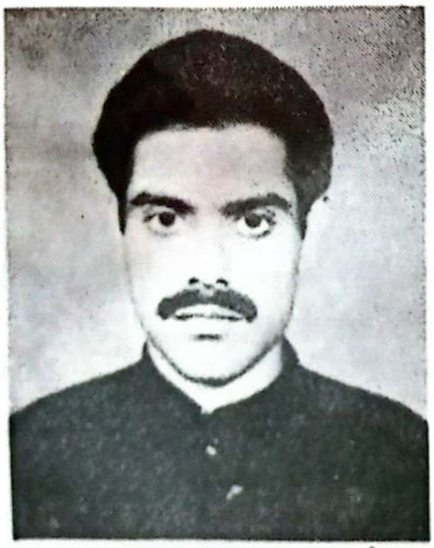

شہزاد پرویز
پروپیگنڈا سکریٹری

CamScanner

استقبالیہ کمیٹی

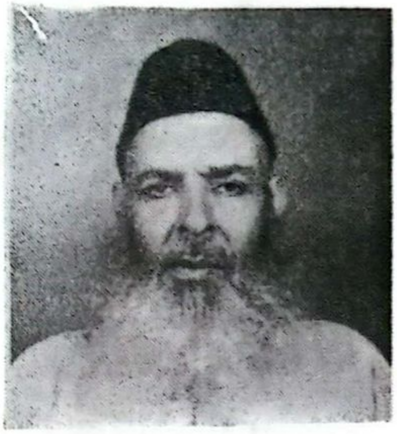

جناب حاجی حبیب احمد صاحب

جناب محمّد حنیف صاحب

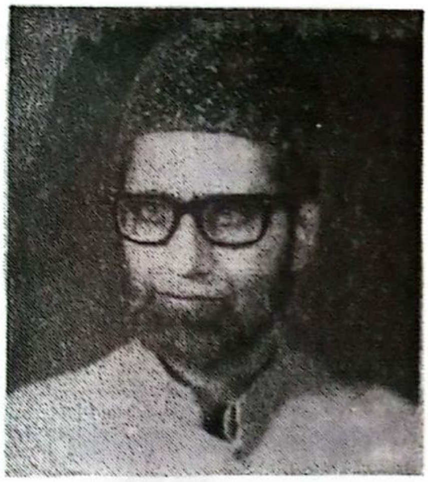

جناب منظور حسین صاحب

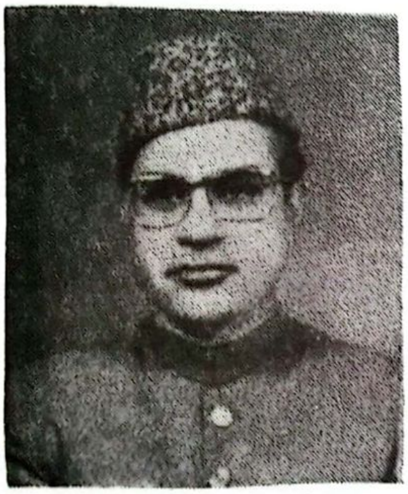

جناب عبدالخالق ذکائی صاحب

سلطان احمد شیخ صاحب

جناب محمّد مبین صاحب

CamScanner

جواد حسین صاحب

جناب امیر حسن جیلانی صاحب

جناب ضمیر الحسن صاحب

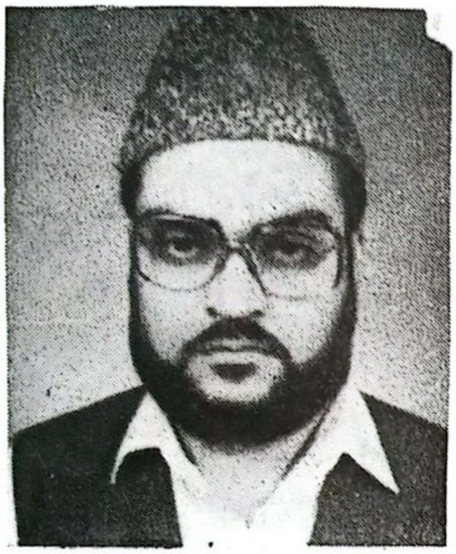

جناب مختار احمد شیخ صاحب

جاوید اقبال بقائی صاحب

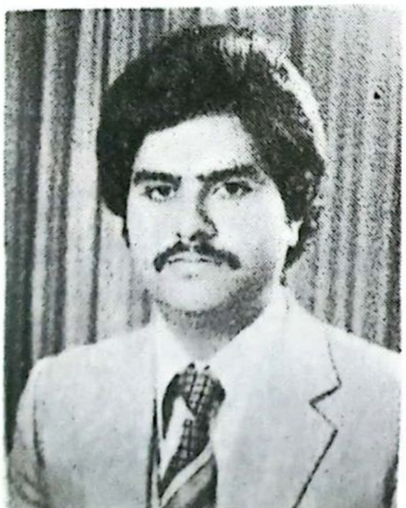

سلیم احمد - صاحب

CamScanner

تمغات حاصل کرنیوالے طلباء وطالبات

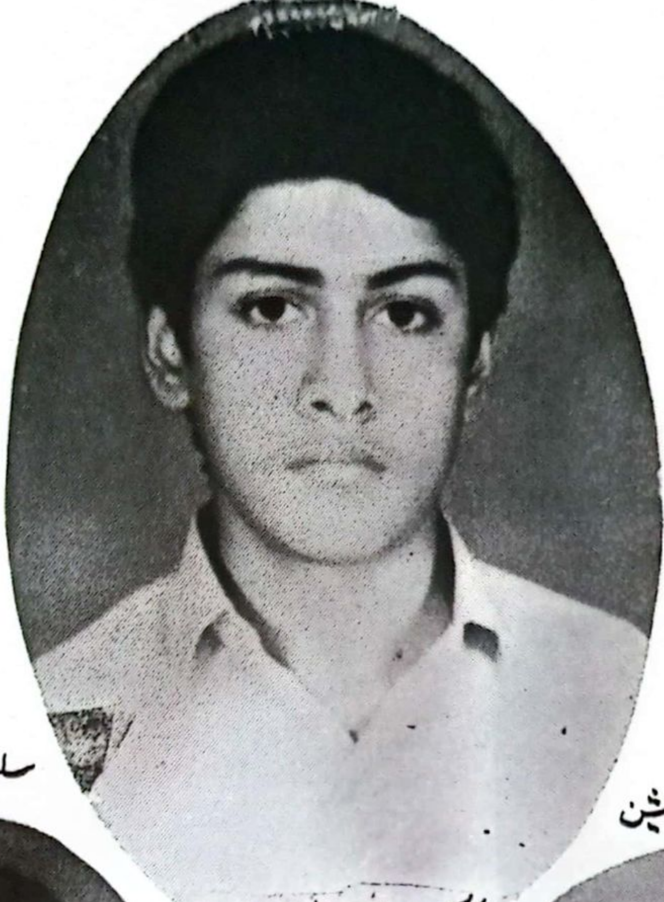

گولڈ میڈلسٹ

ندیم اقبال

۸۳٫۳۵٪

سلور میڈلسٹ دوسری پوزیشن

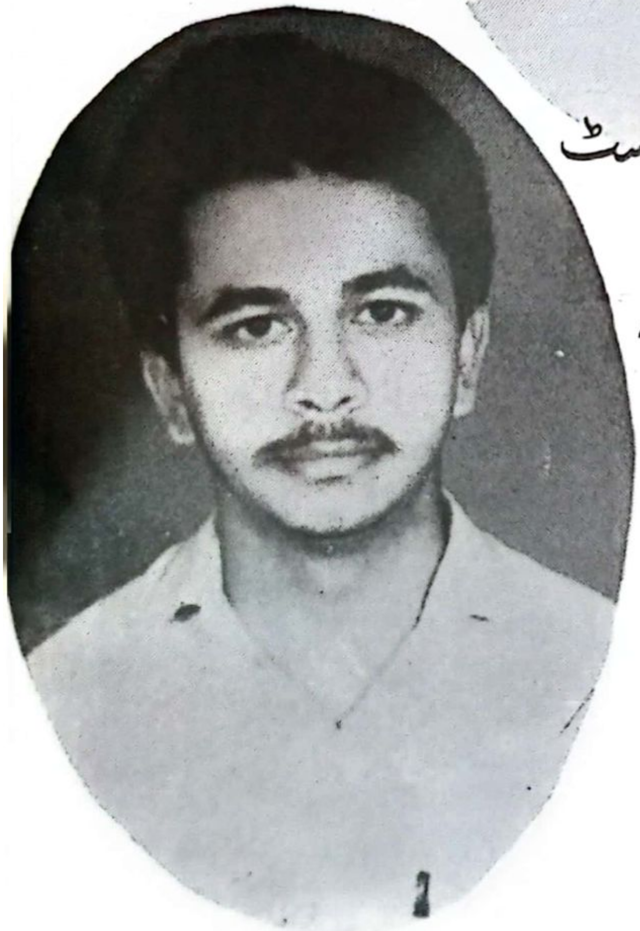

وسیم امتیاز

۸۲٫۲۴٪

سلور میڈلسٹ ۔ تیسری پوزیشن

عامر رحمان

۷۷٫۵۳٪

CS CamScanner

خصوصی انعامات برائے میٹرک

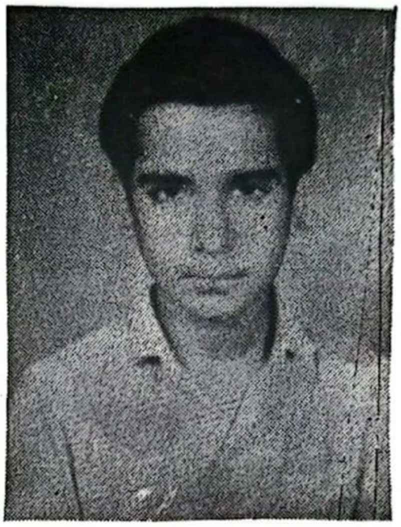

محمد وسیم

۷۱٫۷ ٪

عالیہ مبین

۷۲٫۱۲ ٪

فرح ناز

۷۴٫۷۴ ٪

انیلا نثار

۷۶٫۰ ٪

ڈاکٹر شہلا بقائی

برادری کی ایک ہونہار اور قابل فخر طالبہ

فرینڈز سرکل کے پہلے صدر جناب محفوظ احمد بقائی صاحب کی صاحب زادی شہلا بقائی صاحبہ نے آرمی میڈیکل کالج راولپنڈی سے ایم بی بی ایس کا امتحان پہلی پوزیشن حاصل کر کے پاس کیا۔ آپ سال رواں کی نمایاں ترین گریجویٹ قرار پائیں اور گولڈ میڈل حاصل کیا۔ مزید برآں پانچ مضامین میں نمایاں کامیابی (DISTINCTION) حاصل کرنے پر بھی آپ کو گولڈ میڈل ملے۔ یہ تمام گولڈ میڈل اور اعزازات خود صدر مملکت جنرل ضیاء الحق صاحب نے سالانہ کنووکیشن منعقدہ ۱۸ مارچ ۱۹۸۶ء کو اپنے دست مبارک سے عطا فرمائے اور مبارکباد دی

صدر مملکت کیپٹن ڈاکٹر شہلا بقائی کی اہلیت سے بہت متاثر ہوئے اور ان کے والدین کے ساتھ تصاویر بھی اتروائیں۔ ڈپٹی چیف آف آرمی اسٹاف جنرل خالد محمود عارف صاحب نے بھی آپ کو آپ کے والدین کو مبارکباد دی۔

ڈاکٹر شہلا بقائی غیر نصابی سرگرمیوں میں بھی نمایاں رہی ہیں کالج میگزین کی سب ایڈیٹر تھیں۔ کالج کے زمانے میں اعلیٰ کارکردگی اور اعلیٰ تہذیب کا مظاہرہ کرنے پر آپ کو SENIOR CADET کا اعزاز بھی ملا۔

شہلا بقائی کا اس سخت امتحان میں اول پوزیشن حاصل کر کے گولڈ میڈل حاصل کرنے کا کارنامہ بہت شاندار ہے جس پر پوری برادری کو فخر ہے۔ ہم ممبران فرینڈز سرکل ان کو اور ان کے والدین کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور توقع رکھتے ہیں کہ آئندہ بھی وہ ترقی کی منازل اسی امتیازی پوزیشن سے طے کرتی رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ ان کو زندگی کے ہر امتحان میں کامیاب کرے (آمین)

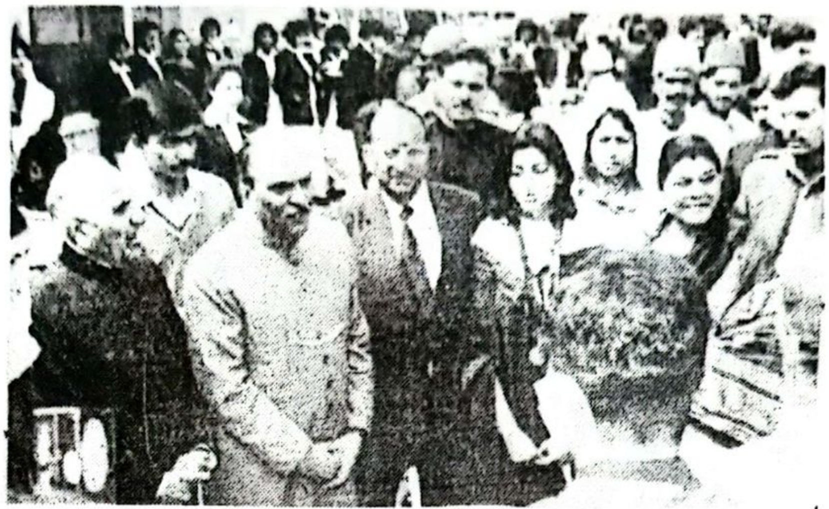

صدر مملکت جنرل محمد ضیار الحق
سکا ڈاکٹر شہلا بقائی جناب محفوظ
بقائی اور ان کی اہلیہ کے ایک
گروپ تصویر

شہلا بقائی جنرل خالد محمود عارف
اور دوسرے جنرلوں کے ساتھ
اپنی کامیابی پر بہت خوش ہیں

پیغام

ہمیں یہ جان کر از حد خوشی ہوئی کہ امسال بھی گذشتہ سالوں کی طرح مجلس منتظمہ فرینڈز سرکل اپنا سالانہ مجلہ "ھمجیال" شائع کر رہی ہے۔

فرینڈز سرکل جمیعت حکیمان دہلی کا ایک انتہائی منظم ادارہ ہے جس کی کارکردگی ہماری پوری برادری کے لئے مشعلِ راہ ہے۔

نوجوان کی اس تنظیم (فرینڈز سرکل) نے جس شاندار طریقے سے اپنے پروگرام منعقد کر کے اس سینٹر بوستانِ جمیعت حکیمان کو استعمال کیا ہے جس سے اس بات کا قطعیٰ اندازہ ہوتا ہے کہ یہاں کسی چیز کی کمی نہیں اور جملہ برادری کے حضرات کو اس بات کا احساس دلایا ہے کہ ہم بوستانِ جمیعت حکیمان سینٹر کو زیادہ سے زیادہ استعمال کر کے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔

مجلسِ منتظمہ فرینڈز سرکل کی خدمات پوری برادری کے لئے لائقِ تحسین ہے۔

ہمیں امید ہے آئندہ بھی نہ صرف مجلسِ منتظمہ فرینڈز بلکہ برادری کے دوسرے افراد بھی اسی طرح قوم و ملت کی خدمت انجام دیں گے۔

چوہدری صاحبان

جمیعت حکیمان دہلی

بزمِ طلبائے

طلائی تمغہ و دیگر انعامات

حاصل کرنے والے طلباء و طالبات کو ہم تہہ دل سے

مبارکباد

پیش کرتے ہیں

منجانب

۱۔ ممتاز احمد جنرل مرچنٹ
۲۔ مشتاق کارپوریشن
۳۔ مختار سنز فون: ۶۲۴۳۱۴۷
۴۔ کراچی سگریٹ اسٹور فون: ۶۷۴۳۶۷۳۱۴۷
۵۔ ایم اے برادرس فون: ۲۲۳۹۹۱
۶۔ فرینڈز سروسیس لمیٹڈ فون: ۲۱۷۰۲۶۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیغام

فرد اور جماعت کی تعمیر و ترقی کا کام بہت کٹھن ہے۔ فردِ واحد تنہا کچھ بھی نہیں۔ لیکن یہی افراد جماعت کی شکل میں کام شروع کر دیں تو قوم و ملّت کی عظیم خدمت ہوتی ہے۔ فرینڈز سرکل ہماری برادری کا ایک عظیم ادارہ ہے۔ جو جماعت کی شکل میں تعمیری کام میں مشغول ہے۔

گزشتہ سالوں میں فرینڈز سرکل نے جس طرح سے جمیعت حکیمان دہلی کے طلبا و طالبات کو تعلیم، ادب، اور کھیل کے میدانوں میں اعلیٰ کارکردگی گولڈ میڈل اور دوسرے انعامات کا سلسلہ شروع کیا ہے وہ ایک قابل ستائش عمل ہے۔

جس طرح وہ قوم و ملّت کی خدمت کر رہے ہیں۔ وہ نہ صرف قابلِ اطمینان ہے بلکہ برادری کے عام افراد بھی ان کی کارکردگی کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ فرینڈز سرکل کی مجلس منتظمہ کو اسی طرح سے خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور انہیں دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

ڈاکٹر اہتمام الدین خان بقائی صاحب

منجانب :- فرینڈز سرکل -

احباب صادق ہال

کسی بھی ادارہ یا برادری کے لئے تعمیری کام کی بڑی اہمیت ہوتی ہے خصوصاً ایسے پروجیکٹ سے نہ صرف موجودہ نسل بلکہ آئندہ آنے والی نسلیں بھی استفادہ حاصل کرتی ہیں۔ اسی قسم کا منصوبہ "احباب صادق ہال" ہے جو ۱۹۶۸ء میں تعمیر ہوا اور آج نہ صرف اہالیان احباب صادق سوسائٹی بلکہ جملہ افراد قوم استفادہ حاصل کر رہے ہیں۔ اخراجات کے لحاظ سے نہ صرف خود کفیل ہے بلکہ قوم کے دیگر تعمیری کاموں کے لئے ذریعہ آمدنی ہے۔

احباب صادق سوسائٹی شمالی ناظم آباد کے کے بلاک ڈی میں واقع ہے اور ساٹھ سے زائد پلاٹوں پر مشتمل ہے۔ زیادہ تر پلاٹ پر تعمیر مکمل ہو چکی ہے اور برادری کے خاصے افراد ایک جگہ رہتے ہیں۔ یہ افراد اپنی چھوٹی تقریبات مثلاً عقیقہ، منگنی، افطار پارٹی وغیرہ اسی ہال میں کرتے ہیں۔ اعلیٰ مجلس انتظامی کا صدر دفتر اسی ہال میں ہے۔ کئی سال تک یہی ہال فرینڈز سرکل کی سرگرمیوں کا مرکز رہا اور جب تک بوستان حکیماں ہال، تعمیر نہ ہوا فرینڈز سرکل کا صدر دفتر احباب صادق ہال ہی رہا۔ اسی ہال میں برادری سے کئی افراد کی شادی کی تقریبات بھی منعقد ہوئیں کراچی شہر سے باہر مثلاً حیدرآباد، بدین اور دہلی سے آئے ہوئے افراد کی شادی کے لئے ہمارا یہ ہال استعمال میں آیا۔ جناب محمد امین صاحب لوہے والے اور جناب حامد حسین جیلانی صاحب کی زیر سرپرستی ایک مدرسہ تعلیم القرآن بھی اسی ہال میں شروع ہوا تھا اور اطراف سے بچوں کی اچھی خاصی تعداد اس سے مستفیض ہو رہی تھی مگر حکومت وقت کی تعلیمی شعبہ کو قومیانے کی پالیسی کی وجہ سے یہ سلسلہ ترک کرنا پڑا۔ ۱۹۷۱ء میں جنگ کے دوران شہری دفاع کا اس علاقہ کے لئے ہمارا ہال دفتر رہا۔ اسی طرح وبائی امراض کے ٹیکے لگانے کے لئے بلدیہ کراچی کا سینٹر رہا۔ بلدیاتی، صوبائی اور قومی اسمبلی کے انتخابات کے سلسلہ میں امیدواروں کی اس علاقہ کی اکثر کارنر میٹنگ اسی ہال میں منعقد ہوتی رہی ہیں۔ عید میلادالنبی کے سلسلہ میں اکثر اجتماعات یہاں ہوتے رہتے ہیں۔ غرض یہ ہال خاصا استعمال ہو رہا ہے۔ البتہ ابھی بہت گنجائش ہے کہ اس کو مزید مقبول بنایا جائے اور زیادہ استعمال میں لایا جائے۔

احباب صادق ہال پلاٹ نمبر ۹-۷-۵-۸ پر تعمیر شدہ ہے جس کا رقبہ ۲۶۷ مربع گز یعنی تقریباً ۲۴۰۰ مربع فٹ ہے اور تقریباً ۲۲۰۰ مربع فٹ تعمیر شدہ

مرقبہ ہے۔ اس ہال کی تعمیر ۱۹۶۸ء میں جناب چوہدری حاجی محمد اشتیاق صاحب کی زیر نگرانی مکمل ہوئی اور جناب حامد حسین جیلانی صاحب نے آپ کی معاونت کی۔ مہارت، دیانت اور توجہ دینے کی وجہ سے کل تعمیراتی اخراجات صرف ۴۲۳۳۷۵/= روپے ہوئے۔ کیونکہ وسائل بہت محدود تھے اس لئے چوہدری حاجی محمد اشتیاق صاحب نے تقریباً اٹھارہ ہزار روپے بطور قرض اپنی جیب سے لگا دیئے جو بعد ازاں کرایہ کی آمدنی سے ادا ہوئے۔ ہال کے علاوہ آٹھ دوکانیں بھی تعمیر کی گئی ہیں جو کرایہ پر گئی ہوئی ہیں اور سوسائٹی کے لئے مستقل ذریعہ آمدنی ہیں۔ پہلے یہ دکانیں ۴۰ روپے سے ۵۰ روپے ماہانہ کرایہ پر تھیں بعد ازاں ان میں بتدریج اضافہ ہوتا رہا اور اب یہ دوکانیں ۷۵ روپے سے ۱۰۵ روپے ماہانہ کرایہ پر ہیں اس طرح موجودہ سالانہ کرایہ کی آمدنی ۸۳۴۰/- روپے ہے۔ اکتوبر ۱۹۶۸ء سے جون ۱۹۸۶ء تک پراپرٹی ٹیکس وغیرہ منہا کرنے کے بعد تقریباً ۹۵۰۰۰/- روپے کرایہ و متفرق آمدنی ہوئی جس میں سے اٹھارہ ہزار روپے کا قرضہ ادا کر دیا گیا۔ الحمد اللہ بقیہ آمدنی میں سے دہلی حکیمان سوسائٹی کو مبلغ بیس ہزار روپے بطور عطیہ تعمیر قومی ہال، اعلیٰ مجلس انتظامی کو دو ہزار روپے بطور عطیہ اخراجات شفاخانہ اور تقریباً سولہ ہزار روپے برائے ادائیگی قسط پلاٹ اسکیم نمبر ۳۳ ادا کئے اس طرح اب تقریباً ۳۹۰۰۰/- روپے بقایا موجود ہیں۔ ارادہ ہے کہ ہال میں رنگ روغن و ڈسٹمپر کرایا جائے پانی کا انتظام درست کیا جائے۔ بجلی کی لائن کو بھی بہتر بنایا جائے اور اس کے بعد ایک منزل مزید تعمیر کی جائے تاکہ مزید گنجائش نکل سکے اور یہ ہال استعمال کے مزید مواقع فراہم کر سکے۔

زندہ قوموں کی نشانی ہے کہ وہ اپنے محسنوں کو یاد رکھتی ہے احباب صادق ہال کی تعمیر اور اس کا مسلسل انتظام بڑا شاندار کارنامہ ہے۔ اس سلسلے میں کئی مراحل آئے اور بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑا کے ڈی اے کی جانب سے دو کانوں کے انہدام کے نوٹس آئے تو کبھی ایکسائز ڈ ٹیکسیشن محکمہ و بلدیہ کراچی کی طرف سے کاروائی ہوتی رہی۔ بعض دوسرے محکمہ جات بھی خاصے سرگرم رہے مگر ان تمام مراحل کو بحسن و خوبی طے کیا گیا اور آج اللہ کے فضل و کرم سے یہ پراپرٹی ساڑھے تین لاکھ روپے سے زائد مالیت کی ہے۔ جب کہ ۳۹۰۰۰/- روپے نقد بھی موجود ہے۔ ہم ان تمام قابل احترام ہستیوں کو سلام پیش کرتے ہیں جو اپنی اپنی ذاتی مصروفیات کے باوجود یہ قومی خدمت بہت خلوص اور تندہی سے انجام دیتے رہے۔ قومی خدمت کی یہ شاندار مثال ہے۔ جملہ افراد قوم عموماً اور اہالیان احباب صادق سوسائٹی خصوصاً ان کی احسان مند ہیں۔ ہم قوم کے بزرگ رہنما جناب چوہدری محمد اشتیاق صاحب مرحوم کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے احباب صادق ہال کا پودا لگایا، اس کو پروان چڑھایا اور اپنی زندگی کے آخر تک اس کی دیکھ بھال کرتے رہے۔ اسی طرح جناب حامد حسین جیلانی صاحب مرحوم قابل مبارکباد ہیں

کہ انہوں نے ہال کی تعمیر میں ہاتھ بٹایا اور کے ڈی اے
ڈیلیریہ کے معاملات سلجھاتے جناب حاجی محمد اسحق صاحب
احباب صادق سوسائٹی کے عرصہ سے خزانچی ہیں
اور محترم جناب چوہدری محمد اشتیاق صاحب کی وفات
کے بعد سے کرایہ کی وصولیابی کا کام بڑی حسن وخوبی
سے انجام دے رہے ہیں۔ جناب عبدالخالق زکائی
صاحب دیگر متعلقہ امور کی دیکھ بھال اور سربراہی
کا کام روایتی خوش اسلوبی سے کر رہے ہیں۔ یہ تمام
ہستیاں قوم کی محسن ہیں۔ ہم ممبران فرینڈز سرکل ان
کی خدمت میں ہدیہ تبرک پیش کرتے ہیں۔

جناب چوہدری حاجی محمد اشتیاق صاحب مرحوم

جناب حامد حسین جیلانی صاحب مرحوم

جناب حاجی محمد اسحق صاحب

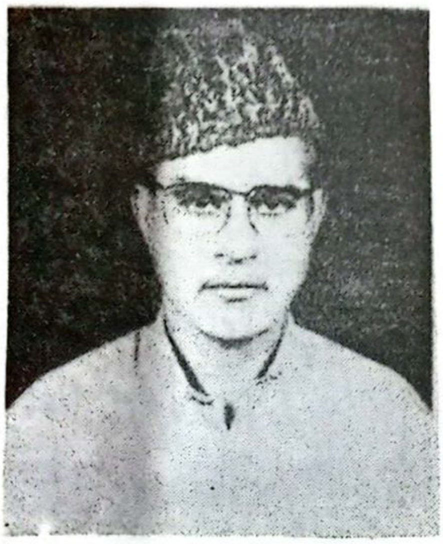

جناب حاجی عبدالخالق زکائی صاحب

خالق کائنات مالکِ ارض و سما

حکیم حمید الدین بقائی دہلوی
سابق پروفیسر اجمل طبیّہ کالج راولپنڈی،

پناہے بلندی و پستی توئی
ہمہ نیستند آنچہ ہستی توئی

اللہ نور السماوات والارض ۔ یسبح لہ ما فی السماوات وما فی الارض جمیعاً ۔ اگر امر واقعہ یہ ہے کہ کوئی چیز بنانے والے کے بغیر خود بخود نہیں بن جاتی اور بغیر چلانے والے کے خود بخود نہیں چلتی ۔ ماچس کی ایک تیلی اور سوئی کا ایک ناکہ خود بخود نہیں بن سکتا تو پھر اتنی وسیع و عریض کائنات یہ عرش و فرش یہ ارض و سما یہ شجر و حجر یہ فضائیں یہ ہوائیں یہ سمندر یہ پہاڑ یہ شمس و قمر یہ ستارے اور سیارے تمام جاندار اور بے جان مخلوق خود بخود کیسے بن سکتی اور پیدا ہو سکتی ہے ۔ یہ طلوع اور غروب آفتاب کس کے حکم سے ہے یہ موسم اور ان کے تغیرات کس کی وجہ سے ہیں یہ بارش کون برساتا ہے ۔ فصلیں کون اگاتا ہے ۔ بچے کے پیدا ہونے سے پہلے ماں کی چھاتی میں دودھ کون اتارتا ہے ۔ پتھر کے اندر کیڑے کو کون روزی پہنچاتا ہے ۔ کائنات کا یہ عظیم الشان نظام کس کی منشا اور مرضی سے چل رہا ہے ۔ عقل سلیم کہتی ہے کہ زمینوں اور آسمانوں میں جو کچھ ہے ۔

وہ اللہ رب العالمین کا ہی ہے خدا زندہ قادر و قیوم نے ہی یہ سب کچھ بنایا ہے ۔ دنیا کا تمام نظام اس زبردست حکمت والے مالک الملک کی مرضی سے ہی چل رہا ہے ۔ لا متحرک ذرۃ اللہ باذن فیہ ۔ ایک ذرہ بھی اس کے حکم کے بغیر حرکت نہیں کر سکتا ۔ لیکن رحمان کے مقابلہ میں شیطان کی بھی ایک طاقت ہے ۔ اس کے ہتھکنڈے چالوں اور چالوں سے بچ نکلنا بھی تائید ایزدی اور رحمت خداوندی کے بغیر ممکن نہیں ۔ اس نے بہت سارے بندگان خدا کو گمراہ کیا ہے ۔ کسی کو کہا کہ خدا رسول دین ایمان اور اسلام کچھ نہیں ہے صرف مادہ اور مادی تغیرات ہی سب کچھ ہیں کوئی نیکی اور بدی جنت اور دوزخ جزا اور سزا نہیں ہے کوئی کسی کے آگے جوابدہ نہیں ہے ۔ ناجائز اور جائز کی کوئی بات نہیں ہے بلکہ اپنے مفادات اپنی اغراض اور خواہشات کی تکمیل ہی مقصد حیات ہے کسی کو بہکایا کہ صرف ایک خدا ہی سب کچھ نہیں کر سکتا بلکہ اس کے بہت سے اور بھی معاون اور مددگار ہیں اور بھی کتنے ہی چھوٹے چھوٹے خدا ہیں جو حاجت روائی اور مشکل کشائی کرتے ہیں اللہ کے نیک بندوں کا بھی خدا کے نظام میں بڑا عمل دخل ہے ۔ کسی کو پھونک دی کہ تم خود ہی خدا ہو تم خود ہی سب کچھ کر

سکتے ہو۔ اولاد آدم ہونے کے ناطے سے نسل انسانی پیغمبر زادہ ہے لیکن شیطان کو انسان کا یہ مقام اور مرتبہ پسند نہ آیا۔

چنانچہ اس نے لوگوں کو پھر بہکایا اور انہیں کہا کہ اگر انسان بنو گے اور پیغمبر زادے کہلاؤ گے تو پیغمبر کی تعلیمات پر عمل کرنے کے پابند ہو جاؤ گے لہٰذا کہہ دو کہ ہم تو ترقی یافتہ حیوان ہیں بندر ہیں اور بندر کی نسل سے ہیں۔

کہا منصور نے اِنَا الحق خدا ہوں میں
ڈاردن بولا کہ بوزنہ ہوں میں
ہنس کے کہنے لگے میرے ایک دوست
فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

بلاشبہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے اس کا کام دنیا میں بدی اور برائی پھیلانا اور اللہ کے بندوں کو اللہ کے راستے سے ہٹانا ہے۔ الشیطان یعدکم با لسوو فحشا۔ شیطان انسان کو برائی اور فحاشی کے راستے پر چلنے کی دعوت دیتا ہے جو لوگ شیطان کی باتوں میں آکر بہک جاتے اور بھٹک جاتے ہیں۔ خدا کا انکار کر دیتے ہیں بلاشبہ وہ کافر ہو جاتے ہیں جو لوگ خدا کی ذات اور صفات اس کے حقوق اور اختیارات اور اس کے احکامات میں غیر اللہ کو شریک کر لیتے ہیں خدا کے احکامات کے ساتھ دوسروں کے احکامات بھی مانتے ہیں۔ وہ مشرک ہو جاتے ہیں غیر قوموں کے طور طریقے اور غیر اسلامی رسومات کو دین میں شامل کرتے ہیں وہ بدعتی ہو جاتے ہیں۔

جو لوگ مادہ کو خدا مان لیتے ہیں ڈاردن کے نظریہ ارتقا پر ایمان لے آتے ہیں وہ بندر بن جاتے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی بدتر یہ اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ ہم لوگ مسلمان ہیں۔ صرف اور صرف مسلمان ہی رہنا چاہیئے۔ اس لئے ہم پر یہ لازم ہے کہ شیطان کی چالوں سے ہوشیار رہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اس کے حقوق اور اختیارات اس کے احکامات کو اس طرح مانیں جس طرح ماننے کا حق ہے ہمیں اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنا چاہیئے۔ اور عقیدہ، توحید کو افکار و نظریات اور سیرت و کردار کا محور بنانا چاہیئے اللہ تعالیٰ کے انعامات اور احسانات کا تقاضا یہ ہے کہ ہمیں اس کا فرمانبردار اور شکر گزار بندہ بن جانا چاہیئے اور زندگی کے ہر شعبہ میں اسی کے بتائے ہوئے راستوں پر چلنا چاہیئے۔

ایک اچھے اور سچے مسلمان کا فرض اولین یہ ہے کہ حمد و ثنا بیان کرے تو خالق کائنات اور مالک ارض و سما کی حمد و ثنا ہو۔ عبادت کرے اس معبود حقیقی کی عبادت کرے جو زمین و آسمان کا نور ہے۔ جس کی تسبیح کائنات کا ذرہ ذرہ پڑھ رہا ہے روزی رساں، حاجت روا اور مشکل کشا مانے تو صرف اللہ رب العالمین کو جو کہ ہم سب کا پروردگار ہے بادشاہت اور حاکمیت مانے تو اس بادشاہ حقیقی کی بادشاہت مانے جس کے در پر دنیا بھر کے بادشاہوں اور شہنشاہوں کی جبیں نیاز ختم ہوتی ہے۔ ایمان اور اسلام یہی ہے کہ ہمیں اپنے تمام

باقی صفحہ ۳۵ پر

جنید اقبال ۔ گلبرگ

حکمت کے موتی

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی تخلیق کی۔ سورج چاند، ستارے، شجر حجر، ملائکہ اور فرشتے پیدا کیے۔ کائنات کو سنوارا اور سجایا۔ لیکن اس کائنات میں چوٹی کی جو تخلیق کی وہ ہے انسان کی تخلیق۔ انسان کو بہترین طریقے پر پیدا کیا اور اوصاف حمیدہ سے آراستہ کیا۔ جیسا کہ قرآن میں ارشاد فرمایا۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ۔ ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا۔ اس کے بعد ایک معینہ مدت تک کیلئے انسان کو اس دنیا میں بھیجا تاکہ اُس کا امتحان لے۔ اس دنیا کو امتحان گاہ یا دارالامتحان قرار دیا۔ اب جو اس امتحان میں کامیاب ہوا وہ تو ان تمام انعامات واکرامات کا مستحق ٹھہرے گا جن کا وعدہ رب العزت نے کیا ہے۔ اور جو اس امتحان میں ناکام رہا وہ اس سزا کا مستحق ٹھہرے گا جس کی وعید بھی دے دی گئی ہے۔ اس طرح ہر انسان مسئول ٹھہرا اپنے اُس قول وفعل کا جو وہ دنیا میں کر کے اپنے مالک، خالق اور رب العزت کے سامنے جوابدہی کے لئے پیش ہوگا۔ اس امتحان گاہ میں یعنی اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو یونہی نہیں چھوڑ دیا بلکہ اپنے کمال فضل و رحمت سے اُس کی ہدایت کا مکمل سامان بھی کیا ہے۔ تاکہ وہ اس خسارے اور عذاب سے بچ سکے جس کا سامنا اُسے قیامت میں کرنا پڑے گا۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا۔ اور اُن کے ذریعے دینِ حق اور ہدایت ہم تک پہنچائی اور صراطِ مستقیم پر عمل کا طریقہ بتایا کہ جس پر چلنا، عمل کرنا پیروی کرنا انسان کی دنیاوی و اُخروی کامیابی کا دارومدار ہے۔ جب انسان عقلی اور فکری اعتبار سے بالغ ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین، رحمت اللعالمین، آخر الرسل سرکارِ دوعالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری نوعِ انسانی کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا اور آپ کے ذریعے قیامت تک کے لئے وہ ہدایت، نصیحت اور دینِ حق اتمامی اور تکمیلی شان میں نازل کیا کہ اب صرف اور صرف اسی پر ایمان لانا اور صدق دل سے عمل کرنا نجات کا سبب بنے گا۔ اس پر عمل کرنے کیلئے ایسا نظام زندگی عطا کیا جو تمدن اور اجتماعیت کے جملہ نازک اور پیچیدہ مسائل میں مختلف پہلوؤں سے راہ وسط کا تعین کرتا ہے۔ معاشرت معیشت اور سیاست تینوں کے ضمن میں صراطِ مستقیم اور سواء السبیل کو پوری طرح واضح کر دیا تاکہ معاشرتی بے راہ روی کا کوئی امکان باقی رہے، نہ معاشی استحصال کا اور نہ سیاسی جبر کا اور یہ تفصیلی نظام ابدالآباد تک کے لئے سرکار

دو عالم ﷺ پر نازل کردہ قرآن حکیم میں بیان فرما دیا۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد سے متعلق جب تمام ہدایات اور احکامات مکمل ہو گئے تو پھر سورۃ مائدہ میں یہ اعلان بھی فرمایا۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ یعنی آج کے دن میں نے کامل کر دیا تمہارے لئے، تمہارا دین اور پوری کر دی تم پر اپنی نعمت اور پسند کر لیا میں نے تمہارے لئے دین اسلام کو۔ اور سورۃ بقرہ میں ارشاد فرمایا۔ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ؕ اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے یہاں تھوڑی سی وضاحت لفظ دین کی کر دوں۔ ہمارے یہاں مذہب اور دین ایک ہی معنوں میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ جب کہ ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ مذہب چند عقائد اور رسومات کو ادا کر لینے کا نام ہے۔ مذہب کا بقیہ زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ جیسے عیسائیت، یہودیت اور دوسرے مذاہب۔ چند مخصوص عمل عبادت گاہوں میں کر لئے اب باقی روزمرہ کی زندگی میں مذہب کا دخل نہیں۔ بالکل آزادی ہے۔ جس طرح چاہیں معاشرتی، معاشی سیاسی اور مملکتی امور انجام دیں۔ کوئی رکاوٹ نہیں بلکہ اپنی مرضی اور عقل کے مطابق جیسے چاہیں زندگی بسر کریں۔ اس کے برخلاف دین نہ صرف عقائد کو درست کرتا ہے، ذہنوں میں راسخ کرتا ہے بلکہ پوری زندگی چوبیس گھنٹے کے معمولات جن میں انفرادی، خاندانی، معاشرتی، معاشی، سیاسی اور ریاستی تمام امور کو اپنے احکامات کے تابع کرتا ہے۔ چونکہ اسلام بھی چوبیس گھنٹے کے معمولات کا احاطہ کرتا ہے ہر معاملہ میں ہدایت بہم پہنچاتا ہے۔ طریقہ کار وضع کرتا ہے۔ اس لئے اسلام دین ہے مذہب نہیں۔ جب دین اسلام تمام شعبہ ہائے زندگی پر محیط ہے اور ہر ہر قدم پر رہنمائی کرتا ہے۔ ہدایت دیتا ہے۔ تو اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ اس نے ہمارے لئے معاشرتی، معاشی، اخلاقی اور ریاستی نظام کی بنیاد کن اساس پر رکھی ہے اور کیا منشور پیش کیا ہے۔ نظام حیات کا یہ منشور قرآن حکیم میں سورۃ بنی اسرائیل میں پیش کیا گیا ہے۔ اور وہ رہنما زریں اصول مقرر کر دیئے ہیں جن کی اساس پر مسلم معاشرے کی تشکیل ہونی چاہیئے۔ جو وہ رہنما اصولوں پر مبنی یہ منشور حقوق اللہ اور حقوق العباد کا یقین کرتا ہے۔ راہ عمل متعین کرتا ہے اور وہ اساس مہیا کرتا ہے کہ جن پر زندگی کی بنیاد دنیا اور آخرت کی بھلائی کا موجب بنتی ہے۔ یہی وہ دراصل حکمت کے موتی ہیں کہ جنہیں اگر ہم چن لیں اور اپنے دلوں میں نگیں کر کے ان کی آب و تاب سے اپنی قولی اور فعلی اور عملی زندگی کو تابع کریں تو دونوں جہانوں کی کامیابی یقینی ہو جاتی وہ حکمت کے موتی، وہ رہنما زریں اصول، وہ منشور اسلامی جو سورۃ بنی اسرائیل کی آیات ۲۲ تا ۳۹ میں پیش کئے گئے ہیں یہاں اختصار کیساتھ بیان کئے جاتے ہیں

تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ:

۱۔ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو، مگر صرف اللہ کی (یعنی التزام توحید، اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور شرک سے اجتناب)

۲۔ والدین کی فرمانبرداری، خدمت و اطاعت: اس طرح کہ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک، یا دونوں، بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اُف تک نہ کہو، نہ انہیں جھڑک کر جواب دو، بلکہ ان سے احترام کے ساتھ بات کرو، اور نرمی اور رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک کر رہو اور دعا کیا کرو کہ "پروردگار ان پر رحم فرما۔ جس طرح انہوں نے رحمت و شفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا تھا۔ تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ تمہارے دلوں میں کیا ہے۔ اگر تم صالح بن کر رہو تو وہ ایسے سب لوگوں کے لئے درگزر کرنے والا ہے۔ جو اپنے قصور پر متنبہ ہو کر بندگی کے رویہ کی طرف پلٹ آئیں۔

۳۔ انفاق فی سبیل اللہ۔ یعنی زکوٰۃ، خیرات و صدقات: اس طرح کہ رشتہ دار کو اس کا حق دو اور مسکین و مسافر کو اس کا حق۔

۴۔ بیجا اسراف کی ممانعت: اس طرح کہ فضول خرچی نہ کرو، فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔

۵۔ حاجت مندوں سے خوش اخلا : اس طرح کہ اگر حاجت مند رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں سے تمہیں کتراتا ہو اس بنا پر ابھی اللہ کی رحمت کو جس کے تم امیدوار ہو تلاش کر رہے ہو یعنی خود تنگی محسوس کر رہے ہو تو انہیں نرم جواب دے دو۔

۶۔ بخل اور اسراف کی ممانعت اور اعتدال کا حکم: یعنی نہ تو اپنا ہاتھ گردن سے باندھ رکھو اور نہ اُسے بالکل ہی کھلا چھوڑ دو کہ ملامت زدہ اور عاجز بن کر رہ جاؤ۔ تیرا رب جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ وہ اپنے بندوں کے حال سے باخبر ہے اور انہیں دیکھ رہا ہے۔

۷۔ قتلِ اولاد کی ممانعت: اس طرح کہ اپنی اولاد کو افلاس کے اندیشے سے قتل نہ کرو۔ ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی۔ درحقیقت ان کا قتل ایک بڑی خطا ہے۔

۸۔ زنا کی ممانعت: اس طرح کہ زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو۔ وہ بہت برا فعل ہے اور بڑا ہی بُرا راستہ ہے۔

۹۔ ناحق قتل کی ممانعت اور قصاص کا حکم: اس طرح کہ قتلِ نفس کا ارتکاب نہ کرو جسے اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ اور جو شخص ناحق مظلومانہ قتل کیا گیا ہو اس کے ولی کو ہم نے قصاص کے مطالبے کا حق عطا کیا ہے پس چاہیئے کہ وہ قتل میں حد سے نہ گزرے۔ اُس کی مدد کی جائے گی۔

۱۰۔ یتیموں کے ساتھ سلوک کا حکم: اس طرح کہ مال یتیم کے پاس نہ پھٹکو مگر احسن طریقے سے، یہاں تک کہ وہ اپنے شباب کو پہنچ جائے۔

۱۱۔ پاسداریِ عہد کا حکم: اس طرح کہ عہد کی پابندی کرو۔ بے شک عہد کے بارے میں تم کو جواب دہی کرنی ہوگی۔

۱۲۔ تجارت میں اوزان و پیمائش کا اصول: اس طرح کہ پیمانے سے دو تو پورا بھر کر دو اور تولو تو ٹھیک ترازو سے تولو۔ یہ اچھا طریقہ ہے اور بلحاظ انجام بھی یہی بہتر ہے

باقی صفحہ ۶۴ پر

CamScanner

نزہت یاسمین
گلبرگ کراچی

قرآن سے ایک انٹرویو

یوں تو آپ لوگوں نے ہمارے بہت انٹرویو پڑھے ہوں گے۔ انٹرویو لیتے ٹی وی پہ یا کہیں اور دیکھا ہو گا۔ لیکن یہ جو "قرآن سے ایک انٹرویو" آپ لوگ پڑھیں گے یہ وہ انٹرویو ہے جو قرآن کی زبان میں ہے۔ اس میں جو جو سوال کئے گئے ہیں۔ اس کا جواب قرآن کی سورۃ اور آیات کے حوالے سے دیا گیا ہے۔

سوال:۔ آپ کی تعریف؟

جواب:۔ میں اللہ کی کتاب ہوں اور مجھے قرآن کہتے ہیں۔ (سورۃ البقرہ ۲۔، سورۃ الانعام ۱۹۲) (سورۃ الانعام ۱۹
یونس ۳۷، یوسف ۳، بنی اسرائیل ۹۷)

سوال: قرآن کے علاوہ آپ کا کوئی اور نام؟

جواب:۔ بہت سے نام ہیں، جیسے رحمت، حکمت، فرقان، مبین، کلام۔ (الانعام ۱۵۷، بنی اسرائیل ۳۹
البقرہ ۱۸۵، المائدہ ۱۵۵، التوبہ ۶)

سوال:۔ آپ کس کی تصنیف ہیں؟

جواب:۔ میرا مصنف اللہ ہے۔ کیوں کہ میں اسی کا کلام ہوں۔ (سورۃ النساء ۱۱۳، کہف ۱، سورۃ توبہ ۶، سورۃ فتح ۱۵)

سوال:۔ آپ کا لانے والا کون ہے؟

جواب:۔ مجھے جبرائیل علیہ السلام نامی فرشتہ اللہ کے حکم سے دنیا میں لاتے ہیں۔ (سورۃ بقرہ ۹۷، النحل ۱۰۲
الشعرا۔ ۱۹۴)

سوال: آپ کس کے پاس تشریف لائے؟

جواب: میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ہوں۔ آپؐ کے قلب مبارک پہ میرا نزول ہوا ہے۔
(سورۃ محمد ۲۔ البقرہ ۹۷، آل عمران ۳، الاعراف ۲، النحل ۴۴)

سوال:۔ کیا دنیا میں آپ کا نزول ایک ہی واقعہ ہوا؟

جواب:۔ جی نہیں، دنیا میں میرا نزول یکبارگی نہیں ہوا۔ بلکہ میں تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا ہوں۔
(سورۃ الفرقان ۳۲، بنی اسرائیل ۱۰۶، الدہر ۲۳، النحل ۱۰۱، ۱۰۲)

سوال:۔ آپ کو جمع کیسے کیا گیا؟

جواب:۔ میری جمع و تدوین کا انتظام خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ (سورۃ القیامہ ۱۷ تا ۱۹، الفرقان ۳۲)

سوال:۔ آپ کہاں نازل ہوئے۔

جواب:۔ میرا نزول مکہ اور مدینہ میں ہوا۔
(سورۃ النعام ۹۲۔ الشوریٰ ۱۰۷، البدآیات نمبر ۲)

سوال:۔ آپ کی زبان کون سی ہے؟

جواب:۔ میں فصیح و بلیغ عربی زبان میں ہوں۔
(الاحقاف ۱۲، سورۃ یوسف ۲، الرعد ۳۷، النحل ۱۰۳، الشعراء ۱۹۵)

سوال:۔ کیا آپ ایک عالمگیر کتاب ہیں؟

جواب : جی ہاں میری ہدایت پوری انسانیت کے لیے ہے ۔ (سورۃ یوسف ۱۰۲، الفرقان ۱، ص ۸۷، القلم ۵۲، التکاثر ۲)

سوال :۔ آپ کا موضوع کیا ہے ؟

جواب :۔ میرا موضوع انسان ہے ۔

(الانفطار ۶، الانشقاق ۶، العصر ۲، یٰسین ۷۷)

سوال :۔ کیا آپ کے بعد بھی کوئی آسمانی کتاب آئے گی ؟

جواب :۔ جی نہیں ، میرے بعد اب کوئی کتاب نازل نہیں ہوگی ۔ مجھے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتارا گیا ہے اس لیے میں آخری آسمانی کتاب ہوں ۔ (سورۃ الاحزاب ۴۰)

سوال :۔ کیا ہر انسان مر جاتا ہے ؟

جواب :۔ جی ہاں ہر پیدا ہونے والا انسان مر جاتا ہے ۔ (سورۃ آل عمران ۱۸۵، الانبیاء ۳۴، ۳۵، العنکبوت ۵۷ الزمر ۳۰)

سوال : کن امور پر ایمان لانا ضروری ہے ؟

جواب ۔ ہر مسلمان کے لیے اللہ پر ، اس کے فرشتوں پر ، اس کے نبیوں پر ، اس کی کتابوں پر اور آخرت کے دن پر ایمان لانا لازمی ہے (البقرہ ۱۳۶، ۱۷۷، ۲۸۵)

سوال :۔ کیا ایمان کے بغیر کوئی عمل مقبول ہے ؟

جواب :۔ ہرگز نہیں ، ایمان کے بغیر کوئی عمل نہ صالح ہو سکتا ہے ، نہ ہی مقبول ۔

(سورہ الکہف ۱۰۵، ۱۰۶ ۔ الاحزاب ۱۹ ۔ محمد ۹، ۳۲)

سوال :۔ فرشتوں کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیے ؟

جواب :۔ فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں ۔ ہر مسلمان کے لیے اُن پر ایمان لانا ضروری ہے ۔

(سورۃ الصافات ۱۵۰، سورۃ البقرہ ۲۸۵، النساء ۱۳۶ ۔ البقرہ ۱۷۷)

سوال :۔ اللہ تعالیٰ نبیوں کو کس مقصد کے لیے بھیجتا ہے ؟

جواب :۔ بعثت انبیاء کا مقصد لوگوں کو راہ حق دکھانا اور اُن پر اللہ کی حکمت پوری کرنا ہے ۔

(سورۃ النساء ۱۶۳، البقرہ ۲۱۳، الانعام ۸۸، الکہف ۵۶، بنی اسرائیل ۹۴)

سوال :۔ کیا ہر شخص اپنے اعمال کے لیے جوابدہ ہے ؟

جواب :۔ جی ہاں ! قیامت کے روز ہر شخص سے اس کے ایک ایک عمل کا حساب لیا جائے گا ۔ اس کے اچھے اور بُرے سب اعمال تولے جائیں گے پھر جس کی نیکیاں زیادہ ہوں گی ۔ اس کو جنت عطا ہوگی اور جس کی برائیاں زیادہ ہوں گی اُسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا ۔ (سورۃ الاعراف ۶، الانبیاء ۴۷، الزلزال ۷، ۸،

سورۃ اعراف ۸ ۔ الانبیاء ۴۷، سورۃ القارعہ ۶، المومنون ۱۰۲)

سوال :۔ کیا انسانی اعمال کو ریکارڈ کیا جا رہا ہے ؟

جواب :۔ جی ہاں ، اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے اعمال کو محفوظ رکھنے کا انتظام فرمایا ، قیامت کے روز حساب ہوگا ۔ (سورۃ الانعام ۹۵)

سوال : جزا اور سزا کیوں ضروری ہے ؟

جواب :۔ تاکہ ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ دیا جا سکے ۔ سورہ الجاثیہ ۲۲ ۔ البقرہ

سوال :۔ کیا آپ کے احکام کی پیروی لازمی ہے ؟

جواب :۔ جی ہاں ، ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ

میرے تمام احکامات کی پابندی کرے۔(سورۃ الانعام ۱۵۵، الاعراف ۳، المائدہ ۴۴۔ لقمان ۲۱، الزمر ۵۵)

سوال:۔ آپ نے سب سے زیادہ کس حکم کی تاکید کی ہے؟

جواب:۔ نماز قائم کرنے کی اس حکم کو میں نے سینکڑوں بار دھرایا ہے۔(سورۃ البقرہ ۳، ۴۳، ۱۵۳، ۱۷۷، ۲۷۷، النساء ۱۰۳، المائدہ ۶، ہود ۱۱۴، الحج ۴۱)

سوال:۔ کیا آپ کو آجکل کے مسلمانوں سے کوئی شکایت ہے؟

جواب:۔ جی ہاں، صرف یہی کہ انہوں نے مجھے عملاً چھوڑ رکھا ہے۔ (سورۃ الفرقان)

سوال:۔ آپ کا فلسفہ تاریخ کیا ہے؟

جواب:۔ میرا فلسفہ تاریخ عبرت ہے میں گذشتہ واقعات وحوادث کو صرف اس لیے بیان کرتا ہوں تاکہ لوگ ان سے عبرت اور نصیحت حاصل کرسکیں۔
(سورۃ یوسف ۱۱۱، النازعات ۲۶۔ الاعراف ۱۷۶)

سوال:۔ کیا آپ نے کسی صحابی کا نام لیا ہے؟

جواب:۔ جی ہاں۔ میں نے زید رضی اللہ عنہ کا نام لیا ہے۔ (سورۃ الاحزاب ۳۷)

سوال:۔ کیا آپ نے دودھ کا تذکرہ بھی کیا ہے؟

جواب:۔ جی ہاں، مگر میں نے خالص دودھ کا ذکر کیا ہے۔ (سورۃ النحل ۶۶۔ محمد ۱۵)

سوال:۔ کیا آپ کوئی خاص پیغام دینا پسند فرمائیں گے؟

جواب:۔ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے پوری انسانیت کے لیے پیغام بنا کر اُتارا ہے۔(سورۃ ابراہیم ۵۲)
آپ بھی میری طرف سے سب لوگوں تک یہ پیغام پہنچا دیں کہ وہ اپنے خالق اور مالک کی سچی بندگی اختیار کریں۔(البقرہ ۲۱، النساء ۳۶)

بقیہ: مالک ارض وسما

اقوال اور اعمال میں رضائے الٰہی کو ہی اپنا نصب العین بنانا چاہیئے۔ خود بھی احکامات خداوندی اور سنت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہونا چاہیئے اور دوسروں کو بھی دین اسلام کی پاکیزہ تعلیمات پر عمل کرنے کی دعوت دینی چاہیئے۔ اگر ہم خلوص دل سے دین اسلام کی پاکیزہ تعلیمات پر عمل کرنے کا تہیہ کرلیں تو دنیا کی کوئی طاقت نہ ہمیں گمراہ کرسکتی ہے۔ اور نہ ذلیل اور رسوا کرسکتی ہے۔

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام ونشاں ہمارا

خداوند تعالیٰ ہمیں حق بات کہنے اور حق کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نوٹ:۔ یہ مقالہ قوم حکیمان کے اجتماع عام میں جو کہ عید ملاپ کے سلسلے میں سینٹ پال ہائی اسکول کے گراؤنڈ میں منعقد ہوا تھا پیش کیا گیا۔

CamScanner

ابو شعیب

اللہ ہی جانے مولا ہی جانے

حال ہی میں لندن جانے کا اتفاق ہوا، پانچ دن قیام رہا اور مصروفیت کے باوجود دوست احباب سے ملاقات ہوئی اور ہر شخص کی زبان پر ایک سوال تھا۔

اب کیا ہوگا؟

کیا ہونے والا ہے؟

میرا بھی جواب ایک ہی تھا۔

اللہ ہی جانے کیا ہوگا آگے؟

مولا ہی جانے کیا ہوگا آگے؟

اس سوال کے جواب کے باوجود گفتگو کا دھارا نہ رکا اور ہر شخص اپنی عقل و دانش اور سیاسی رجحانات کے مطابق سیاسی حالات کا تجزیہ بقدر ہمت اوست کے مصداق کرتا رہا اور ساتھ ساتھ "غلطی ہائے مضامین" کی نشاندہی کرتا اور شاطر کھلاڑی کی طرح بساط سیاست پر چلی جانے والی غلط چالوں اور ان کے عواقب پر روشنی بکھیرتا رہا اور ہم بھی چونکہ اسی معاشرہ کے فرد ہیں۔ جہاں ہر فرد اپنے فرائض منصبی کے سوا باقی تمام امور میں مہارت تامہ اور کمال ہنر رکھتا ہے گوشت فروش سے بات کیجیے تو جانور ذبیحہ کے طور طریقوں، بوٹیاں بنانے اور چھریاں تیز کرنے کے اصولوں سے ہٹ کر عمران کی بولنگ، میاں داد کے چھکے اور کرکٹ کی تاریخ کے بارے میں خوب خوب تبصرہ کرے گا، اور ایسی ماہرانہ تنقید کرے گا کہ اچھے اچھے مبصرین کے چھکے چھڑا دے گا، دودھ والا ملکی اور بین الاقوامی معیشت پر ایسی ایسی بحثیں کرے گا کہ کبھی کبھی اسے وزارت خزانہ تفویض کر دینے کو جی چاہتا ہے، انکم ٹیکس کی پیچیدہ گتھیوں کو سلجھانے سے لے کر اسمگلنگ کی روک تھام تک کے تمام طریقے اور نسخے بالکل مفت نذر سامعین کرتا نظر آئے گا لیکن دودھ کو صاف ستھرا رکھنے اور زیادہ دودھ مویشیوں سے حاصل کرنے کے تمام نسخے فراموش ہوں گے، ٹیکسی والا سرجری کے نازک مراحل کے بارے میں ایسی تان اڑائے گا کہ ایک اعلیٰ سرجن کے دماغ کی تمام رگیں اور وریدیں سن ہو کر رہ جائیں گی، تشخیص کا تو خیر وہ ماہر.....

علم سیاست ایک ایسا شعبہ ہے کہ جس میں کسی مہارت کی ضرورت نہیں اور جب چاہیں جہاں چاہیں جس طرح مرضی میں آئے سیاسی موضوعات پر تقریر فرما سکتے ہیں آزادی تقریر جو ہوئی، اللہ ہمت دے تو انتخابات بھی لڑ سکتے ہیں۔ ضمانت بھی ضبط کرا سکتے ہیں۔ (اپنی/پرائی) قسمت ساتھ دے تو منتخب ہو کر اسمبلی کے ممبر اور وزیر وزیر اعلیٰ سے آگے کی بھی منزلیں جست لگا کر طے

CamScanner

کر سکتے ہیں۔ الغرض یہی وہ شعبہ ہے جو آزاد ہے اور بلاقید ہر شخص اس دخل دے سکتا ہے، صلاحیت، اہلیت، استطاعت یہ سب کچھ ثانوی باتیں ہیں۔ بس یہی وہ آزاد راہ نظر آتی ہے جسے دیکھ کر ہماری رگ تنقید پھڑکنے لگی اور ہم نے بھی قلم اٹھایا کیا ہے اٹھوایا گیا ہے جس طرح الیکشن میں کھڑا کیا جاتا ہے خیر یہ تو جملہ معترضہ کے طور پر بحث چھڑ گئی، اصل بات یہ تھی کہ کچھ دوستوں کا خیال ہے کہ جو تجزیہ ہم لندن سے لائے ہیں وہ پیش کریں۔ معاف کیجئے آج کے دور میں ہر سیاسی فکر لندن یا امریکہ سے ہی درآمد ہو رہی ہے۔ آج کل جتوئی صاحب امریکہ گئے ہوئے ہیں بعض مفکرین (متفکرین) کا خیال یوں ہے کہ وہ بھی چند نئے افکار سیاست کی درآمد کیلئے "انڈینٹ" کرنے گئے ہیں اور جب تک مال "شپ" نہیں ہو جاتا موصوف کی واپسی ممکن نہیں اور پھر اس نئے لائحہ عمل کی مشق اس "قوم حجازی" پر کی جائے گی۔ دروغ برگردن راوی، بینظیر نے وطن آنے سے قبل امریکہ، ماسکو اور سعودی عرب کا دورہ اور طواف کیا تھا، انہیں عرب میں تو سرکاری مہمان قرار دیا تھا۔ (اصطلاحاً تو وہ برسوں حکومت پاکستان کی مہمان کے طور پر رہ چکی ہیں) اس نوعیت کے استقبال کا کیا مقصد ہے، سیاست داں جانیں، حکومت جانے جس نے انہیں وطن واپسی کی اجازت دی یا پھر وہ جانے جس کی ہدایت پر یہ سب کچھ ہوا ہے! آج آنسہ بینظیر کے جلسوں اور جلوسوں میں جو خلقت امڈ کر آئی ہے۔ وہ پہلے کہاں تھی۔

میں نے کہا بھائی مجھ سے کیا پوچھتے ہو، میں نہ لینے میں نہ دینے میں۔ پوچھنا ہے تو بینظیر سے پوچھیے، این ڈی خان سے پوچھو جو اس وقت بھی کراچی میں تھے اور آج بھی کراچی میں ہیں....

بہر حال ان کا سوال میری سمجھ میں آگیا تھا کہ آج ایسی کیا بات ہو گئی کہ بینظیر کس طرح "ہیرو" بلکہ "ہیروئن" بن کر سامنے آئی ہیں۔ وہ کونسی قوت کارفرما ہے جس نے سب کو حرکت دی ہے، کون معشوق اس پردہ زنگاری میں ہے، لیکن سوال اپنی جگہ قائم ہے.... اب کیا ہوگا؟

اس سوال کے جواب سے پہلے چند ضمنی سوالات کے جواب سوچنے ہوں گے، سب سے پہلے تو یہ سوچنا ہوگا کہ جنرل صاحب نے انکو پاکستان آنے کی اجازت کیوں دی؟ کیا وہ خود اس بات کو دیکھنا چاہتے تھے کہ بینظیر (پی پی پی) کتنی مقبول ہے اور ان کی طاقت کا اندازہ لگانا چاہتے تھے یا پھر کسی اشارہ پر یہ حکم صادر ہوا۔ آخر یہ ڈائریکٹر پروڈیوسر کون ہے۔؟

اگر آپ یہ بات ناگوار ہے یا اس پر اعتراض ہے۔ تو بنگلہ دیش کے حالات دیکھ لیجئے، فلپائن میں اکینو کی واپسی کی فلم ملاحظہ فرمالیں، پاکستان کے ڈرامہ کی اسکرپٹ وہی ملے گی، چہرے اور نام بدلے ہوں گے، جیسے ایک ہی اسکرپٹ کا ترجمہ کر کے رکھ دیا گیا، خاکہ ایک ہے، کردار ایک، مناظر ایک، آغاز ایک، انجام.....

مزید کریدنے کی خواہش ہو تو اندرا گاندھی کی ۷۷ء میں انتخابی شکست، قید و بند، مقدمہ، مڈٹرم انتخابات اور

قتل ۔۔۔۔۔ بھٹو اور مجیب کے واقعات سے کڑیاں ملا کر دیکھیں تو اس زنجیر کے سرے کہاں جا کر ملتے ہیں، ایک ہی دور کے تین لیڈروں کو برصغیر کے سیاسی منظر سے "کٹ" کرنا مقصود تھا، پھر عرب و عجم میں بھی یوں ہی کہا جاتا عالمی طاقتوں کی پالیسیوں میں شامل معلوم ہوتا ہے ان میں شاہ فیصل اور شہنشاہ ایران، یوگنڈا کے عیدی امین کا ہٹایا جانا بھی ہمارے پیش نظر ہونا چاہیے اور یہ کڑیاں

بہرحال اتنا ضرور کہا جاسکتا ہے کہ "ایک سیاسی لیڈر کی واپسی" "طوفان میل" کی واپسی سے کم نہیں لیکن طوفان میل کی واپسی میں تو آخر پر طوفان ہی طوفان رہتا ہے۔ لیکن یہاں شاید جنرل صاحب اس طوفان کو سیاست دانوں سے ٹکرادیں اور شاید کیا معنی نظر آرہا ہے کہ وہ اس میں کامیاب ہو رہے ہیں، ہر شخص نہ صرف اس سیاسی لیڈر سے خوف زدہ ہے بلکہ اب تو پکار پکار کر دہائی دے رہا ہے مارشل لار کی اور فریادی ہے اس "لڑکی" سے بچاؤ! کچھ ایسا لگتا ہے کہ جنرل صاحب کرکٹ کا یہ میچ ایک سیاسی لیڈر بمقابلہ باقی سب دیکھنا چاہتے ہیں اور یہ بات انہوں نے شروع میں کہی بھی تھی میں تو ریفری ہوں، جہاں میچ گیارہ کھلاڑیوں اور ریفری سمیت کھیلے جاتے ہیں اور مخالف ٹیم صرف کھلاڑیوں سے کھیلتی ہے۔ قصہ مختصر ایک سیاسی لیڈر بمقابلہ باقی سب کا یہ میچ اپنے نقطۂ عروج کو ستمبر، اکتوبر تک جا پہنچے گا۔ جب جھگڑا طے کرنے کے لئے گول میز قسم کی مفاہمانہ کانفرنس ہو سکتی ہے اور ایک سیاسی لیڈر اس کانفرنس کا بائیکاٹ بھی کریں گی، اس طرح کھیل "باقی سب" کے ہاتھ آجائے گا اور میدان وہی مار لیں گے۔ باقی سب لیڈر کا مطالبہ مڈٹرم انتخابات کو منظور کر لیں گے۔

یہ انتخابات کون کرائے گا؟

اس طرح مڈٹرم الیکشن کی فوری منظوری مل جائے گی۔ کیونکہ اسی میں "بہتوں کا بھلا ہوگا" سب کا بھلا ہوگا۔ سب کے بھلے میں اپنا بھی بھلا ہوگا" یعنی جنرل صاحب کا بھی بھلا ہی بھلا ہوگا" حسب دستور، ایک سیاسی لیڈر بائیکاٹ کریں گی (ملاحظہ ہو بنگلہ دیش جہاں خالدہ صاحبہ الیکشن سے علیحدہ رہیں) ایک سیاسی لیڈر جو سیاست داں ہونے کے دعوے دار ہونے کے ساتھ ساتھ خود کو ایئر مارشل کے لقب سے پکارے جانے کو بھی پسند فرماتے ہیں دیکھتے رہ جائیں گے اور کسی کو پارٹی سے علیحدہ ہونے کی قیمت میں وزارت عظمیٰ کا (سنگھاسن) مل جائے گا۔ اس مرتبہ ایک سیاسی لیڈر بمقابلہ باقی سب کے مطابق پھر نظریہ ضرورت کے تحت یہ نعرہ الٹی گھڑی کی طرح چلے گا۔

ہماری فیملی زیرو ہی زیرو ۔۔۔۔
باقی سب ہیرو ہی ہیرو ۔۔۔۔۔
اللہ ہی جانے
مولا ہی جانے
جانے کیا ہوگا

انجنیئرنگ کا شعبہ اور ملکی ترقی

محمد وسیم شہزاد
بی۔ای (الیکٹریکل)

وطنِ عزیز پاکستان کے وجود میں آنے سے قبل اور اس کے قیام کے ۳۹ حادثاتی سال گذر جانے کے بعد آج تک کی تاریخ پر سرسری سی نظر ڈالی جائے تو یہ تسلیم کرتے میں کوئی قباحت محسوس نہیں ہوگی کہ اس تمام تجرباتی دور میں ایک طالب علم کا کردار کسی قدر اہم اور غیر حادثاتی رہا ہے۔

تاریخ پر سرسری نظر ڈالنے کو اس لیے زور ہے تاکہ لوگوں کے معائب کم اور محاسن زیادہ دکھائی دیں اور گہری نظر اس لیے نہ ڈالی جائے کیونکہ تاریخ لاکھ توڑ مروڑ کر پیش کی جانے کے باوجود اپنے اندر کا سچ اُگل دیتی ہے اور سچ سے بڑا زہر آج تک دریافت نہیں ہو سکا لہٰذا گہری نظر رکھنے والوں کی رگوں میں سچ کا زہر دوڑنے لگتا ہے اور ایسے خطرناک انسان کی سزا ہر دور میں موت اور صرف موت ہوا کرتی ہے۔ خیر "کل نفس ذائقۃ الموت" کی رو سے بھی مرنا تو ہمیں۔ آپ سبھی کو ہے لیکن سچ کہہ کر زندہ جاوید ہوتے ہیں اور جھوٹ بول کر۔

بیست و نابود ہونے میں آسمان و زمین کا فرق ہے۔ سچ بات تو یہ ہے کہ قیام پاکستان سے لے کر اب تک ہمارے اپنے معاشرے نے انجینئرنگ کی اہمیت کو تسلیم نہیں کیا۔

انجینئرنگ کا شعبہ پاک سرزمین کی اصلاح و ترقی میں جو تاریخی رول ادا کر سکتا تھا کر سکتا ہے۔ ان حقائق پر کسی نے آج تک غور نہیں کیا۔ چاہے وہ کسی روڈ کو بنانے والا معمولی ٹھیکیدار ہو یا اُس شکستہ روڈ پر چلنے والا عام آدمی۔ چاہے وہ کے۔ایم سی کے۔ای۔ایس۔سی، کے ڈی اے اور واپڈا کے ایئر کنڈیشنڈ آفس میں بیٹھا ہوا کوئی آفسر ہو یا نسل در نسل حکومتوں کا تجربہ رکھنے والے بیوروکریٹ قسم کے سیکرٹری جن کی طویل و عریض میزوں پر پوری قوم کا مستقبل داخلہ و خارجہ پالیسی کے اندیشوں کی نذر ہو جاتا ہے۔

بہرحال کوئی کبھی ہو سب حقائق پر سرسری سی نظر ڈال کر آگے بڑھ جاتے ہیں، مسائل پر کوئی گہری نظر نہیں ڈالتا کہ شاید اس میں کوئی سچ کا زہر نکل آئے اور نتیجتاً ...... لیکن ان کم نظر لوگوں کو کون سمجھائے کہ انجینئر سچائی کا وہ روپ ہے جو کسی حکومت کو کسی سرمایہ دار کو نقصان پہنچانے نہیں جا رہا، ایک انجینئر کے لیے صرف سچ کی گواہی اس کے ہنر کی اس کے فن کی سچائی ہے۔ ہنر کی سچائی اس

CS CamScanner

وقت تک ودیعت نہیں ہوتی جب تک کہ خلوص نیت کے ساتھ انتھک محنت کا جذبہ صادق شامل نہ ہو۔ ہمارا کہنا یہی ہے کہ ہنر کی سچائی رکھنے والے یہ معمار غیر لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانے والی اُس ناعاقبت اندیش قوم کی کایا پلٹ سکتے ہیں۔

وطن عزیز کی تعمیر و ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے سکتے ہیں، ملک کو زرعی وصنعتی، سماجی و معاشرتی و اقتصادی نقطہ نظر سے آسودہ کر سکتے ہیں، لیکن مسئلہ پہلے خود اُن کی آسودگی کا ہے۔ ایک انجینئر کی سماجی و معاشی آسودگی کا ...... وہ معاشی آسودگی جو اُسے آج تک نہیں ملی۔ وہ اقتصادی استحکام جس کی روح فرسا تصور اُسے دبتی جاتے پر مجبور کر دیتا ہے وہ سماجی مقام کی آسودگی جو اگریڈ آفیسر ہونے کے ناطے اُسے کبھی نہیں مل سکتی۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ معاشرے کے اس حساس طبقہ کی زبوں حالی سے واقف ہونے کے باوجود اربابِ اختیار اس قدر بے حسی کا مظاہرہ کیوں کر رہے ہیں؟ بیرونی ممالک سے اربوں کھربوں روپے کی سالانہ امداد کھینچنے والے ڈپلومیٹس تعمیری کام کے حوالے سے کیا منصوبہ بندی کر رہے ہیں؟ ملک کی فلاح وبہبود کے لئے کمیٹیوں پر کمیٹیاں تشکیل دینے والے کیا آج تک یہ اندازہ نہیں کر سکے کہ آئندہ دس سالوں پاکستان کو کس شعبے میں کتنے انجینئرز کی ضرورت پیش آسکتی ہے۔ مسائل جو تلاش کرنے کے لئے کمیشن بٹھانے والے ماہرین گفتار، ملک کے بڑے بڑے ماہرین اقتصادیات یا تو اُس حوالے سے منصوبہ بندی نہیں کرتے یا پھر اگر کرتے ہیں تو اس پر عمل درآمد نہیں ہو پاتا۔ آخر میں وہی ڈھاک کے تین پات کہ سرکاری خزانہ خالی ہے۔ خدا لگتی بات تو یہ ہے کہ معاشرے کی گاڑی اس لئے رینگ رہی ہے کیونکہ انتظامیہ کی مشینری میں ناقص پرزہ جات چور دروازوں سے غلط جگہوں پر فٹ کیے جا رہے ہیں یہاں ناقص و فاضل پرزوں سے ہماری مراد وہ نااہل اور بے مصرف اشخاص ہیں جو اہل اور کامندہ لوگوں کا حق مار کر انتظامیہ کی اہم اختیاراتی نشستوں پر بٹھا دیئے گئے ہیں۔ ظاہر ہے ایسی صورت میں انجن کی آواز میں اضافہ ہوتا رہے گا اور گاڑی کے پہیے کبھی بھی جام ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ملکی ترقی کے اس انتہائی اہم شعبے یعنی انجینئرنگ کے حالات بہتر بنائے جائیں۔ ہمارے ملک کی انجینئرنگ کی جامعات جس معیار اور مقدار میں انجینئر بنا رہی ہیں۔ اس کو سنجیدگی سے اسٹڈی کیا جائے اور مستقبل کے لئے ایسی منصوبہ بندی کی جائے جس پر عمل درآمد کے نتیجے میں ہمارا ملک انجینئرنگ کے شعبے میں نمایاں ترقی کر سکے۔ اور اس شعبے کے کارکنان کو مکمل آسودگی میسر آسکے۔

سیما صبوحی

خوبصورتی کیا ہے؟

عام طور پر جب ہم لڑکیاں اپنے ہم عمروں میں بیٹھتی ہیں تو موضوع بحث اکثر و بیشتر آرائش حسن ہوتا ہے خوبصورت لگنے کے لئے ایک دوسرے سے مشورہ لیا جاتا ہے کہ بالوں کے لئے کونسا شیمپو بہتر ہے اور انہیں بڑھانے کے لیے کون سا تیل استعمال کرنا چاہیئے چہرے کی زیبائش کے لئے کون سی کریم اور کون سا فاؤنڈیشن بہتر ہے نئے نئے فیشن سے متعلق ملبوسات پر تبصرے کئے جاتے ہیں پسند اور ناپسند کا اظہار کیا جاتا ہے۔ غرض اس ساری بحث میں یہ اہم حقیقت فراموش کردی جاتی ہے کہ خوبصورتی کے دراصل معنی کیا ہیں؟ انسان اپنے چہرے سے خوبصورت نہیں کہلاتا کیوں کہ یہ انسان کے اپنے اختیار میں نہیں کہ وہ بدصورت پیدا ہوا ہے یا خوبصورت نہ ہی لباس سے انسان پہچانا جاتا ہے۔ کیوں کہ یہ بھی خدا کی عطا کردہ نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے اور وہ جب چاہے ہمیں مفلس کرسکتا ہے ذرا غور کریں کہ

۱۔ وہ جو آپ کو گالیاں دے یا وہ جو آپ سے محبت سے پیش آئے۔

۲۔ وہ جو آپ کو برے ناموں سے پکارے یا وہ جو آپ کے پسندیدہ ناموں سے آپ کو پکارے۔

۳۔ وہ جو بات بات پہ آپ کا مذاق اڑائے یا وہ جو آپ کی حوصلہ افزائی کرے۔

۴۔ وہ جس کو چیخ چیخ کر بولنے کی عادت ہو یا وہ جو نہایت نرمی اور شائستگی سے بات کرے

۵۔ وہ جو محض آپ سے اپنی تعریف کرانا چاہتے ہیں یا وہ جو آپ پہ بلا وجہ تنقید کر کے آپ کو احساس کمتری میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔

۶۔ وہ جو ہر وقت غصے سے پاگل رہے یا وہ جس کے پاس مسکراہٹوں کا خزانہ ہو۔

۷۔ وہ جس کے بال گندے اور پریشان ہوں اور کپڑے گندے ہوں یا وہ جو صاف ستھرا اور سلیقہ مند ہو۔

بتائیں کس کے لیے اپنے دل میں زیادہ محبت محسوس کریں گے اگر آپ کو بدتمیز لوگ پسند نہیں تو اس بات کو کبھی فراموش نہ کریں کہ اگر آپ میں بھی اس قسم کی عادتیں ہوں تو آپ بھی دوسروں کو کبھی اچھی نہیں لگ سکتیں خواہ آپ کا لباس کتنا ہی قیمتی ہو آپ کا شمار حسین ترین

CamScanner

لڑکیوں میں کیوں نہ ہوتا ہو۔

آپ نے ایسے انسان ضرور دیکھے ہوں گے جو بات بات پر آپ کی توہین کریں اور آپ کے بڑوں کی توہین کا پہلو بھی نکالیں تو ایسے موقع پر آپ کو وہ خوبصورت انسان بھی انتہائی مکروہ نظر آئیں گے مگر آپ اپنے ذہن کو مشتعل نہ ہونے دیں کیونکہ اس طرح آپ کی اخلاقی کمزوری کا مظاہرہ ہوگا جو کہ کسی بھی خوبصورت انسان کو زیب نہیں دیتا یقیناً آپ کو ایسے انسان پسند ہوں گے جو آپ سے محبت سے پیش آئیں اور آپ کی ذات کی اہمیت کو تسلیم کریں کیونکہ کوئی بھی انسان بغیر کسی خوبی کے اس دنیا میں پیدا نہیں ہوا۔ ایسے لوگوں میں بظاہر آپ کو کوئی خوبصورتی نظر نہیں آئے گی مگر ان کا حسن اخلاق آپ کو ضرور متاثر کرے گا۔

ہر لڑکی کے دل میں خوبصورت بننے کی فطری خواہش ہوتی ہے مگر اکثر لڑکیاں صرف ظاہری حسن و خوبصورتی بڑھانے میں اپنی پوری محنت اور توجہ صرف کر دیتی ہیں لیکن خوبصورتی اور حسن کو پائیدار بنانے والی اصل چیزیں یعنی اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ خیالات سے بالکل غافل رہتی ہیں اس لئے وہ تمام ظاہری خوبصورتی، عمدہ لباس اور زیورات سے مزین ہو کر بھی کسی کے دل میں گھر نہیں کر سکتیں وہ چند لمحوں کے لئے دوسروں کو ضرور متاثر کر دیں گی مگر اپنی گفتگو کے بعد اپنی تمام تر اہمیت کو ضائع کر دیں گی اور ایسے مواقع پر جناب احمد ندیم قاسمی کا ایک شعر بے اختیار ذہن میں آتا ہے۔

صرف اس شوق میں پوچھی ہیں ہزاروں باتیں
میں ترا حسن ترے حسن بیاں تک دیکھوں

اس کے برعکس اچھی عادتوں والی لڑکیاں جو مناسب حد تک صفائی ستھرائی اور آرائش حسن کے ساتھ ساتھ اچھی عادات بھی اپنے اندر پیدا کر لیتی ہیں۔ وہ سب کے دلوں میں ایک خاص مقام بنا لیتی ہیں۔ ان کا یہ سنگھار نہ صرف ان کی زندگی میں کام آتا ہے بلکہ آخرت میں بھی ان کے کام آتا ہے۔

کیا آپ کا دل یہ نہیں چاہے گا کہ آپ بھی اس مستقل خوبصورتی کو اپنانے کی کوشش کریں؟

انسان کو پرکھنا ہے تو کردار دیکھنا
اس آئینے میں عکس جھلکتا ہے ظرف کا

فرحت العین لقمانی
بنت مصباح الدین اسلم

تعلیم کے منفی اثرات

آج ہم کتنے پست اور ادنیٰ ہو گئے اس کا اندازہ موجودہ دور کی ترقی یافتہ دنیا کے مقابل کھڑے ہونے سے اتنا نہیں ہوتا۔ جتنا اپنے ماضی کے دریچے کھول کر ذرا سا جھانک لینے سے ہوتا ہے ماضی میں ہم کیا تھے ؟ اس کا اگر ہم صحیح اندازہ کر لیں تو اپنی بے حسی پر رونا آجاتے لیکن ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم احتساب نہ حال کے آئینے میں کر سکتے ہیں اور نہ ماضی کے اوراق پلٹنے کی جرأت ہے۔

مغربی تہذیب نے ہمیں اس مقام پر لا کھڑا کر دیا ہے کہ اس نے نہ صرف ہمارے ہاتھ بلکہ دماغ کو بھی مفلوج کر دیا ہے۔ تخلیق، اختراع و ایجاد تو درکنار ہم نقل بھی نہیں کر سکتے یعنی اسلاف کی نقل و تقلید ہم نے خود اس میں کوئی قابل ذکر اضافہ نہیں کیا! غرض فن عمارت، نقاشی، موسیقی، لباس، برتن، فرنیچر زیورات، فیشن، غرضیکہ کسی چیز کو لے لیجئے ہمارے اسلاف کثیر ذخیرہ چھوڑ گئے۔ وہ جوں کا توں ہے۔ ہم استعمال کر رہے ہیں مگر اضافہ کچھ نہیں کیا حد یہ کہ فیشن کے لئے بھی ہم مغرب کے محتاج ہیں لڑکیوں نے بال کٹوا دیئے۔ لڑکے لمبے لمبے بال سرکس کے مسخروں سی بیچ رنگی بشرٹ گرگٹ کی دم کی طرح ٹوٹے جوتے پہنے کا ڈیوائے اور مائیکل جیکسن بنتے میں ہم فخر محسوس کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ترقی پسند ہیں تعلیم یافتہ نوجوان ڈگریاں اور سرٹیفکیٹس لے کر در بدر کلرکی کے لئے مارا مارا پھرتا ہے اور وہ بھی نہیں ملتی۔ ناخواندہ افراد اپنے دماغ اور دست و بازو سے کام لے کر روزی تو کما لیتے ہیں۔ جدید تعلیم کا خدا بھلا کرے! ہمارے تعلیم یافتہ نوجوان خود کبھی کچھ پیدا نہیں کر سکتے ہاتھ سے کام کو ذلت سمجھتے ہیں۔ کسی کسان یا دستکار کا بیٹا اگر کچھ تعلیم حاصل کر لیتا ہے تو وہ اپنے آبائی پیشے سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ اپنا گھر چھوڑ کر اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر کلرکی کے لئے شہروں میں مارا مارا پھرتا ہے۔

ناکامیوں اور مایوسیوں نے ہمارے تعلیم یافتہ طبقہ اور طلباء کو تخریب پر آمادہ کر دیا ہے۔ اس تیاہ کن تعلیم کی اصلاح کی متعدد کوششیں کی گئیں کمیشن بیٹھے۔ انہوں نے مرض تشخیص کیا لمبے چوڑے نسخے تجویز کئے۔ لیکن ہماری مثل ہے کہ

ع مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

آج ہم ہر چیز کے لئے محتاج ہیں۔ حد یہ ہے کہ ہم پیٹ بھرنے کے لئے اناج تک اتنا پیدا نہیں کر سکتے

کہ ہر فرد دو وقت روکھی سوکھی روٹی کھاتے اس حالت کی ذمہ داری ہماری تعلیم نہیں تو اور کون ہے؟ تعلیمی اداروں سے عملی پروگرام خارج کر دیا گیا ذہنی تعلیم اور کتابوں پر اکتفا کیا جاتا ہے کتابیں ہمارا اوڑھنا بچھونا ہیں اخباروں اور رسالوں میں لمبے چوڑے مضامین شائع کئے جاتے ہیں۔ جیسے میں اس وقت کر رہی ہوں خطیب اور لیڈر پلیٹ فارموں پہ لمبی چوڑی تقریریں کر رہے ہیں۔ کالجوں میں پروفیسر صاحبان سرگرم لیکچر ہیں طلبا و طالبات بحث و مباحثوں میں مصروف ہیں مگر نتیجہ صفر ہے۔!

حالت یہ ہے کہ ہم آج تک اتنی سی بات بھی طے نہیں کر سکتے کہ ہماری تعلیمی زبان کیا ہے ہر طرف انگریزی کی فراوانی ہے اس کے علاوہ جو انگریزی اچھی طرح بول لکھ سکتا ہے اس کو بڑا قابل اور عالم فاضل سمجھا جاتا ہے انگریزی کے اس پیالے میں بھیک بھی کچھ زیادہ مل جاتی ہے۔ جب کہ انگریزی ایک زبان ہے علم نہیں۔ البتہ ایک ترقی یافتہ قوم کی زبان ہے۔ اب افسوس ہے تو یہ کہ اردو زبان ملک کے طول و عرض میں بولی اور سمجھی جاتی ہے مگر تعلیمی زبان نہیں کہی جا سکتی ہے اب سوال یہ ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ اس کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ ایک تو قومی زبان کو پرائمری اور کے جی جماعتوں میں ذریعہ تعلیم بنا دیا جائے۔ دوسری اہم ضرورت استاد کی ہے جو سارے نظام تعلیم کی جان ہے۔ عالی شان عمارتیں فرنیچر تجربہ گاہیں کتب خانے سب بے کار ہیں۔ ہمیں اس وقت ویسا نوری کی ضرورت ہے جس نے تن من دھن سب قربان کر کے یہ بتایا کہ معلم ایسے ہونے چاہئیں۔ اس کے نہ مکان تھے نہ فرنیچر نہ کتب خانے۔ حد تو یہ کہ غیر معمولی علمی قابلیت بھی نہیں۔ مگر اس میں تعلیم دینے کا جذبہ تھا۔ اس کے روشن کردار چراغ سے سارے یورپ میں چراغ جل گئے اور جب وہ مرا تو اس کی قبر پہ یہ کتبہ آویزاں تھا

"یہاں وہ شخص سو رہا ہے جس نے تمام عمر تعلیم کے لئے سب کچھ کیا مگر اپنے لئے کچھ بھی نہیں کیا!"

اب ہے کوئی ہمارے ملک میں معلم جو ہمارے ضمیروں کو جھنجھوڑ کر معلمی سے روشناس کرائے۔ اپنے روشن کردار سے سارے پاکستان میں روشنی پھیلا دے۔ کب! کب —!

اٹھو میرے بھائیو جلدی کرو۔ ہماری نسل تباہ ہو رہی ہے۔ ہمیں بچاؤ! بچاؤ —!

صبح کا بھولا اگر شام کو گھر آئے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔

بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا
آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا

CamScanner

ایک منٹ کی تحریر
اول انعام

محمد سہیل زکائی

کراچی کا فیشن

زندگی کا حسن تبدیلی میں ہے۔ کوئی ایسی تبدیلی جو اتنی کشش رکھتی ہو کہ لوگ خود بخود اس کے جانب کھینچے چلے آئیں اور بدلنے والے کو یہ تبدیلی گوشت خور پودے کی طرح جکڑ لے۔

موسم بدلے، رت بدلی، لوگوں کا مزاج بھی بدل گیا اور مزاجوں کے ساتھ ساتھ لباس میں بھی تبدیلی رونما ہوئی۔ کراچی جیسے چھوٹے پاکستان میں طرح طرح کے لوگ آتے ہیں۔ یہاں آپ گذشتہ سالوں کا دم توڑتا ہوا فیشن بھی دیکھیں گے اور مستقبل قریب میں ہونے والی تبدیلیاں بھی۔

کراچی خود فیشن کی اماجگاہ ہے۔ ایک وقت تھا کہ لڑکیاں کھلے پائنچوں کی شلوار اور چھوٹی قمیض زیب تن کیا کرتی تھیں اور جب چلتی تو بڑے بڑے پائنچے سڑکوں کی صفائی میں مصروف ہو جاتے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر ہمیں شک گذرا کہ یہ شرارت اور لباس کی اختراع بلدیہ کراچی کی تو نہیں! کیوں کہ خاکروب حضرات جو کہ بلدیہ کا عظیم تحفہ ہے اکثر ہڑتال کر دیتا ہے اور شہر میں صفائی کا مسئلہ بھی کھڑا ہو جاتا ہے تو پھر یہی فیشن صفائی کے کام آتا ہے۔

پھر جناب، دیکھتے ہی دیکھتے فیشن کی د... میں انقلاب برپا ہوا۔ قمیض عرش سے فرش پر آگیئں اور جھاڑو نما پائنچوں نے اپنی وضع قطع بدلی اور سکڑ کر اس قدر تنگ ہو گئے کہ تھری ناٹ تھری کی بندوق اور ٹانگوں میں کوئی فرق ہی نظر نہیں آتا۔

جس طرح لباس فیشن کا حصہ ہے اسی طرح جوتے بھی ہمارے فیشن کا حصہ ہیں۔ جوتے جنہ... پہن کر چلا جاتا ہے۔ کبھی کبھی یہ خود بھی چل جاتے ہیں۔ جوتے چلنے کے معاملے میں جو خصوصی اہمیت سینڈل کو رہی ہے وہ شاید ہی جوتے کی کسی اور قسم کی رہی ہو۔

صاحبو! اونچی اونچی کمپنیاں اونچی اونچی ہیل کی جوتیاں بناتی ہیں۔ جنہیں اونچی فیملی کے اونچے لوگ پہن کر کچھ اور اونچے ہو جاتے ہیں

فیشن کے معاملے میں لڑکوں نے لڑکیوں کا ہر مرحلے میں ساتھ دیا ہے۔ اب جیسے کہ لڑکیوں میں تنگ شلوار اور کھلی قمیض کا رواج عام ہے تو

لڑکوں میں بھی تنگ پتلون اور کھلی قمیص عام ہو گئی ۔ ہر لڑکا مائیکل جیکسن بننا چاہتا ہے ۔

حیرت ہوتی ہے کہ لاکٹ یا گلے کا ہار پہلے صرف خواتین کی زینت تھا ۔ لیکن اب لڑکوں میں بھی عام ہوتا جا رہا ہے ۔

لباس کی تراش خراش کے ساتھ اب بالوں کی تراش خراش بھی جوبن پر ہے ۔ پہلے زلفیں کندھوں پر ناگنوں کی طرح لہراتی بل کھاتی نظر آتی تھیں لیکن اب چہرے پر بالوں کا جنگل سجائے گھومتے نظر آتے ہیں ایسا لگتا ہے کہ سہون شریف کا کوئی ملنگ آگیا ہو جنہیں دیکھ کر یہ شعر یاد آتا ہے ۔

رات کیا ہے تیری زلفوں کی سیاہی کا نام
تو اگر گنج کرا دے تو سحر ہو جائے

آفتاب احمد
بی۔ایس سی (آنرز)

غزل

سوچ جب زاویوں میں ڈھلتی ہے
زندگی آنسوؤں میں پلتی ہے

شام گذری تو رات آ پہنچی
دیکھیے کس طرح سے کٹتی ہے

سوچ کے روپ ہیں ہزار مگر
یہ طبیعت کہاں بہلتی ہے

یوں نہ ٹھہراؤ موردِ الزام
دھوپ آخر کبھی تو ڈھلتی ہے

ان کی عادت ہے بھول جانیکی
یہ بھی دولت کسی کو ملتی ہے

کتنے لمحوں کے انتظار کے بعد
یہ شب انتظار ڈھلتی ہے

ایسی تاریکیاں ملی ہیں کہ اب
صبح بھی کچھ اجنبی سی لگتی ہے

بے سبب تم ہو آفتاب اداس
زندگی کچھ یوں کروٹیں بدلتی ہے

مقابلہ ایک منٹ کی تحریر
دوئم انعام

نسیم الدین

اگر میں مرغا ہوتا

بقول چچا غالب

نہ تھا کچھ تو خدا تھا نہ ہوتا تو کچھ تو خدا ہوتا
ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

تو صاحبو! سارا چکر ہی ہونے کا ہے نہ ہونے کا تو کچھ بھی نہیں وہ جو آج انسان ہے تو صرف اس لئے کہ وہ انسان ہے۔ اگر جانور ہوتا تو جانور ہی ہوتا سب کو ہونے نے ڈبویا۔

سوچتا ہوں کہ اگر میں مرغا ہوتا تو کتنا اچھا ہوتا نہ یہ حدود ہوتیں نہ قیود۔ جب جی چاہتا، جہاں جی چاہتا جاتے جب جی میں آتا کھاتے۔ اگر کسی قصبے میں ہوتے تو یہ ہی ہوتا کہ شام کو بند کر دیئے جاتے۔ اچھا ہی ہوتا رہائش کا مسئلہ نہ ہوتا۔ لیکن جب یہ سوچتا ہوں کہ صبح ہی صبح اٹھ کر بانگ لگانی پڑے گی تو سارے ارمانوں پر اوس پڑ جاتی ہے۔

لیکن صاحب! اب وہ پہلے کے سے مرغے کہاں کہ صبح ہی صبح اٹھ کر ٹھیک طلوع فجر کے وقت بانگ دینے لگے اب تو عجیب ناخلف مرغے ہیں جب جی چاہا بانگ لگا دی۔ اگر جی چاہا تو آدھی رات کو ہی شروع ہو گئے۔

لیکن صاحب! قصور ان کا نہیں۔ آج کل کے سیاہ دور میں دن اور رات میں تمیز انسان بھی نہیں کر پاتے وہ تو پھر بے چارے مرغے ہیں۔

لیکن صاحب! انسان کے قویٰ مضمحل ہو گئے ہیں کہ کھانے کو اصلی بناسپتی گھی بھی میسر نہیں لیکن آپ تو خالص باجرہ میسر ہے۔

گو کہ آدمی ہونا بھی کچھ ایسا برا نہیں مگر شرط انسان ہونا ہے اور یہ شرط ہی تو بڑی ظالم ہے۔ بقول اپنے چچا غالب

بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا
آدمی کو بھی میسر نہیں ہے انساں ہونا

اگر میں یہ سوچوں کہ میں مرغا ہوتا تو کچھ غلط بھی نہیں۔

کیونکہ دیکھئے نا صاحب! اگر میں مرغا ہوتا تو منی بسوں میں سفر کرنے میں آسانی رہتی اور میں بغیر اصلیت تبدیل کئے منی بسوں میں سفر کر سکتا اور ہاں اگر مرغا ہوتا تو کم از کم گلشن اقبال نارتھ کراچی کے فلیٹوں کو ڈربہ نہ کہتا اور آسانی سے اس میں رہتا۔

آج جب کہ انسان ہونے جمیعت حکیمان دہلی اور فرینڈ سرکل کا ممبر ہونے کے باعث بہت سی مصلحتوں، تقاضوں یا بندشوں کے باعث نہ تو ہم

باقی صفحہ ۶۰ پر

جہیز

عائشہ عزیز

آج میں جس موضوع پر لکھ رہی ہوں اس پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ لیکن افسوس! عمل نہیں آخر ایسا کیوں ہے؟ شاید ہماری قوم کے نوجوانوں کے دل میں محنت سے روزی کمانے کی صلاحیت ختم ہو گی۔

اسی لئے لڑکی سے زیادہ اس کے جہیز پر نظر ہے۔ بھاری زیورات، قیمتی ملبوسات، کار، ٹی وی، فرج نئے ماڈل کا فرنیچر کے ساتھ جائیداد اور نقدی بھی جہیز کا ایک حصہ بن گئی ہے۔ الغرض نام ونمود کی ہر شے ہمارے نوجوانوں کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ ہمارے بزرگ بھی خوش ہیں کہ ان کی بہو دنیا کی آسائش ساتھ لائی ہے۔ یہ لعنت روز بروز بلند سے بلند تر ہو رہی ہے۔ ہمارا دولت مند معاشرہ تو اسی نام ونمود کی تجارت میں بہت خوش ہے۔ اس تصویر کا دوسرا رخ دکھانے والا بیوقوف ہے۔ بھیک کا پھیلا ہوا ہاتھ روکنا بہت مشکل ہے۔ اس مشکل کو آسان کرنے کے لئے نوجوانوں کے ساتھ بزرگوں کو بھی ساتھ دینا ہوگا۔ تو اس وقت یہ لعنت ختم ہو سکتی ہے۔ کہنا بہت آسان ہے۔ عمل بہت مشکل ہے۔ میدان عمل میں سینہ سپر ہونے کے لئے ہمارے نوجوانوں میں طاقت نہیں اور اپنے بزرگوں سے معذرت کے ساتھ کہوں گی کہ ان میں آتی ہوئی دولت ٹھکرانے کی ہمت نہیں۔

میں جو کچھ کہنا چاہتی ہوں اس کے لئے ہمارے نوجوان اور بزرگ مل کر میدان عمل میں آئیں تو یہ لوٹ کھسوٹ کا سلسلہ ختم ہو جائے۔ تاکہ ایک ہی چھت کے نیچے اور ایک ہی دسترخوان پر سب خوشی سے کھانے ہوئے نظر آئیں۔ "آمین ثم آمین" بھیک کے پیالہ سے ہم اپنے گھر میں مغرب کی روشنی لانے کے بجائے اپنی محنت سے مشرق کی چمک اپنے گھر میں لائیں۔ تو پھر ہمیں ہر حقوق و فرائض کا احساس ہو تو حقیقت میں اللہ ہمیں سچی خوشی سے نوازے۔ مانگی ہوئی خوشی ہمیشہ کا سکھ نہیں دے سکتی۔ ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچیں کہ باغ کے سب پھول ہم اپنے دامن میں بھر لیں تو اس کی مہک دب جائے گی۔ اگر یہی پھول سب میں بانٹیں گے تو پورا معاشرہ اور خاندان مہک سکتے ہیں۔ مجھ ناچیز کے پاس اپنے خیالات کا اظہار کرنے کی صلاحیت نہیں اس کے لئے پھر اپنے بزرگوں سے معذرت خواں ہوں۔

ہمارے سرمایہ دار فرماتے ہیں کہ خدا نے ہمیں دیا ہے تو ہم اپنی بیٹی کو دے رہے ہیں۔ برادری والوں کو کیا تکلیف ہے؟ تکلیف کی بات نہیں۔ خدا کسی کو دیتا اور کسی کو دلواتا ہے۔ اسی کا دیا کل عالم پاتا ہے۔

"باقی صفحہ ۵۵ پر"

شائستہ پروین
بی اے

ایثار

شہر کے بارونق بازار سے گزرتے ہوئے اچانک اس کی نظر صائمہ پر پڑی تو وہ چونک اٹھا دو سال بعد اس نے اسے دیکھا تھا ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ وہ کار میں بیٹھ کر چلی گئی اور وہ اپنے دل پر ایک بوجھ لئے گھر واپس آگیا۔

گھر میں آکر اس نے کمرے کا رخ کیا اس کی بیوی نے کھانے کے لئے پوچھا مگر اس نے انکار کر دیا اور تھکن کا بہانہ بنا کر بستر پر لیٹ گیا۔ اس کا ذہن ابھی تک صائمہ کے گرد گھوم رہا تھا۔ وہ ماضی کے دھندلکوں میں کھو گیا۔ جہاں دو سال قبل کی زندگی فلم کی طرح ذہن میں گھوم رہی تھی۔

وہ اس کے ابو کے دوست کی بیٹی تھی۔

اپنی بہن کی شادی کا کارڈ لے کر وہ ان کے دروازے پر کھڑا تھا۔ سہیل کی آواز پر دروازہ کھلا "ارے سہیل تم" آپا نے حیرانی سے کہا۔ آداب آپا اس نے جلدی سے کہا۔ آؤ اندر آؤ۔ امی دیکھئے کون آیا ہے۔ سہیل بیٹا تم۔ آداب آنٹی جیتے رہو کہو کیسے آنا ہوا؟ کب آئے باہر سے انہوں نے ایک ساتھ کئی سوال پوچھے ان کے سوالات سن کر اس نے مسکرا کر کہا آنٹی آیا اس لئے ہوں کہ سعدیہ کی شادی ہے اور ابھی دو ہفتے قبل آیا تھا۔ اچھا سعدیہ بیٹی کی شادی ہے انہوں نے کہا اور سنائیے آپا آصف بھائی کا کیا حال ہے بھئی خدا کا شکر ہے آج کل لاہور گئے ہوئے ہیں۔ اسما بیٹی سہیل کے لئے کچھ کھانے کو لاؤ۔ اچھا امی۔ سہیل دل میں سوچ کر وہ کہاں ہے نظر نہیں آ رہی ہے۔ جانے کیسی ہو گی۔ آخر اس نے ہمت کر کے پوچھ لیا آنٹی صائمہ کہاں ہے؟ اپنے کمرے میں ہے بیٹا اچھا آنٹی میں اس سے مل کر آتا ہوں۔

دروازے پر دستک دی۔ اندر سے آواز آئی آجاؤ کمرے میں آکر اس نے دیکھا کہ صائمہ بیٹھی ہوئی کتاب پڑھ رہی ہے آداب کی آواز پر اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو ایک لمحے اسے یقین نہ آیا سہیل بھائی آپ! اس کے منہ سے نکلا۔ ارے ارے لڑکی ابھی تک تم نے آداب نہیں سیکھے نہ سلام نہ دعا۔ آئیے بیٹھئے کب آنا ہوا؟ وہ سادہ سے کپڑے میں ہمیشہ سے زیادہ اچھی لگ رہی تھی۔ کیا سوچ رہے ہیں سہیل بھائی۔ کچھ نہیں صائمہ بھئی کبھی تم نے مجھے یاد بھی کیا تھا؟ اس نے کہا اور آپ نے مجھے یاد کیا تھا" تم تو میرے دل کے ہر وقت قریب رہتی ہو" اچھا ڈائیلاگ نہ بولیں۔ کیا تم

اس کو ڈائیلاگ سمجھ رہی ہوں ہاں اور کیا میں نے کبھی یاد کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ ہاں البتہ آپ کا خیال آتا رہتا تھا۔ صائمہ نے کہا سچ کہہ رہی ہو۔ جی ہاں بالکل سچ اس نے سر جھٹکا کر کہا۔ تم کو پتہ ہے کہ سعدیہ کی شادی ہے اور کل مایوں ہے ہائے سعدیہ کی شادی ہے ——— آؤ گی نا؟

ہاں بھئی ضرور۔

اچھا تو میں چلتا ہوں خدا حافظ!

سعدیہ کا آج مایوں تھا وہ سب لوگ صبح سے آئے ہوئے تھے۔

اے سعدیہ کی بچی تو نے مجھے خبر کیوں نہیں دی۔ اس نے آتے ہی پوچھا بھئی میں نے سہیل بھیا سے کہا تھا لیکن بھیا نے کہا تھا کہ خود جا کر خبر دوں گا سعدیہ نے کہا۔ ادھر میرا نام کس لئے لیا جا رہا ہے سہیل نے آکر کہا اوہ صائمہ صاحبہ آئی ہیں۔

جی ہاں اعتراض ہے کوئی۔ اجی اعتراض کیوں آپ کا اپنا گھر ہے جب چاہے آئیے۔ اور بھیا اس کو تنگ نہ کریں سعدیہ نے کہا۔ اچھا بھئی تم مہمان ہو چند دن کی اس لئے تمہارا لحاظ کر لیتے ہیں اس نے ایک نظر صائمہ پر ڈالی اور باہر چلا گیا۔

آخر کار شادی کا دن آپہنچا سعدیہ دلہن بن کر بہت اچھی لگ رہی تھی صائمہ نے نیوی بلو رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا جو اس پر بہت جچ رہا تھا۔ مختلف رسموں کے بعد رخصتی کے وقت سب کو رلا کر سعدیہ رخصت ہو گئی۔

ابھی سعدیہ کی شادی کا ہنگامہ ختم ہی ہوا تھا کہ ایک دن اس کی امی نے کہا بیٹا اب تم شادی کر لو۔ مجھے معلوم ہے کہ تم صائمہ کو پسند کرتے ہو۔ لیکن امی کیا صائمہ آپ کو پسند نہیں ہے؟ اس نے جلدی سے کہا۔ نہیں بیٹے یہ بات نہیں صائمہ بہت اچھی ہے مگر میں اس سے تمہاری شادی نہیں کر سکتی ہوں۔ کیوں امی؟ اس نے تیزی سے کہا۔ بیٹے تم کو معلوم ہے نائلہ میری اکلوتی بھانجی ہے۔ افسوس ہے کہ وہ اپاہج ہے اس سے شادی کوئی نہیں کر سکتا۔ سب لوگ یہی کہیں گے کہ خالہ نے اپاہج بھانجی کی شادی اپنے بیٹے سے نہیں کی میں نے اپنی بہن سے وعدہ کیا تھا کہ نائلہ کو اپنی بہو بناؤں گی میں چاہتی ہوں کہ تم اس سے شادی کر لو۔

امی سب کچھ جانتے ہوئے بھی آپ یہ کہہ رہی ہیں۔ اس نے دکھ سے کہا۔ بیٹے میں صحیح کہہ رہی ہوں صائمہ کو اچھا لڑکا مل سکتا ہے مگر میری بھانجی کو کوئی نہیں اپنائے گا میرے وعدے کا بھرم رکھ دو اس بچی پر رحم کر دو یہ کہہ کر وہ رونے لگتیں ہیں۔

امی جان مجھے آپ کا ہر فیصلہ منظور ہے۔ اس نے کہا۔ بیٹے تو نے میری لاج رکھ لی۔ انہوں نے اس کو سینے سے لگا لیا۔

شادی کا کارڈ اس کی میز پر جگمگا رہا تھا آنسو اس کی آنکھوں میں رہ رہ کر آرہے تھے۔

CamScanner

سہیل یہ تم نے کیا کیا ؟ میں تمہارے بغیر کیسے رہوں گی صائمہ نے دل میں سوچا ۔ صائمہ بیٹی ماں کی آواز سن کر اس نے اپنے آنسو پونچھ لیے ۔ بیٹی مجھے پتہ ہے تمہارے دل کی کیا حالت ہو گی مگر میری بچی تم دیکھو کہ سہیل کتنا عظیم ہے کہ اس نے ایک معذور لڑکی کو اپنا لیا ایسے لوگ بہت اچھے ہوتے ہیں ۔ غم نہ کرو ۔ انسانیت کے ناطے سے سوچو محبت میں کچھ قربانی بھی دینی پڑتی ہے مجھے امید ہے کہ اگر سہیل تم سے مشورہ مانگتا تو تم اس لڑکی کے حق میں فیصلہ دیتیں ۔

امی آپ سچ کہہ رہی ہیں واقعی سہیل بہت عظیم ہے ۔ شاباش بیٹی اب نہ رونا اچھا امی ۔ ابھی اس نے اپنے زخم پر مرہم رکھنا شروع ہی کیا تھا کہ اس کی پیاری آپا ثمرین کی پیدائش کے وقت جدا ہو گئیں قسمت کے اس ستم پر وہ سسک کر رہ گئی ۔ ننھی سی جان کو اس نے سینے سے لگا لیا اور ہر وقت اسے اپنے پاس رکھتی ۔

شادی کے بعد سہیل نے صائمہ سے ملنے کا ارادہ کیا وہ اس کے گھر گیا لیکن وہ سب گھر پر نہیں تھے ۔ وہ واپس گھر آ گیا ۔ ایک دن صائمہ کی امی نے صائمہ سے کہا بیٹی کب تک تم اس طرح رہو گی کچھ اپنے بارے سوچا ہے ؟ امی کیا کہہ رہی ہیں آپ صحیح کہہ رہی ہوں ۔ یہ چند تصویریں تمہارے رشتے کے لئے ہیں ان کو دیکھ کر کسی کو منتخب کر لینا اور اپنا فیصلہ مجھے بتا دینا ۔

امی ...... میں کچھ نہیں سنوں گی یہ کہہ کر وہ وہاں سے چلی گئیں ۔

اللہ میں کیا کروں میں نے شادی نہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا ۔ اس نے سرسری طور پہ تصویریں دیکھیں آخر میں آصف بھائی کی تصویر دیکھ کر وہ چونک گئی ۔ کیا آصف بھائی بھی ۔ یقیناً امی کو پتہ ہے وہ بھی یہی چاہتی ہوں گی لیکن میں ایسا نہیں کروں گی میں کسی سے شادی نہیں کروں گی ۔ میں انکار کر دوں گی یہ سوچ کر وہ سونے چل دی

صبح رونے کی آواز سن کر وہ اٹھ گئی ۔ ثمرین بے تحاشہ رو رہی تھی وہ جلدی سے اٹھی ۔ آج کل آصف بھائی آئے ہوئے تھے ۔ ثمرین ان کے پاس سوتی تھی کمرے میں آکر دیکھا کہ آصف بھائی ٹہل ٹہل کر چپ کرا رہے ہیں اور وہ بے تحاشہ رو رہی ہے لائیے آصف بھائی مجھے دیجئے یہ کہہ کر اس نے ثمرین کو گود میں لے لیا گود میں آتے ہی وہ چپ ہو گئی صائمہ تم نے اس کی عادت خراب کر دی ہے تمہارے بغیر یہ رہتی نہیں ہے تم چلیں گئیں تو میں کیا کروں گا انہوں نے دکھی آواز سے کہا ۔

ایک لمحے کو اس کو خیال آیا کہ وہ ثمرین کے بغیر نہیں رہ سکتی اگر کوئی اور عورت آئی تو نہ جانے کیسا سلوک کرے گی اس کی آپا کی روح بے چین ہو جائے گی ۔ ثمرین کو خود سے جدا نہیں کروں گی ۔ کیا سوچ رہی ہو صائمہ کچھ نہیں میں اس کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گی مجھے امی کا فیصلہ منظور ہے ۔ یہ کہہ

کر وہ جلدی سے بھاگ گئی اور سیدھی امی کی طرف گئی ۔ امی جی مجھے آپ کا فیصلہ منظور ہے میں ثمرین کو نہیں چھوڑ سکتی ہوں ۔ بیٹی مجھے تم سے یہی امید تھی آج تمہاری بہن کی روح تم سے بہت خوش ہو گی ان آنکھوں میں آنسو آ گئے ۔

شام کے وقت وہ اپنے کمرے میں تھی کہ سہیل کی آواز آئی ۔ پہلے اس کو وہم ہوا لیکن جب وہ کمرے میں آیا تو اس کو نہایت حیرانی ہوئی صائمہ سہیل نے آواز دی ۔ سہیل تم کیوں آئے ہو ۔

تم مجھ سے یہ نہ کہنا کہ شادی کر کے غلطی کی ہے یا مجھے افسوس ہے کہ تم نے بے وفائی کی ہے مجھے تم سے کوئی شکوہ نہیں ۔ اگر میں بھی تمہاری جگہ ہوتی تو یہی فیصلہ کرتی تم نے بہت اچھا کیا ایک معذور لڑکی سے شادی کر کے ۔ اس نے کہا صائمہ تم بہت عظیم ہو ۔ نہیں نہیں سہیل عظیم تو وہ لوگ ہوتے ہیں جو قربانی دیتے ہیں عظیم تم ہو محبت تو ایک اٹوٹ جذبہ ہے جو کہ دل کے نہاں خانوں میں ہمیشہ رہتا ہے ۔ اب تم میرے بارے میں سوچنا بھی نہیں اپنی بیوی کو خوش رکھو سچ سہیل میرے دل میں تمہارے لئے بڑی عزت ہے ۔

صائمہ تم بھی شادی کر لو تو میں خوش ہو جاؤں گا ۔ سہیل میں نے سوچا تھا کہ کبھی شادی نہ کروں گی ۔ مگر اس ننھی سی جان کو دیکھو جو میرے بغیر نہیں رہ سکتی صرف اس کے لئے میں آصف سے شادی پر رضامند ہو گئی ہوں اور اس فیصلے سے میں خوش ہوں کہ میری زندگی کسی کے کام تو آئے گی ۔ اب تم جاؤ میری اور تمہاری منزلیں جدا جدا ہیں ۔ صائمہ خدا تم کو ہمیشہ خوش رکھے یہی میری دعا ہے ۔ اچھا میں جا رہا ہوں ۔ خدا حافظ

خدا حافظ سہیل روتے ہوئے اس نے ثمرین کو گلے لگا لیا ۔

بقیہ : جہیز

ہمیں تو اعتراض اس نام و نمود کی نمائش پر جس کی بدولت سفید پوشی تار تار ہو رہی ہے ۔ قوم کی ہر بچی آپ کی اپنی بیٹی ہے ۔ دولت دولت سے لپٹ رہی ہے ۔ غیرت کی تتلیاں توڑی جا رہی ہیں ۔ یہ کہاں کا انصاف ہے ۔ ایک سفید پوش کس قربانی سے بیٹی کے ہاتھ پیلے کرتا ہے پھر بھی اس کے جہیز سے لڑکے والوں کا پورا نہیں ہوتا ہر قدم پر نئے مطالبات کھڑے ہوتے ہیں ۔ بیٹی کے سکھ کی خاطر ہر مطالبہ پورا کرنا پڑتا ہے ۔ میں ان نوجوانوں سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ ان کی غیرت کہاں سو گئی ہے وہ اپنی بندوق دوسروں کے کاندھے پر کیوں رکھتے ہیں ۔ اپنے بزرگوں سے معذرت کے ساتھ خدارا اپنے بچوں کے بازوؤں کو شادی سے پہلے ہی مضبوط ہونے دیجئے ۔ آپ کے بیٹے کے بازو مضبوط ہوں گے تو آپ کو غریب بھائی کی بیٹی کا احساس ہو گا اور خدا کی خوشنودی بھی حاصل کر سکیں گے ۔ اس جذبہ کے لئے دل میں احساس پیدا کیجئے ۔

ماہر القادری (مرحوم)

قرآن کی فریاد

مراسلہ :- فرح دیبا

طاقوں میں سجایا جاتا ہوں، آنکھوں سے لگایا جاتا ہوں
تعویذ بنایا جاتا ہوں، دھو دھو کے پلایا جاتا ہوں

جزدان حریر و ریشم کے اور پھول ستارے چاندی کے
پھر عطر کی بارش ہوتی ہے خوشبو میں بسایا جاتا ہوں

جس طرح سے طوطا مینا کو کچھ بول سکھائے جاتے ہیں
اس طرح پڑھایا جاتا ہوں، اس طرح سکھایا جاتا ہوں

جب قول و قسم لینے کے لئے تکرار کی نوبت آتی ہے
پھر میری ضرورت پڑتی ہے، ہاتھوں پہ اٹھایا جاتا ہوں

دل سوز سے خالی رہتے ہیں آنکھیں ہیں کہ نم ہوتی ہی نہیں
کہنے کو اک اک جلسے میں پڑھ پڑھ کر سنایا جاتا ہوں

نیکی پہ بدی کا غلبہ ہے، سچائی سے بڑھ کر دھوکا ہے
اک بار ہنسایا جاتا ہوں۔ سو بار رلایا جاتا ہوں

یہ مجھ سے عقیدت کے دعوے، قانون پہ راضی غیروں کے
یوں بھی مجھے رسوا کرتے ہیں، ایسے بھی ستایا جاتا ہوں

کس بزم میں مجھ کو بار نہیں، کس بزم میں میری دھوم نہیں
پھر بھی میں اکیلا رہتا ہوں، مجھ سا بھی کوئی مظلوم نہیں

نجمہ سلطانہ بی اے سال اوّل

حال ماضی کے آئینے میں

صاحبو! حال کا طالب علم ہونہار ہے یا نہیں ہم ماضی کے آئینے میں موازنہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں..... بچپن سے دادی اماں سے طالب علموں کے کارنامے سنتے آتے ہیں کہ اب دل کسی اور حصولِ علم سے نہیں بھرتا۔ دادی اماں کی آواز کے ساتھ ساتھ..... ہمارے ذہن میں گذشتہ زمانے کی دلکش فلم چلتی رہتی ہیں۔ ہائے کیا پُر لطف زمانہ تھا۔ اوّل آنے کے لئے طالب علم کھمبوں کے نیچے بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے اور کھٹاک سے فرسٹ ڈویژن حاضر....

ہائے ہائے ہم نہ ہوئے مگر "اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت" سنتے ہیں ہونہار طالب علم کھانے پینے کی بھی پرواہ نہ کیا کرتے تھے۔ اگر کھانے کو کچھ نہ ہوتا تو کے۔ ایم۔ سی کے نلکے سے پانی پی کر منزلِ مقصود کا رخ کرتے..... کیا زمانہ تھا صاحبو! بڑے خوش نصیب لوگ تھے۔ خدا کی ہر نعمت میسر تھی۔ یہاں تو ہمیں یہ مثل غلط محسوس ہوتی ہے کہ..... "دیر آمد درست آمد" کاش ہم نے بھی اس زمانے کے مزے لیئے ہوتے۔ صبح صبح (کے۔ ایم۔ سی) کے نلکے میں ہوا کے بجائے تر و تازہ پانی کا دیدار نصیب ہوتا تو مجال تھی ہماری کہ ناشتہ کر لیتے۔ ارے ہم بھی انہی ہونہار طالب علموں کی طرح اس تر و تازہ پانی سے ناشتہ کر کے منزل کو سدھارتے۔ پر کیا کریں۔ مجبوری ہے۔ ہم کہاں اتنے خوش قسمت کہ یہ ایک ستم اور تو نہ ہوتا ہم پر کہ ہمارے ہم جولیوں کے بجائے یہ چنچل ناری کے۔ ای۔ ایس۔ سی کی بجلی تو ہم سے آنکھ مچولی نہ کھیلتی۔ اب بھلا یہ بتائیے امتحان کے دن کوئی کھیلنے کے لئے ہوتے ہیں۔ ہماری دادی اماں نے شروع ہی سے نصیحت کی کہ بی بی پڑھائی کے وقت پڑھائی اور کھیل کے وقت کھیل اور ہم جولیاں تو پڑھائی کے وقت، دادی اماں کی تنی بھنوویں دیکھ کر وہیں سے پھوٹ لیتیں۔ کیا مجال کہ شکل بھی دیکھ لیں ہماری..... بس ہم اور کتابیں۔ مگر یہ نجانے کونسی مٹی کی بنی ہے۔ موئی چکنا گھڑا کہ نہ تو اس پر دادی اماں کی پھٹکار کا اثر نہ ہماری بے چارگی پر رحم ضدی ایسی کہ روٹھ جائے تو کتنا ہی منا دو اس کی شان میں قصیدے کہو مگر ٹس سے مس نہیں ہوتی۔ اتنے ناز ہم نے کبھی اپنی چہیتی سہیلی کے بھی نہیں اٹھائے..... بس ایک لپ اسٹک یا نیل پالش کی شیشی یہ کہہ کر تحفتاً پیش کی کہ فارن کی ہے اور منا لیا...... اس کم بخت کو کون منائے۔ ایسی روٹھی ہے کہ مان کر نہیں دیتی اب اسے کون بتائے کہ ہر وقت کھیل کود بھی اچھا نہیں ہوتا اسے تو بس روٹھنے سے مطلب چاہے دادی اماں بڑ بڑ بڑ بڑا کر سارے فرش

کو پریٹینڈ بتا دیں جیسے ہم روز ہاتھوں میں جھاڑو تھامے چمکانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کی بلا سے ہمارے ہاتھ فرش دھو دھو کر ٹوٹیں..... مگر اب آتی ٹھنڈی آہیں بھرنے کے سوا کیا چارہ ہے اور صاحبو اس پر طرّہ یہ کہ ہونہار طالب علم مدرسے کو پیدل ہی سفر کیا کرتے تھے.....

دادی اماں کی آواز کانوں میں گونجی اور ہمارے دل میں دوبارہ یہ تمنا عود کر آئی کہ کاش ہم نے بھی اس موہن زمانے کے مزے لیے ہوتے کتنے خوش نصیب طالبعلم تھے.....

لیکن کیا کریں اس کم بخت فیشن کو باریک ہیل والا جوتا چلنے ہی نہیں دیتا، ناچار اسٹاپ پہ دو دو گھنٹے کھڑے لال پری کے نام کی مالا جپتے نظر آتے ہیں اور بس میں کوئی صحت مند بڑی بی موجود ہوں تو ان کے طعنوں کا نشانہ الگ بنیں..... اگر کہیں بھولے سے بڑی بی کے جوتے پر ہماری باریک ہیل چڑھ جائے تو بڑی بی کا یہ زور کا دھکا لگے کہ ڈرائیور کی سیٹ اگر سامنے نہ ہو تو سیدھے شیشہ توڑتے ہوئے بس سے باہر جا گریں۔ دھکے سے سنبھلنے بھی نہ پائیں کہ بڑی بی کی آواز کانوں کو چیرتی نکل جائے۔" اے ہے ان لونڈیوں کی تو عقل ماری گئی ہے...... اے کیا کپڑے کاتریاں کر رہے ہیں کبھی شلوار کے پائنچے نیچے سے کاٹے ہیں تو یہ غرارے کے غرارے شلواریں بنوا لیوے ہیں کبھی کاٹے ہیں تو پھر چھوٹا کر لیوے ہیں۔

..... اے ہم نے تو سوچا تھا کہ چلو کپڑا بچے گا۔ اسے وہ شلواروں میں کپڑا کم ہوا تو اللہ ماری یہ لمبی لمبی قمیص بناتے ہیں۔ کیا کیا فیشن نکالے ہیں۔

..... اے ہمارے زمانے میں تو کیا حسن ہووے تھا یہ لمبے لمبے بال، دودھ سے زیادہ گوری رنگت پتلی کمر، اے اس پہ آڑا پاجامہ کیا بھلا لگے تھا۔

..... اور ہم جو بڑی بی کی باتیں سن کر تصور میں نہ جانے کس قدر حسین دوشیزہ کا عکس بنا رہے تھے بڑی بی کی ماری ہوئی کہنی نہ سہہ سکے ہونٹ بھینچ کر چیخ تو روک لی مگر بڑی جلدی اس حسینہ کا عکس یوں بکھر گیا جیسے بڑی بی نے کھڑکی کی طرف منہ کرتے ہوئے چھالیہ کا فوارہ چلایا تھا۔ کس قدر سنبھلتے ہوئے گویا ہوئے تھے اماں جی کیا بات ہے۔ اور انہوں نے اپنا میلا سا خاصہ بھاری تھیلا، ہمیں پکڑا دیا...

... مگر ہم چلا پڑے۔ اے اماں ہماری کتابیں گر جائیں گی..... اے بی بی کتابیں مجھے پکڑا دے۔

..... اور جھپٹ کر انہوں نے کتابیں ہمارے ہاتھ سے لے لیں اور ہم بے فکر ہو کر منزل کا انتظار کرنے لگے مگر بڑی بی کے سوال پر چونک گئے۔ اے ہے لونڈیو۔۔۔ اے یہ کیا پڑھے ہو گندی سندی چیزیں تو یہ ہے مینڈک کی چھپکلی، لال بیگ، بڑی بی برا سا منہ بناتے ہوئے تنقید کے بغیر نہ رہ سکیں۔ ان کے سوال پر ہم چہک کر بولے۔ ہم آپریشن کرتے ہیں ان کا۔ بڑی بی کا منہ سکڑ گیا...... اے نہ ہے کیا گندگی ہے بڑی بی تو بڑبڑاتی رہیں مگر ہماری حالت نہ پوچھیے

کہ کیا ہوئی۔ کیوں کہ ہماری کتابوں کے صاف ستھرے ورق پان کے سرخ سرخ چھینٹوں سے پرنٹ ہو رہے تھے..... ہم نے بے چین ہو کر پہلو بدلا، اماں جی ہماری کتابیں..... بس اتنا ہی کہہ پاتے تھے کہ بڑی بی بگڑ پڑیں ـــ اے لونڈیا تو نے میرا ناک میں دم کر دیا۔ اے میں کوئی کھائے جا رہی ہوں تیری کتابیں نگوڑی ایک تو ایسے کیڑے مکوڑوں کے فوٹو ہیں..... اے نیکی کا تو زمانہ ہی نہیں میرے کس کام کی تیری یہ الٹی سیدھی کتابیں جو میں انہیں چبا دوں گی..... بڑی بی نے تو معلوم ہوتا ہے کہ جیسے خاموش نہ رہنے کی قسم کھائی تھی..... چنانچہ ہم نے کبھی ان ہی کی ایک مثال سن رکھی تھی کہ "ایک چپ سو کو ہراتی ہے" لہذا ہونٹوں پر چپ کی مہر لگا کر کھڑے اپنا اور ہونہار طالب علموں کا موازنہ کر رہے تھے کہ بڑی بی کی چیختی آواز سنائی دی وہ بس کے ساتھ زمین پر تقریباً بڑی مشکل سے دوڑ رہی تھیں.......

"اے کمبخت ڈرائیو..... اے بس روکو، میرا تھیلا ..... لیکن جناب یہ بس کنڈیکٹر اور ڈرائیور کی شان کے خلاف ہے کہ وہ بس اسٹاپ پر ایک مرتبہ بس روک کر جب اسٹارٹ کر دیں تو پھر بس کسی صورت نہیں رکنی چاہیئے بس میں پھنسی ہوئی خاتون چیخے چلائے یا ہاتھ پیر مارے مگر بے سود اندر بس میں بھری ہوئی خواتین پر اس کا کوئی ردعمل ہوتا ہے اور نہ کنڈیکٹر یا ڈرائیور پر بس

تو پھر سوچ لیجئے کہ ہماری کیا حالت ہوئی ہوگی ہم بڑی حسرت سے بڑی بی کے ہاتھوں میں تھامی کتابوں کو دیکھ رہے تھے۔

بقیہ: اگر میں مرغا ہوتا

کسی سماجی برائی کا سدِ باب کر سکتے ہیں اور نہ وقت کی پابندی کا خیال رکھ سکتے ہیں۔

اب آپ دیکھئے نا! ہم لانے ½۶ ساڑھے چھ بجے کا شام سرکل کا پروگرام شروع کرنے کا اعلان کیا تھا۔ اس وقت صرف چند لوگ جمع تھے۔

یہی حال شادی بیاہ کا ہے۔

پہلے نکاح کا ٹائم فجر اور ظہر کے درمیان ہوتا تھا یعنی ۱۰-۱۱ بجے پھر بڑھ کر عصر مغرب ہوا اور مصروفیت بڑھی مغرب اور عشاء ہو گیا اب خدا کے فضل و کرم سے عشاء اور فجر ہو گیا ہے۔ یعنی ادھر مرغا بانگ دے اور ادھر مولوی صاحب ایجاب و قبول کرائیں۔

اگر مرغا ہوتا تو کم از کم انسان کو جھنجھوڑنے والا تو ہوتا۔ میری بانگ سن کر لوگوں کو صبح کی نوید تو مل جاتی۔ میری بانگ سے شب تار کا پردہ چاک ہو جاتا اور اک تابندہ سحر نمودار ہوتی۔ میرے ننھے لوگوں کے لئے، سحر کا پیغام بن جاتے اور میں شاید پھر کسی اقبال کو نغموں پر اکسا دیتا پھر چمن میں بیداری کی لہر دوڑ جاتی پھر قوم میں ملت کا احساس بیدار ہوتا۔

فرزانہ اسلم
سندھی مسلم سوسائٹی کراچی

افسانہ

شبنمی قطرے

وہ آج سے تین ماہ پہلے اس محلے میں آیا تھا محلہ نیا آباد ہوا تھا اس لئے آبادی نہ ہونے کے برابر تھی اور اسے پڑھائی کے لئے ایسے ہی پرسکون علاقے کی ضرورت تاکہ پوری یکسوئی کے ساتھ امتحان کی تیاری کر سکے۔

مالک مکان چونکہ اسکے تایا کے پرانے دوست تھے اس لئے اُسے اس پرسکون علاقے میں یہ دو کمروں پر مشتمل مکان آسانی سے میسر آگیا یوں رہائش کا مسئلہ حل ہو گیا۔ کامران ابھی دو ہی سال کا تھا کہ اس کے والدین ایک حادثے کا شکار ہو گئے اس سانحہ کے بعد اس کے تایا نے پالا اور اُسے کبھی والدین کی کمی کا احساس نہ ہونے دیا۔ گو کہ وہ اتنے امیر نہ تھے لیکن پھر بھی جہاں تک ہو سکا اس کی خواہشوں کو پورا کیا۔ نئے مکان میں آنے کا مقصد خدانخواستہ تایا کی تنگ دلی نہ تھا بلکہ بات یہ تھی کہ تین کمروں کے مکان میں ان کے سات عدد بچوں کے ساتھ پڑھائی مشکل تھی کیونکہ یہ اس کا فائنل ایر تھا۔ اس لئے سکون اور یکسوئی کی اشد ضرورت تھی، وہ پورے سکون کے ساتھ پڑھائی میں مصروف تھا کیونکہ پچیس دن بعد اس کا پہلا پیپر تھا اچانک وہ پڑھتے پڑھتے چونک گیا کیونکہ کسی نے پوری آواز سے ریڈیو یا ٹیپ ریکارڈ کھلا چھوڑ کر خاموشی کو توڑ دیا تھا۔ انہماک سے پڑھتے ہوئے کامران کی سماعت پر بے ہنگم پنجابی گانا ہتھوڑے برسا گیا اسے حیرت بھی ہوئی اور غصہ بھی آیا کہ اتنے پرسکون ماحول میں آخر یہ کس بد ذوق کو پوری آواز میں گانا سننے کی سوجھی۔

کامران کتاب لے کر چھت پر آگیا تاکہ آواز نہ آئے۔

اچانک اس کی نظر سامنے والے مکان کے صحن میں کرسی پر بیٹھی ایک لڑکی پر پڑی جو اپنے گود میں ریڈیو رکھے مزے سے ٹانگیں ہلا رہی تھی۔

کامران نئی صورتحال کے پیش نظر منہ ہی منہ میں بڑبڑایا اور اسی لمحے جب کامران کی بڑبڑاہٹ جا رہی تھی فوزیہ کو یہ احساس ہوا کہ کوئی سامنے والی چھت کوئی موجود ہے۔ کیونکہ دھوپ میں ہونے کی وجہ سے کامران کی پرچھائیں سیدھی فوزیہ کے پیروں پر پڑ رہی تھی۔ اس نے چونک کر سر اٹھایا تو کامران کو دیکھ کر گھبرا گئی اور پھر بنا سوچے سمجھے ہی مسکرا دی۔ لامحالہ اسے بھی جوابی طور پر مسکرانا پڑا۔

کامران دروازے سے باہر آیا تو اس نے قریب ہی اسکول یونیفارم میں دو خوبصورت بچوں کو کھیلتے ہوئے پایا۔ اسے ان نئے لوگوں کے بارے میں جاننے کا تجسس تو اسی دن سے تھا فوراً بچوں کو اشارے سے بلایا، بچے بھی خاصے سمجھدار واقع ہوئے تھے۔ فوراً ہی چلے آئے۔ "کیا آپ اسی گھر میں رہتے ہیں؟" کامران نے سامنے والے مکان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بچی سے پوچھا: بچوں نے بیک وقت اثبات میں گردن ہلا دی۔ "بیٹے آپ کا نام کیا ہے؟" کامران نے ایک بار پھر بچی کو مخاطب کیا جو شکل سے چھ سال کی ہو گی۔

"مہوش" اس نے کہتے ہوئے جواب دیا۔ آپ کل کتنے بہن بھائی ہیں کامران نے مزید معلومات کرنی چاہی۔ "فوزیہ باجی اور ارسلان" وہ مزید کچھ پوچھتا۔ بچی نے ارسلان کا ہاتھ پکڑا اور گھر کی طرف قدم بڑھا دیئے۔ کچھ دیر بعد فوزیہ کو یہ محسوس ہوا جیسے کامران کچھ کہنا چاہتا ہے لیکن اشارے کچھ واضع نہ ہو سکے۔ کیوں کہ اس کو تو وہ پہلے ہی دن اچھا لگا تھا کچھ کچھ برہم اور پھر مسکرانا۔ لیکن اُسے یہ امید نہیں تھی کہ وہ اتنی جلدی اسکی چاہت میں گرفتار ہو کر کچھ کہنا چاہے گا۔

لیکن دل کی بے چینی اس قدر بڑھی کہ اس نے قلم اُٹھانے پہ مجبور کر دیا۔ آداب! اور کیا لکھوں کہ نام سے نا واقف ہوں طرز تخاطب کا انداز سمجھ میں نہیں آتا میں آپ کے اشاروں کو بجا طور پہ سمجھ ہی نہ سکی دل کی بے چینی کا یہ عالم تھا کہ سمجھ میں نہیں آتا بس جو کچھ آپ کو کہنا ہے تحریر کے ذریعے کہہ دیں۔ یوں بھی اشارے کرتے ہوئے کسی کے دیکھ لئے جانے کا ڈر رہتا ہے میں آپ کی تحریر کا انتظار کروں گی۔

کامران صاحب آپ کی تحریر تمام ہی طرح خوبصورت ہے اس خوبصورت طرز تحریر کا ایک ایک لفظ بغور پڑھا دل کی بے چینی اور سوا ہو گئی۔ واللہ جو بات کہنی ہے۔ جلد از جلد کہہ ڈالیے اس میں اجازت کی کیا ضرورت ہے ویسے آپ نے اجازت مانگی ہے تو اس کے پیش نظر ایک بار پھر کہتی ہوں کہ جو کچھ آپ کے دل میں ہے۔ کہنا چاہتے ہیں کہہ ڈالئے میں قطعی برا نہ مانوں گی۔

مستقبل ہر انسان کے لئے روشنی کی ایک کرن کی مانند ہوتا ہے جس کے پیچھے ہر انسان اس طرح بھاگتا ہے کہ اسے راہ میں آنے والے خار بھی پھولوں کی طرح نرم و نازک محسوس ہوتے لگتے ہیں۔ میں بھی ایک ایسا ہی مسافر ہوں آپکا نہ جانے مستقبل کے بارے میں کیا خیال ہے؟ میں تو اُس کو اپنی منزل سمجھ بیٹھا ہوں۔

اتنا ہی پڑھتے ہی اس کی آنکھوں سے دو شبنمی قطرے گرے اور اس کے گلابی رخساروں کو تر کرتے ہوئے اس کاغذ پر گر پڑے اور جواب تک اسکے ہاتھوں میں لرز رہا تھا لیکن وہ ان شبنمی قطروں کے گرنے کا سبب نہ جان سکی کہ یہ قطرے مستقبل کا خواب ریزہ ریزہ ہو جانے پر احساس غم کے ہیں یا اس کی اپنی اخلاقی حرکت پر احساس ندامت کے۔

CamScanner

رخسانہ جمیل زکائی
نارتھ ناظم آباد

زرد اور سبز لوگ

ان دونوں کی عمروں میں کوئی خاص فرق نہیں تھا۔ زاہدہ ایک سال بڑی اور شاہدہ ایک سال چھوٹی تھی جب وہ جوان ہوئی تو پھر یہ ایک سال کا فرق بھی کوئی فرق نہ رہا۔ ناک نقشہ، قد، کاٹھ اللہ نے دونوں کو ایک جیسا دیا تھا۔ زاہدہ کا رنگ گندمی تھا اور شاہدہ کا دونوں کی شادی بھی ایک ساتھ اور ایک ہی گھر میں ہوئی نعیم جو تاجر تھا شاہدہ کے لئے منتخب ہوا اور زاہدہ کا قرعہ فال وسیم کے لئے پڑا جو لیکچرار تھا۔ شادی سے پہلے دونوں کا مزاج ایک ہی جیسا تھا۔ لیکن شادی کے بعد جب میں اُن سے اُن کے سسرالی گھر میں ملی تو شاہدہ کو تاجر کی بیوی ہونے پر فخر کرتے ہوئے پایا البتہ زاہدہ پہلے سے بھی کچھ زیادہ متین ہو گئی تھی۔ زمانے کے حالات کے چکر میں پھنس کر تقریباً پچیس سال تک پھر دونوں سے نہ مل سکی۔ ملازمت کرنے والے لوگ شہر بہ شہر گھومتے رہتے ہیں اور یہی ہم لوگوں کے ساتھ ہوا۔ پھر یہ بھی حسن اتفاق ہی تھا کہ پچیس سال بعد ہم لوگ پھر ایک جگہ جمع ہو گئے۔ اس مدت میں بہت سی تبدیلیاں آگئی تھی۔ زاہدہ کے دو بچے بیٹا اور بیٹی میڈیکل سے فارغ ہو چکے تھے ایک بیٹا انجینئرنگ کے آخری سال میں تھا۔ اس کے میاں کالج چھوڑ کر سعودی عرب جا کر کسی بڑی فرم میں مینیجر ہو گئے تھے۔ انہوں نے اپنا مکان بھی بنوا لیا تھا اب ان کا خاندان دس افراد پر مشتمل تھا۔ ان سب کی ضروریات کے لئے ان کا مکان کافی تھا۔ اُس کا مزاج پہلے سے زیادہ دھیما اور متواضع ہو گیا تھا۔ جب کبھی اس سے ملاقات ہوتی تو اسے اللہ کے گھر کے طواف اور رسول اللہ کے شہر کی باتیں کرتے ہوئے سنا۔ وہ ہر سال حج کے لئے جایا کرتی تھی۔ کیونکہ وسیم کی ملازمت کی وجہ سے وہ قیام بھی کر سکتی تھی۔ بچوں کی دیکھ بھال کی وجہ سے وہ سال کا زیادہ حصہ پاکستان میں گزارتی تھی۔ شاہدہ کے مکان اور اس کے مکان کی دیوار مشترک تھی۔ شاہدہ کا مکان دورِ جدید کی تعیشات سے بھرا ہوا تھا، فرج، رنگین ٹی وی، ایر کنڈیشنر بیش قیمت قالین اور پردے اور کیا کیا کچھ نہ تھا میں نے دیکھا کہ شاہدہ کا فخر اب غرور کی حد تک پہنچ گیا تھا اپنے ہاتھ سے روٹی پکاتے ہوئے دیکھتی تو ہائے مجھے تو اپنے ہاتھ سے کھانا پکانا بالکل اچھا نہیں لگتا۔ ہمارا کھانا تو خانساماں ہی پکاتا ہے۔ ایک دن آئیں

تو کہنے لگی۔ کیسا برا سا آپ کا جوڑا ہے آپ اون کیوں نہیں لیتی۔ مجھے تو اون کے بغیر کچن سے گھن آتی ہے دوسری دفعہ آئی تو فرمایا آپ کے پاس فون نہیں ہے کتنے مسائل آدمی تو فون سے حل کر لیتا ہے۔ ایک بار سر راہ ملی تو کہنے لگی۔ گاڑی کے بغیر تو میں زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ میری بیٹی کی پارٹی والے دن تو بھری محفل میں مجھے شرمندہ کرنے کی کوشش کی کہ آج کل تو کلر ٹی وی کا رواج ہے آپ نے یہ پرانے زمانے کا بلیک اینڈ وائٹ ٹی وی رکھا ہوا ہے۔ ایک بار تو باتوں ہی باتوں میں فرمایا کہ نعیم صاحب جیسا میاں تو کسی کسی کو ملتا ہے وہ تو اپنے میاں کی تعریفوں میں اپنے راز و نیاز کی باتیں بھی سنانے پر تلی ہوئی تھی۔ میں نے کہا بہن آپ کو نہیں معلوم ہر شوہر اپنی بیوی کو پسند کرتا ہے جبھی تو زندگی گذرتی ہے پھر اللہ تعالیٰ نے راز کی باتوں کو دوسرے پر ظاہر کرنے سے منع فرمایا ہے اللہ کی کتاب یہی بتاتی ہے کہ وہ تمہارا لباس اور تم ان کا لباس ہو اور لباس کا کام پردہ پوشی ہے البتہ زاہدہ جب بھی مجھ سے ملتی تو یہی کہتی آپ ادھر ادھر کی فضولیات میں نہ پڑیں۔ اب جب اللہ نے آپ کو بچوں سے فراغت دے دی ہے تو کچھ پیسے انداز کر کے اللہ کا گھر دیکھ آئیں۔ مجھے زاہدہ کی باتیں بہت پسند آئی ہیں اور جب تنہائی میں دونوں کا موازنہ کرتی ہوں تو حیرانی سے اللہ کی قدرت پر سوچتی ہوں وہ دونوں ایک گھر میں پیدا ہوئیں اکٹھی پلی اور بڑھی شادی بھی ایک ہی خاندان میں ہوئی۔ لیکن ایک کے دل میں دین کی محبت ہے اور دوسرے میں دنیا کا دکھاوا ہے۔ سچ فرمایا ہے نبی پاک نے آدمی کی تقدیر لکھ دی گئی اور قلم اٹھا لئے گئے۔

سعادت اور شفاعت ازلی ہیں۔ اس کائنات کا بھید اسی کا پیدا کرنے والا ہی جانتا ہے۔

بقیہ: حکمت کے موتی

۱۳۔ بیجا مخبری اور ٹوہ میں لگنے کی ممانعت: اس طرح کہ کسی ایسی چیز کے پیچھے نہ لگو جس کا تم کو علم نہ ہو۔ یقیناً آنکھ، کان اور دل سب ہی کی بازپرس ہونی ہے۔

۱۴۔ تکبیر اور استکبار کی ممانعت: اس طرح کہ زمین میں اکڑ کر نہ چلو۔ نہ تم زمین کو پھاڑ سکتے ہو، نہ پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ سکتے ہو۔

ان امور میں سے ہر ایک کا برا پہلو تیرے رب کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔ یہ وہ حکمت کی باتیں ہیں جو تیرے رب نے تجھ پر وحی کی ہیں۔

بحیثیت مسلمان ہماری یہ انفرادی اور اجتماعی مساعی ہونی چاہیئے کہ مسلم معاشرہ کی تشکیل ان بیان کردہ اصولوں اور ضوابط کی بنیاد پر ہونا چاہیئے۔ اسی میں ہماری دنیاوی و اخروی بھلائی مضمر ہے اور انہی پر عمل کر کے ہم دائمی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں ورنہ بصورت دیگر ہمارا حشر اس دنیا میں موجودہ حالات سے بھی بدتر ہو سکتا ہے۔ مزید ذلت اور رسوائی ہو سکتی ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ آخرت میں اس کی سزا الگ بھگتنا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان پر عمل کرنے کی اور معاشرہ کو ان بنیادوں پر قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

CamScanner

اس سال کے بہترین سوشل ورکرز

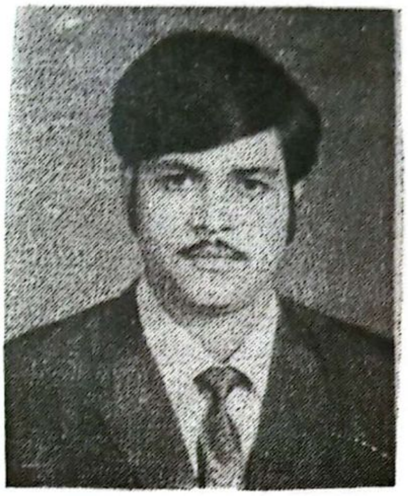
نیاب الدین

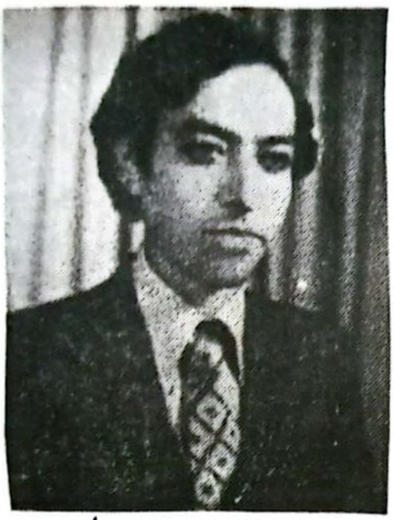
محمد اسلم

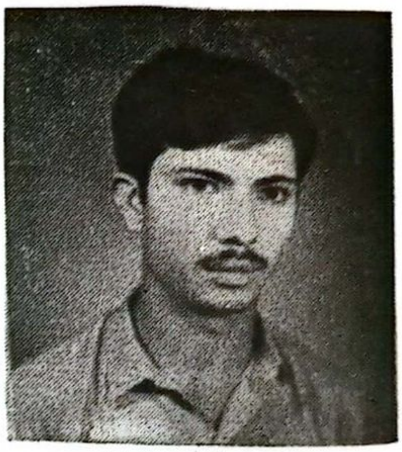
شاہد جمال

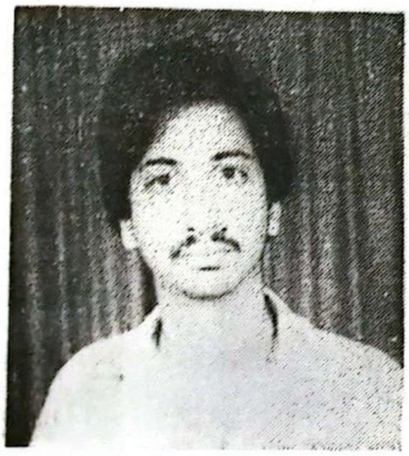
نوید اختر

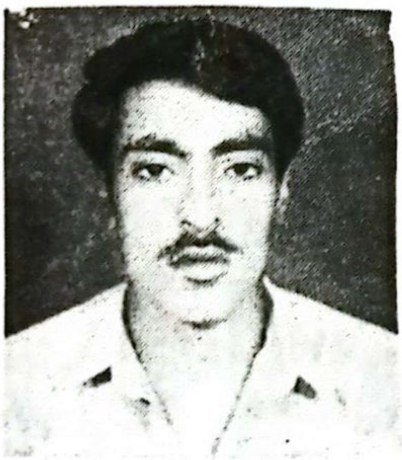
فہیم احمد

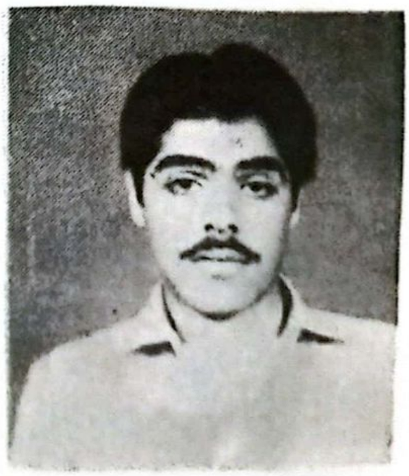
ارشد نایاب

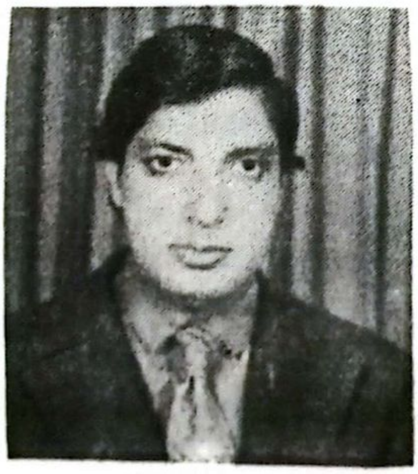
محمد ارشد

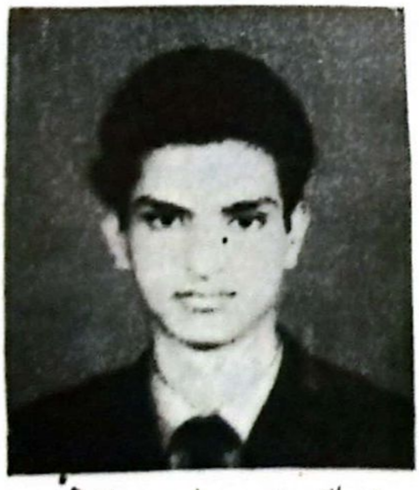
محمد سہیل جیلانی

اسپورٹس

کھیلوں کے مقابلے میں پہلی پوزیشن حاصل کرنے والے کھلاڑی

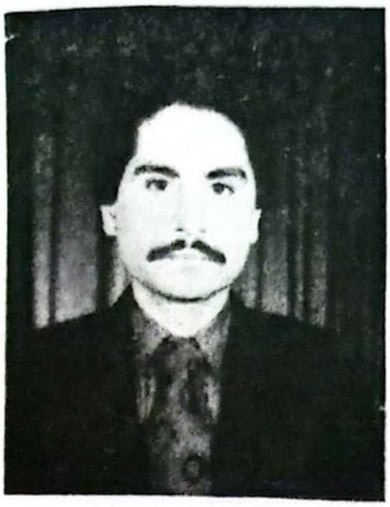

محمد منیر بیڈمنٹن

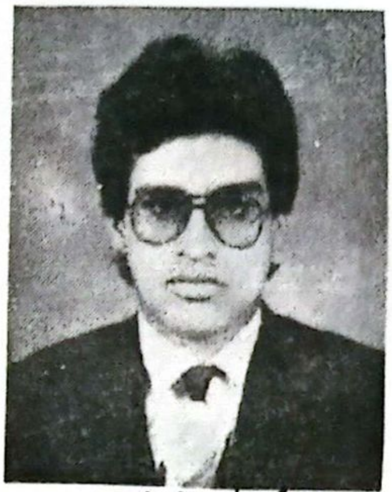

محمد یوسف قادری
چیمپئن آف دی ڈے

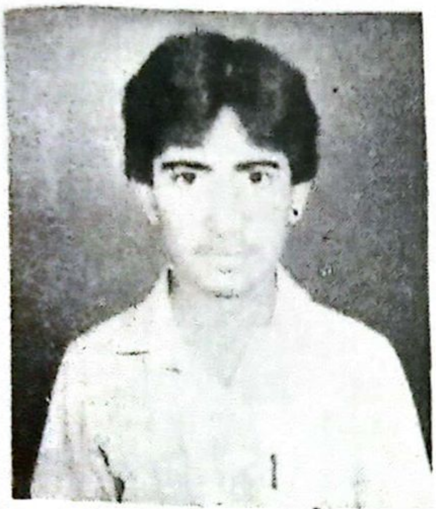

عاصم انعام کیرم

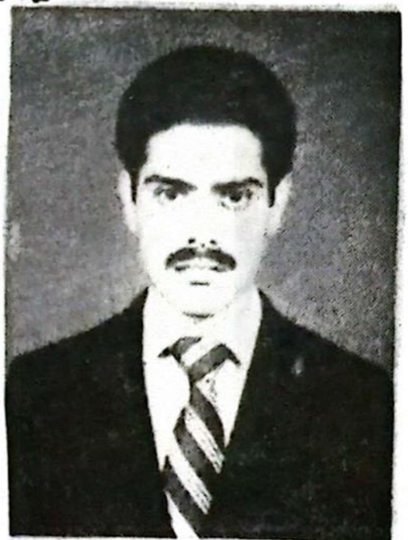

شہزاد پرویز جیولن تھرو

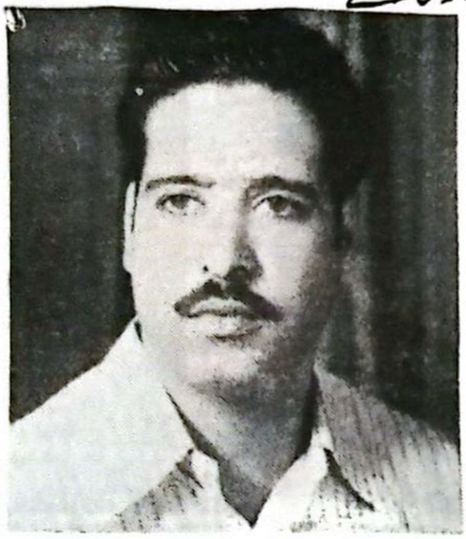

محمد یوسف شاٹ پٹ

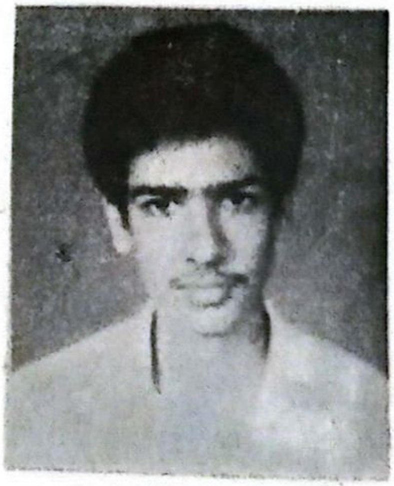

محمد فاروق
شطرنج

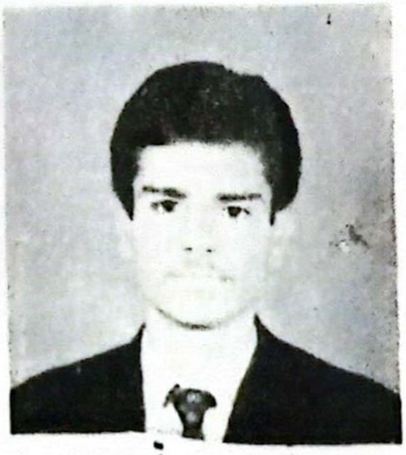

فیصل جیلانی
سلو اسکوٹر ریس

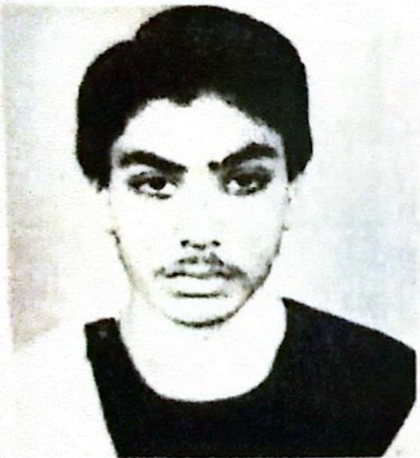

محمد عرفان درانی
۱۰۰ میٹر ریس

شام سرکل

اِنعام یافتگان

ادبی سرگرمیوں میں اول پوزیشن حاصل کرنیوالے شرکاء

راجہ اعجاز

چیمپئن آف دی ایوننگ

جنہوں نے شام سرکل میں بہترین کارکردگی

کا مظاہرہ کیا۔

اور چار انعام حاصل کئے

محمد سہیل زیدی

مقابلہ حمد و نعت

مقابلہ تقاریر

مقابلہ ایک منٹ کی تحریر

جناب محمد ندیم صاحب۔

جوڈو کراٹے

بلیک بیلٹ ون ڈان

محمد متین

بہترین کامیڈین

عامر حنیف

مقابلہ معلومات عامہ

CamScanner

تقریبات کا تصویری خبرنامہ

جشنِ آزادی ۱۴ اگست ۱۹۸ ء کے موقع پر تقریبات کی جھلکیاں

سبکدوش ہونیوالے نائب صدر پرویز اشرف
اختتامی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے۔

ممبرانِ سرکل سوچ رہے ہیں کہ ہم
ووٹ کس کو دیں؟

الیکشن آفیسر جناب مختار احمد شیخ صاحب
ممبران کو الیکشن کے قوائد وضوابط سے آگاہ کر رہے ہیں۔

تقریب حلف وفاداری

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان

اور نہایت رحم والا ہے

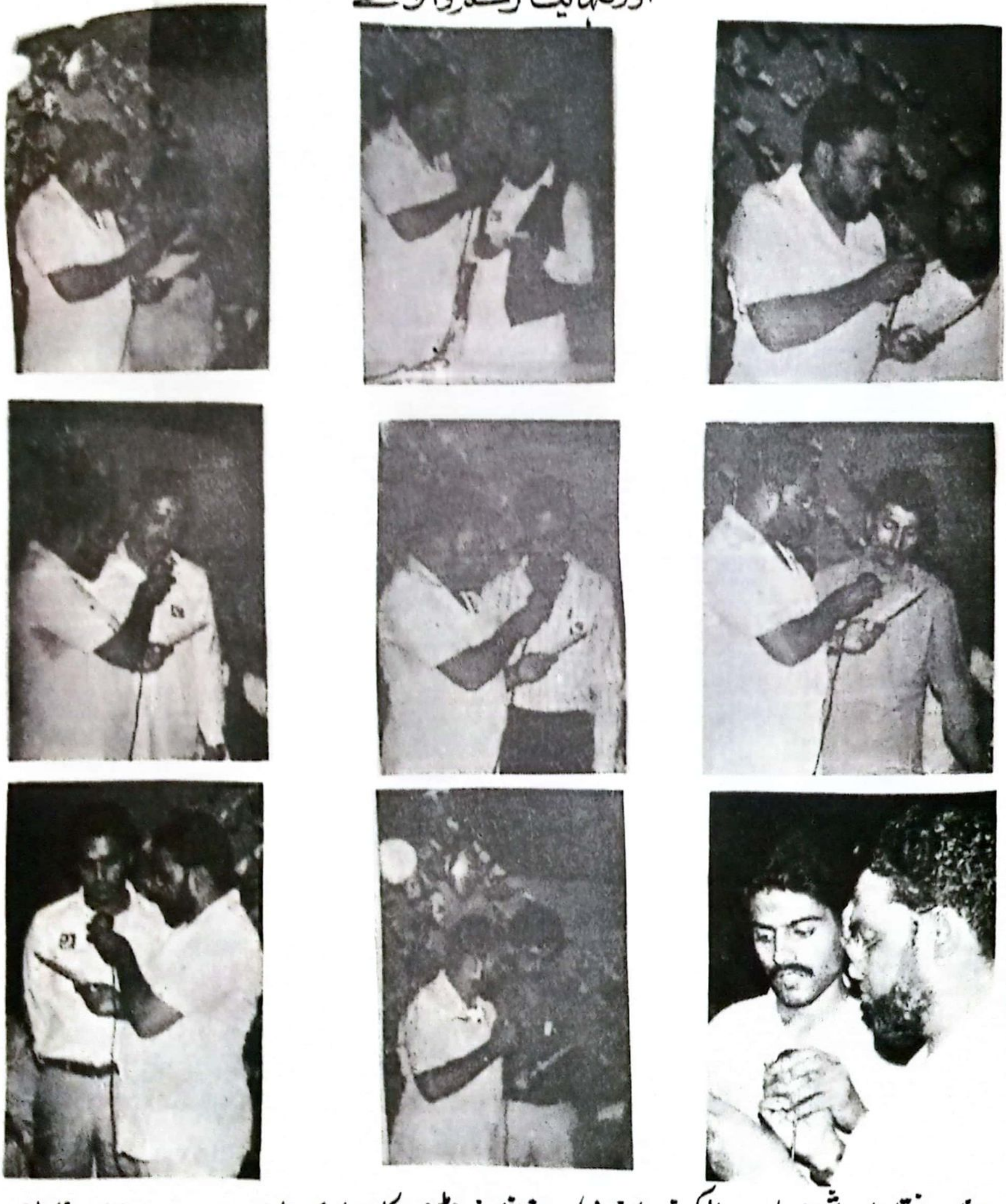

جناب مختار احمد شیخ صاحب الیکشن آفیسر مجلس منتظمہ فرینڈز سرکل برائے سال ۱۹۸۵-۸۶ سے حلفِ وفاداری

لے رہے ہیں۔

اکثریت رائے سے اسپورٹس سیکریٹری
منتخب ہونے کے بعد ندیم اعجاز بہت خوش ہیں۔

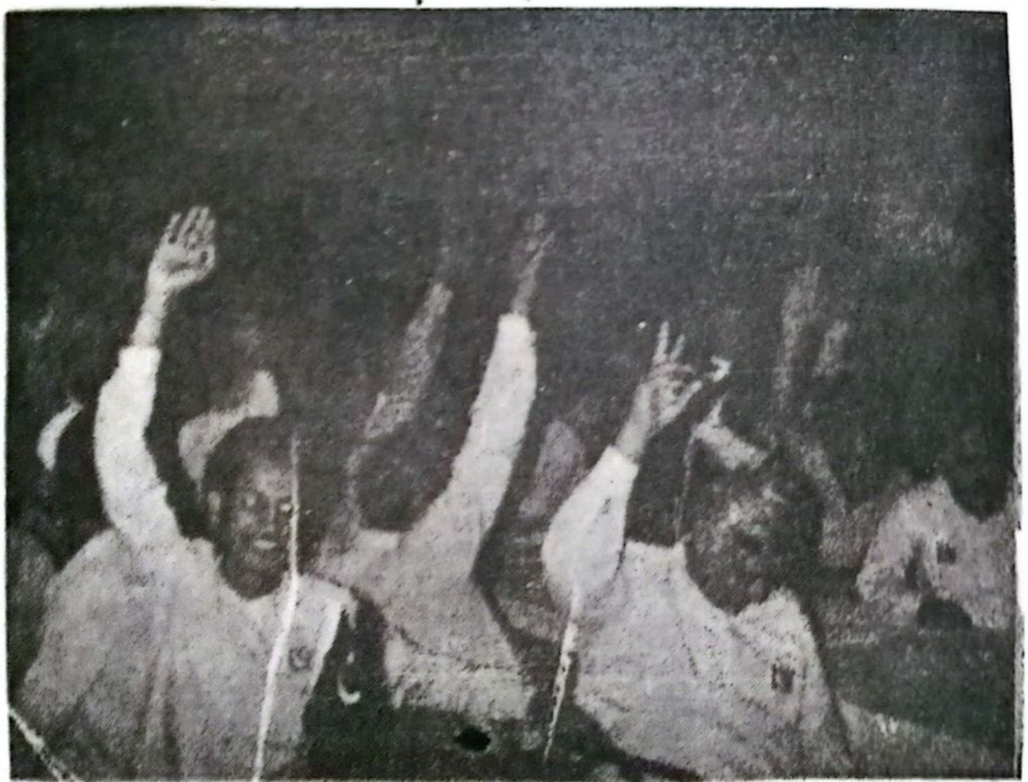

الیکشن کے دوران ممبران ہاتھ اٹھا کر
اپنی رائے کا اظہار کر رہے ہیں۔

بجٹ، کے مناظر

صدر فرینڈز سرکل جناب شجاع الدین صاحب ممبران سے خطاب کر رہے ہیں۔

نائب صدر جناب انعام الدین صاحب سالانہ بجٹ برائے سنہ ۸۶-۱۹۸۵ء پیش کرتے ہوئے۔

ممبران بجٹ سننے کے بعد صلاح و مشورہ کر رہے ہیں۔

جنرل سیکریٹری نسیم الدین اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے۔

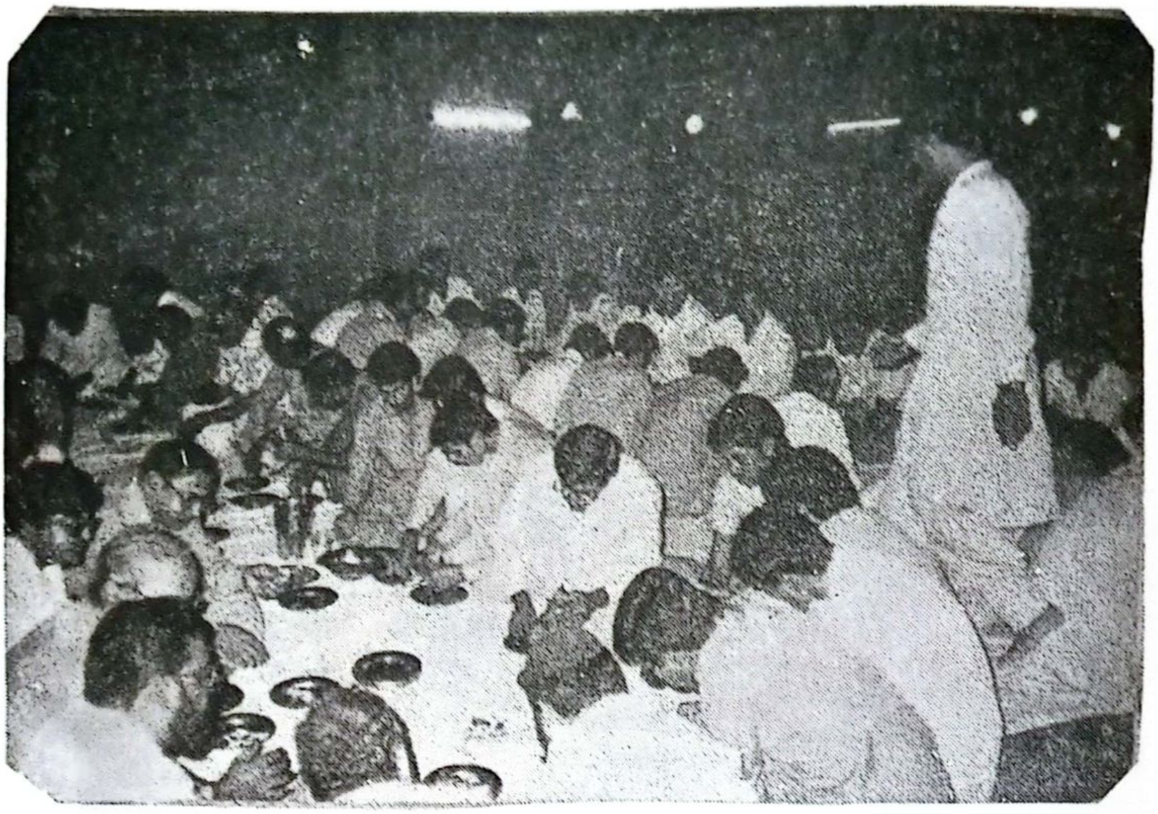

پروگرام کے اختتام پر ممبران کھانا تناول کرتے ہوئے

جنرل سیکریٹری نسیم الدین صاحب پچھلی جنرل باڈی میٹنگ کی کاروائی کی منظوری لیتے ہوئے۔

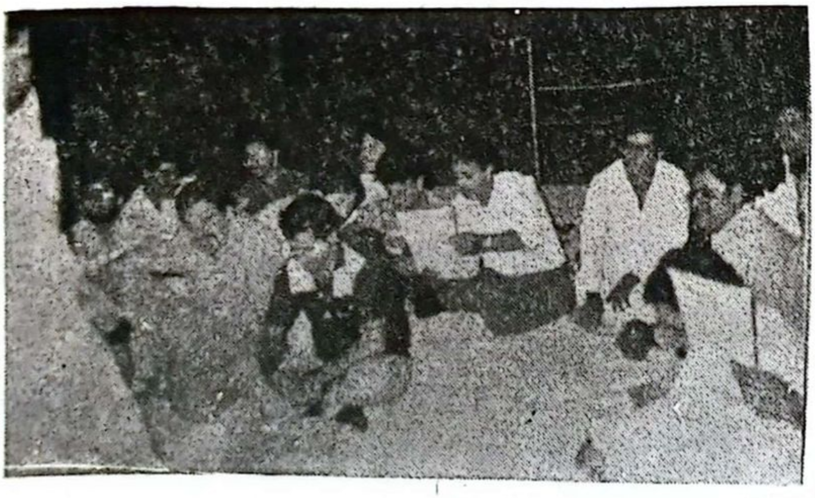

ممبران آمدنی اور خرچ کے گوشوارے کا جائزہ لے رہے ہیں۔

کھیل کے میدان میں

وکٹ کے درمیان بھاگنے کا بہترین مظاہرہ۔

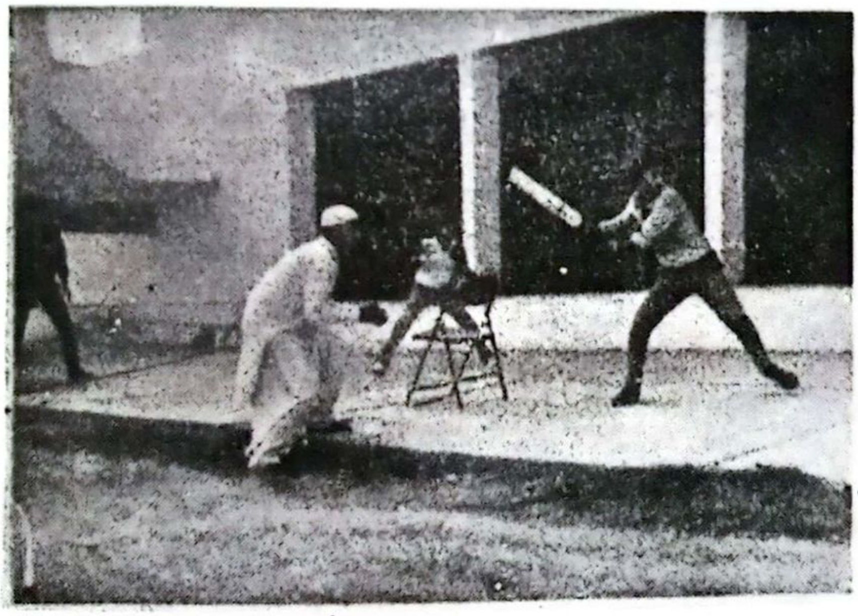

دیکھو! سر بچانا میں شارٹ مار رہا ہوں

کرکٹ میچ کے دو خوبصورت مناظر

CamScanner

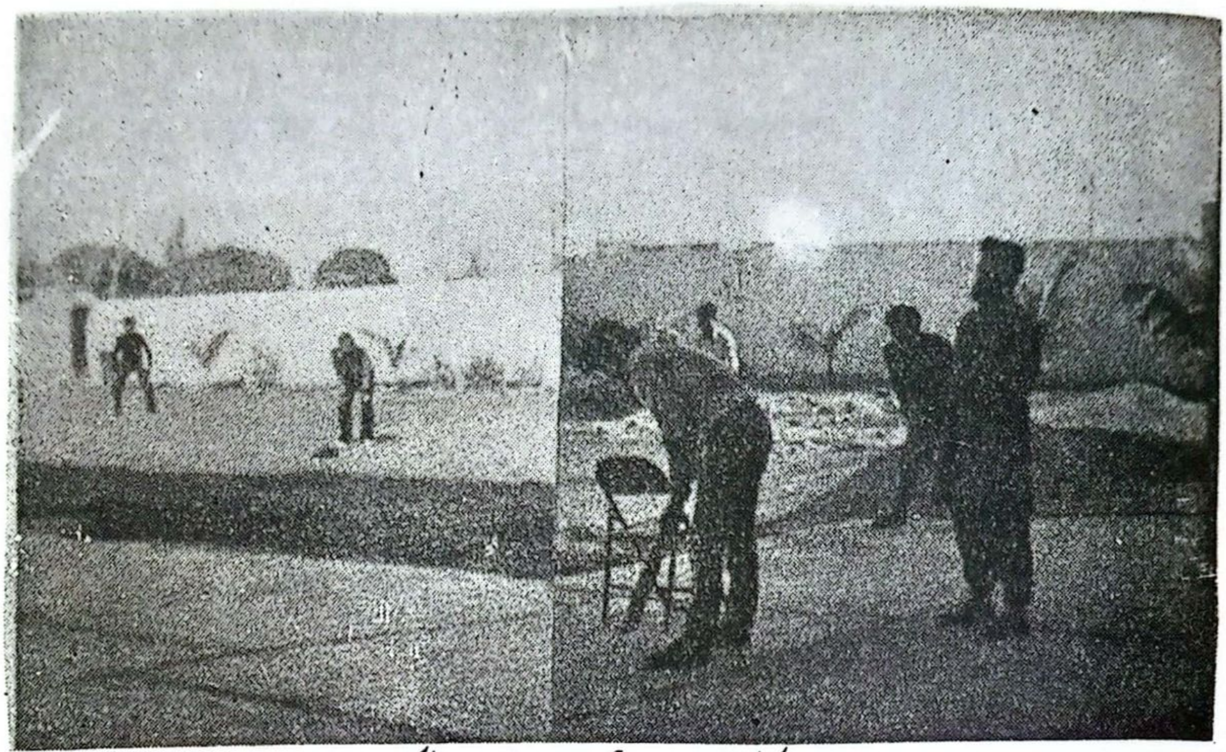

بیٹا! فکر نہ کرو میں کیچ چھوڑ دوں گا۔

ممبران بھرپور ایکشن میں

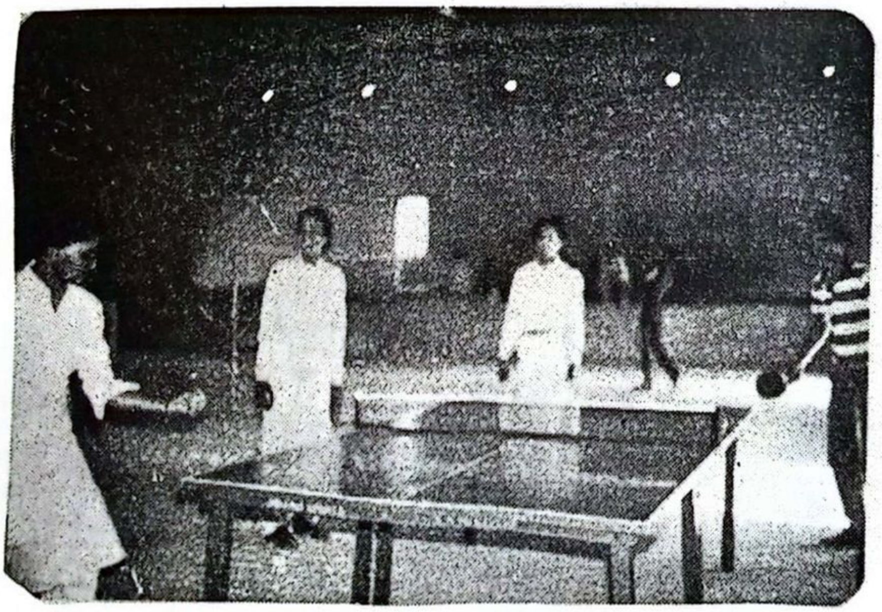

ٹیبل ٹینس چیمپئن شپ میں مقابلے کا ایک ۔منظر

پکنک

کھلے ہوئے چہرے کلری کی طرف رواں دواں۔

سکون کی تلاش میں بس کے اوپر

CamScanner

پیچھے سے ٹھوکیاں مارنے کا انجام اچھا نہیں ہوگا!

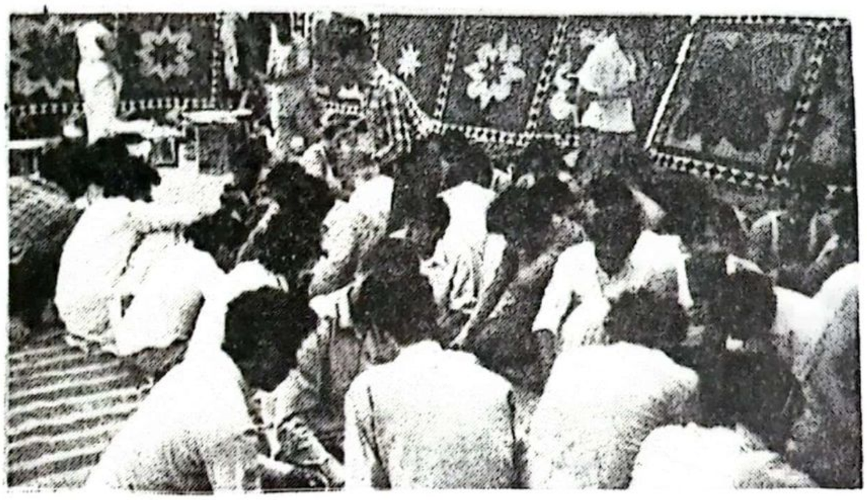

نوید گرما گرم کچوری لاؤ۔

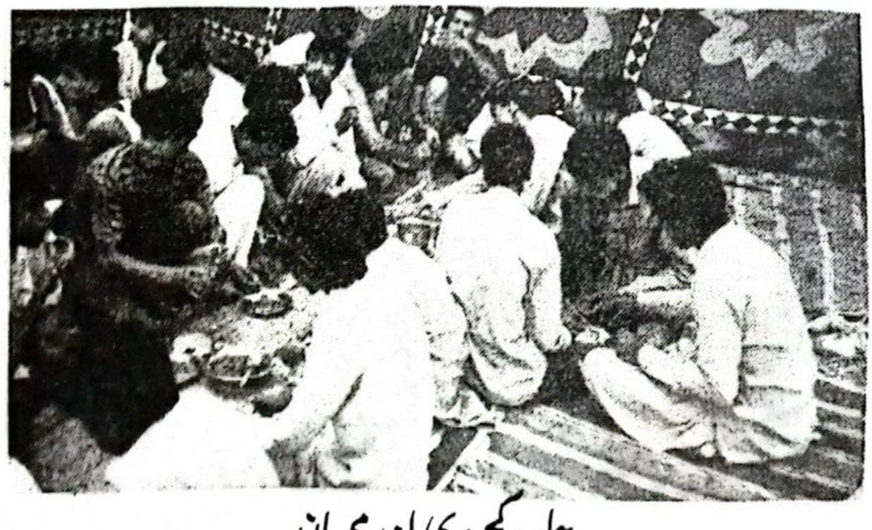

حلوہ کچوری اور مہمان۔

سایہ دار درخت کے نیچے
جنرل باڈی
کا منظر

پکنک پر بھی ڈرافٹ کا مقابلہ

سموسے میں بھی تل سکتا ہوں۔

خوبانیوں میں مزا آگیا۔ ہمارا فوٹو بھی آنا چاہیے ورنہ چھوڑیں گے نہیں۔

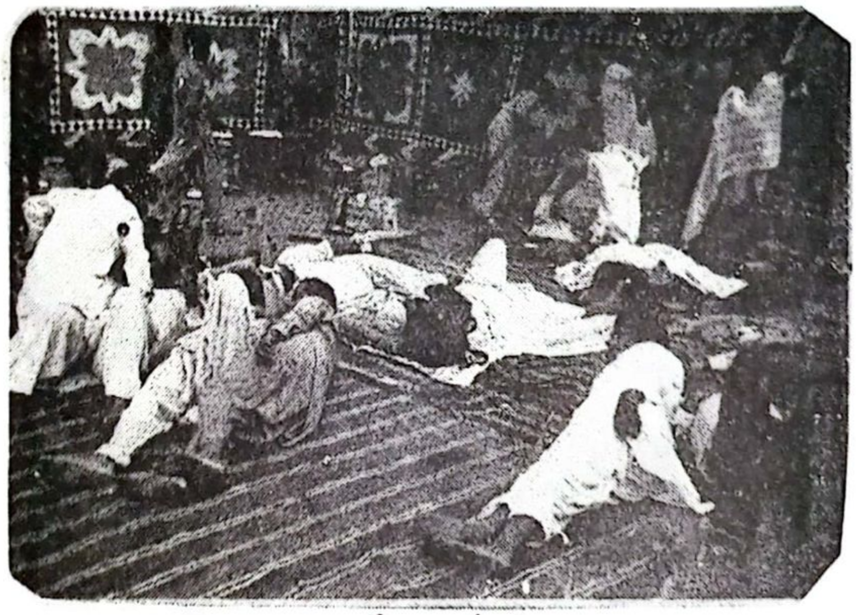

کھانے کے بعد قیلولہ

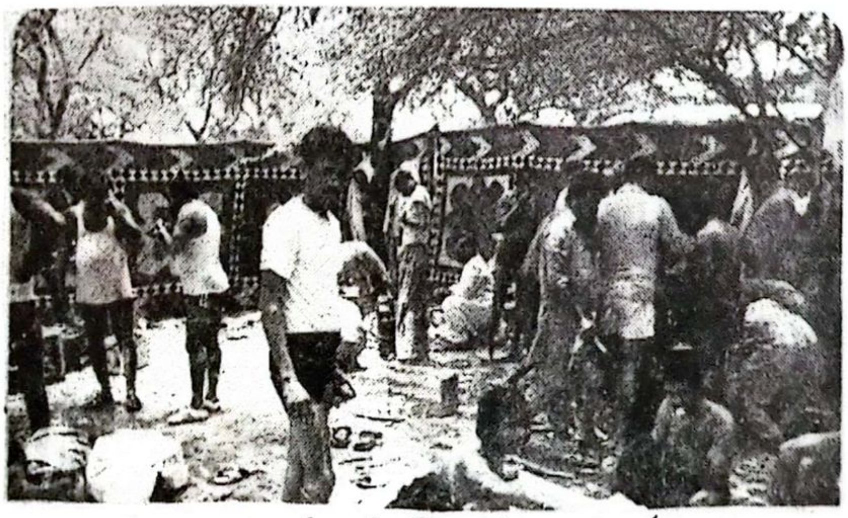

ممبرانِ سرکل کیلوں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے۔

شامِ سرکل

الطاف اقبال ایک منٹ کی تحریری مقابلے کا آغاز کر رہے ہیں۔

شجاع الدین صاحب تقریری مقابلے میں حصہ لیتے ہوئے۔

نسیم الدین! "اگر میں مرغا ہوتا" کے موضوع پر ایک منٹ کی تحریر پڑھتے ہوئے۔

مقابلوں کے شرکا کی صلاحیتیں منصفین کی کسوٹی پر۔

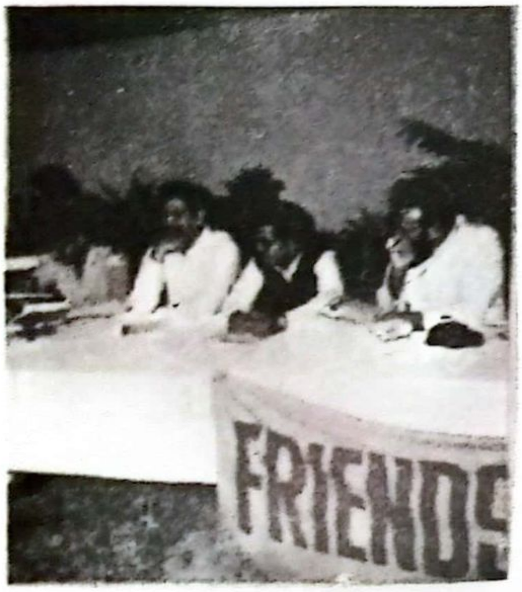

لٹریری پروگرام کے تین مقابلوں
میں
اول پوزیشن حاصل کرنے والے
محمد سہیل زکائی اپنے
ایکشن میں۔

ندیم امتیاز کا نہ جانے
یہ کونسا انداز!

گلوکار ضیاء الدین کی شرم سے آنکھیں بند ہیں

CS CamScanner

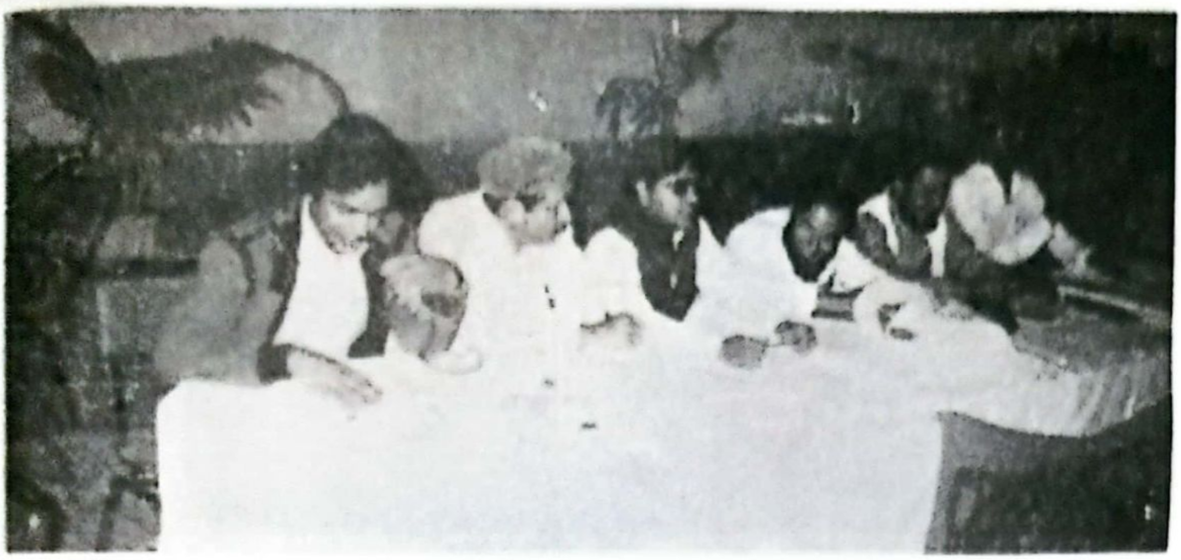

کسی مقابلے کو نہ چھوڑنے والے شریک 'ندیم اعجاز'

ممبران انتظار میں بھی خوش ہیں۔

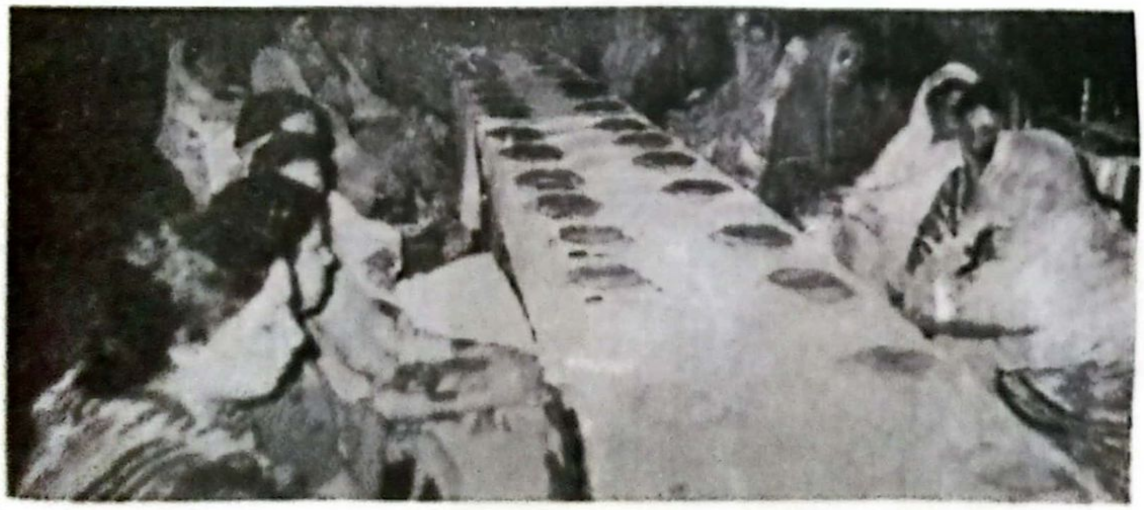

فرینڈز سرکل کی سرگرمیاں خواتین میں بھی مقبول ہیں۔

بچّوں کا مقابلۂ قراءت و نعت خوانی

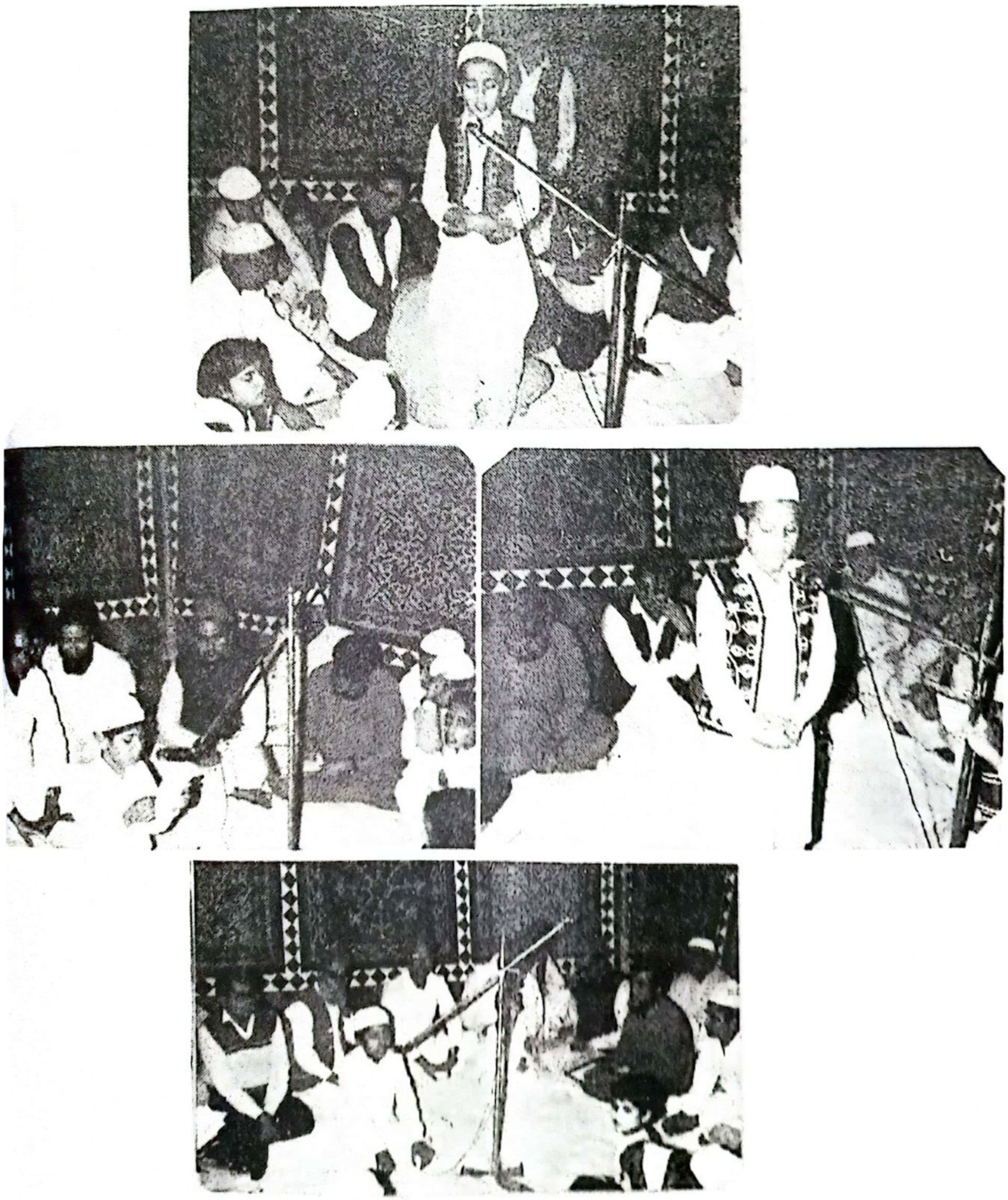

کمسن بچے حمد، نعت، اور قرات کا مظاہرہ کررہے ہیں۔

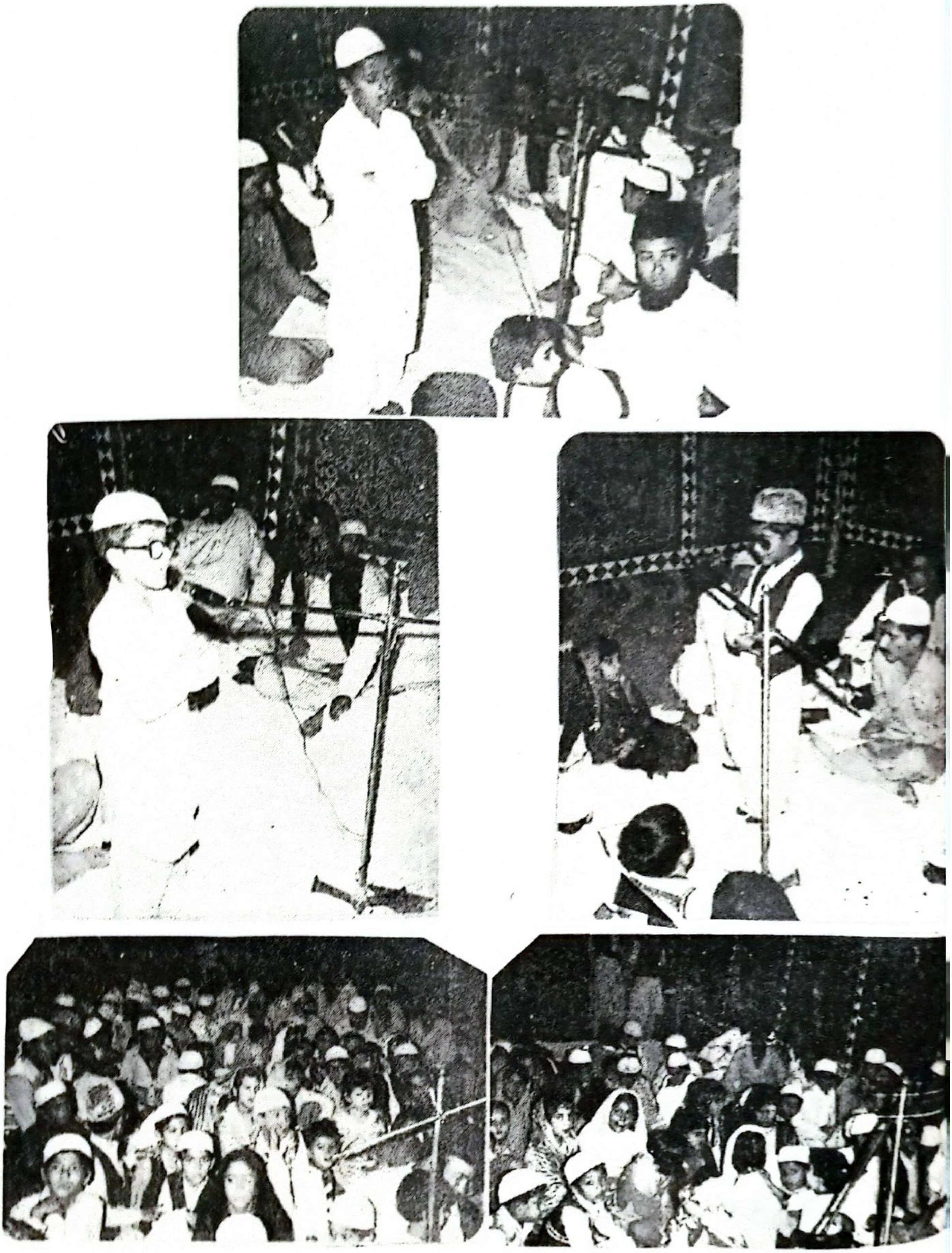

بچوں کے مقابلہ حسن و قرأت اور نعت کے مختلف منظر۔

CamScanner

کمسن بچی عائشہ شجاع نے مقابلہ قرأت
میں خصوصی انعام حاصل کیا۔

مقابلہ میں بچوں کی دلچسپی

With Best Complements

From

WAZIR ALI INDUSTRIES LIMITED

Kandawala Building
M.A. Jinnah Road
Karachi
Telephone 719941-3

استقبالیہ کمیٹی بھی اسٹیج پہ رونق افروز ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ نعت پیش کیا جارہا ہے۔

CamScanner

خواتین بھی جلسہ عید میلا النبی میں ہمہ تن گوش ہیں ۔

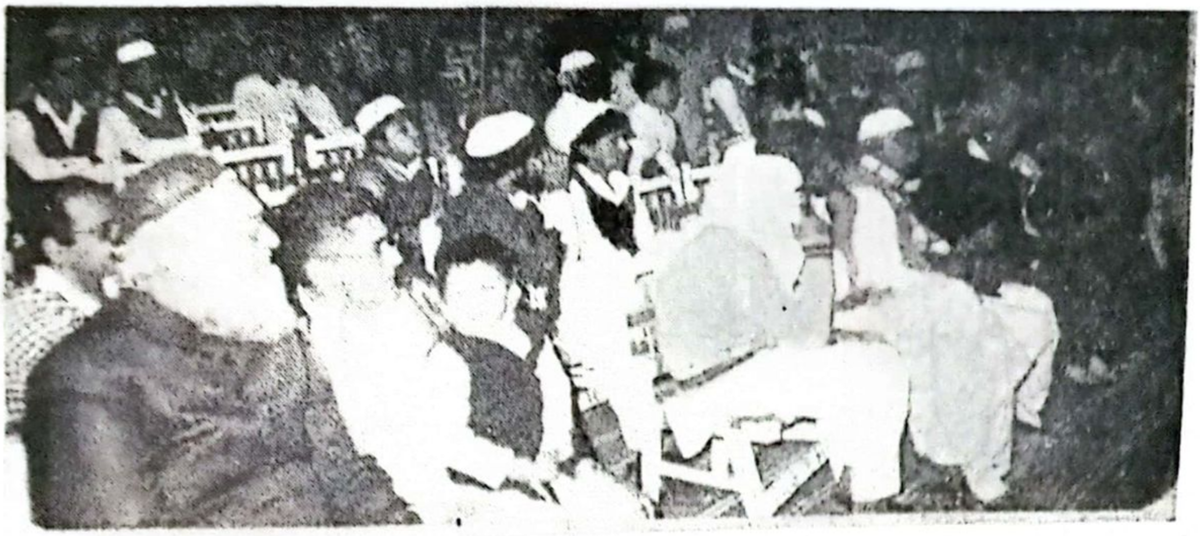

اس بابرکت محفل میں شرکاء کا انہماک

CamScanner

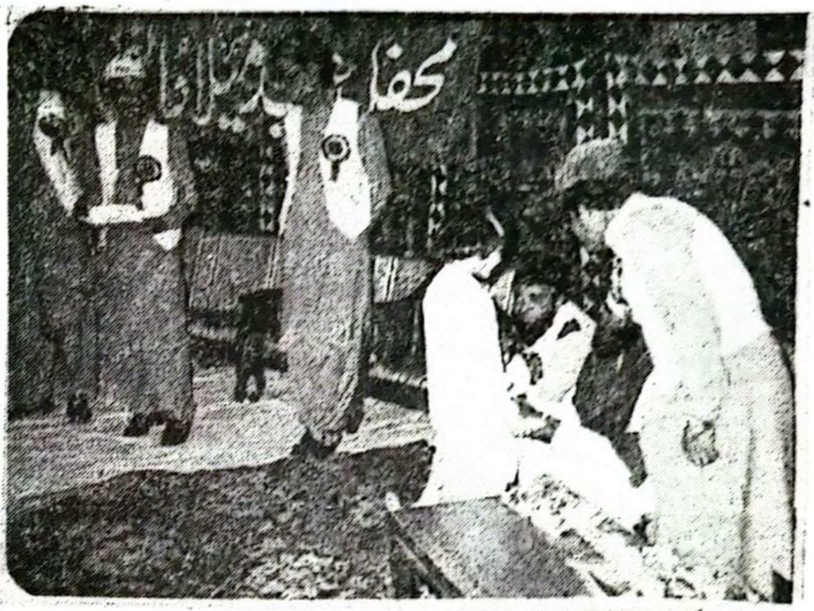

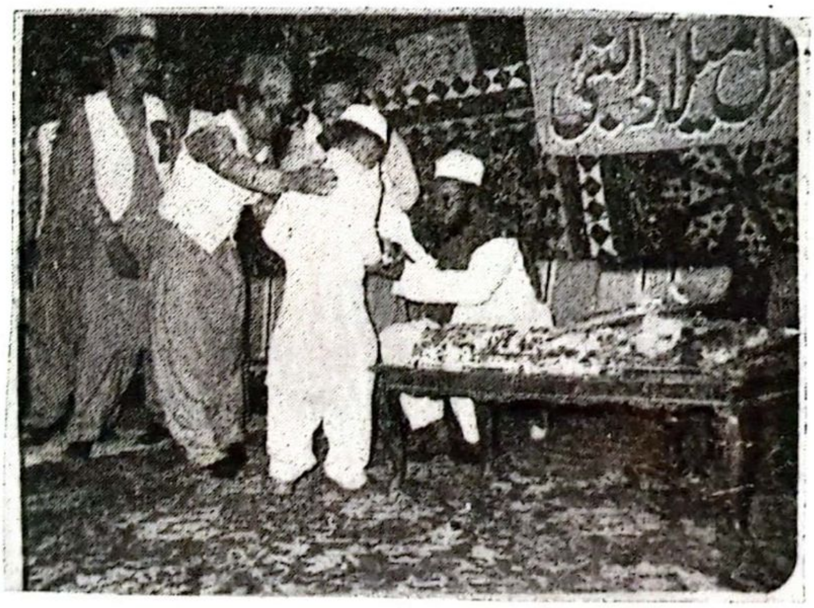

مقابلہ حسنِ قرآت اور نعت خوانی میں حصہ لینے والے بچے انعامات حاصل کر رہے ہیں۔

تقسیم انعامات کے چند مختلف مناظر

With Best Complements

From

REPUBLIC ENGINEERS

- For Split Airconditioners,
- Plant, • Refrigerators,
- Water Coolars,
- Car Airconditioners,

Repairs, Instatalions,
Maintenance, Sales & Service.

REPUBLIC ENGINEERS

Contact:
Ph. 732339 732304

Marvi Building Near Light House Cenima
M.A. Jinnah Road, Karachi.

گزشتہ سال کا تصویری جائزہ

مہمان خصوصی جناب زہیر اکرم ندیم کو دو بچے گلدستے پیش کرتے ہوئے

صدر فرینڈز سرکل مہمان خصوصی کو ہار پہناتے ہوئے۔

مہمانِ خصوصی صدر اور نائب صدر کے درمیان

استقبالیہ کمیٹی مہمانِ خصوصی کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔

فیصل مختار کلامِ پاک کی تلاوت کر کے بزمِ طلباء کی تقریب کا آغاز کر رہے ہیں۔

طلباء پارٹی

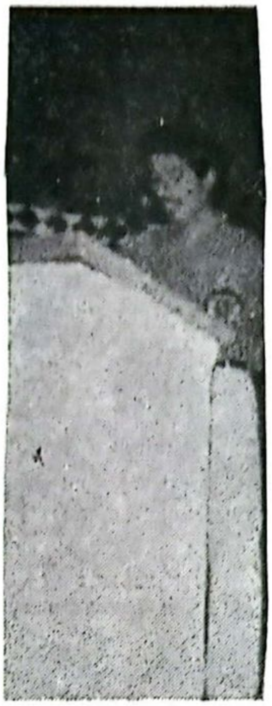

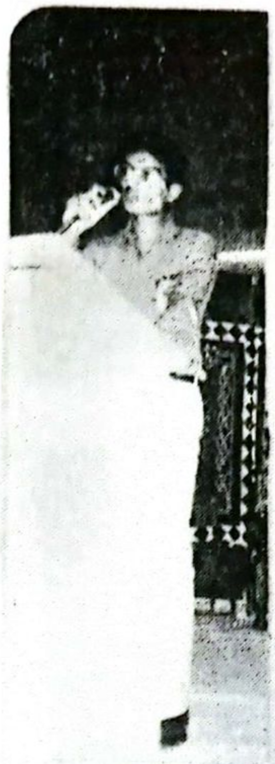
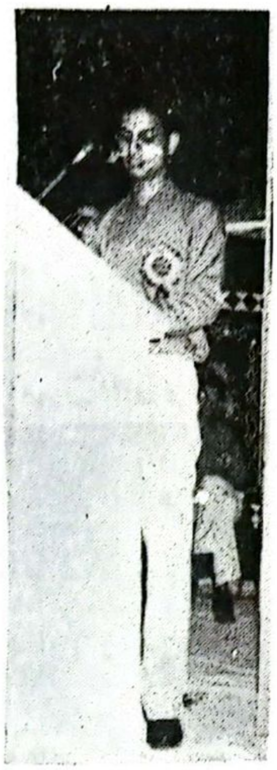
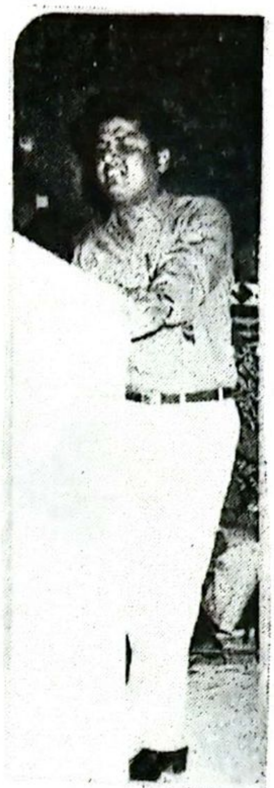

مہمان خصوصی جناب زبیر اکرم ندیم صاحب اور مجلس منتظمہ فرینڈز سرکل کے سامعین سے مخاطب ہیں

CamScanner

ارم حنیف گولڈ میڈل لیتے کے بعد اپنے تاثرات کا اظہار کر رہی ہیں

گولڈ میڈل یافتہ طالبات سرکل کی سرگرمیوں پر اظہار خیال کرتے ہوئے۔

مہمان خصوصی زبیر اکرم ندیم صاحب میٹرک میں فرسٹ پوزیشن حاصل کرنیوالی طالبہ کو گولڈ میڈل پہنا رہے ہیں۔

جنرل سیکریٹری تسیم الدین مہمان خصوصی سے انعام لیتے ہوئے۔

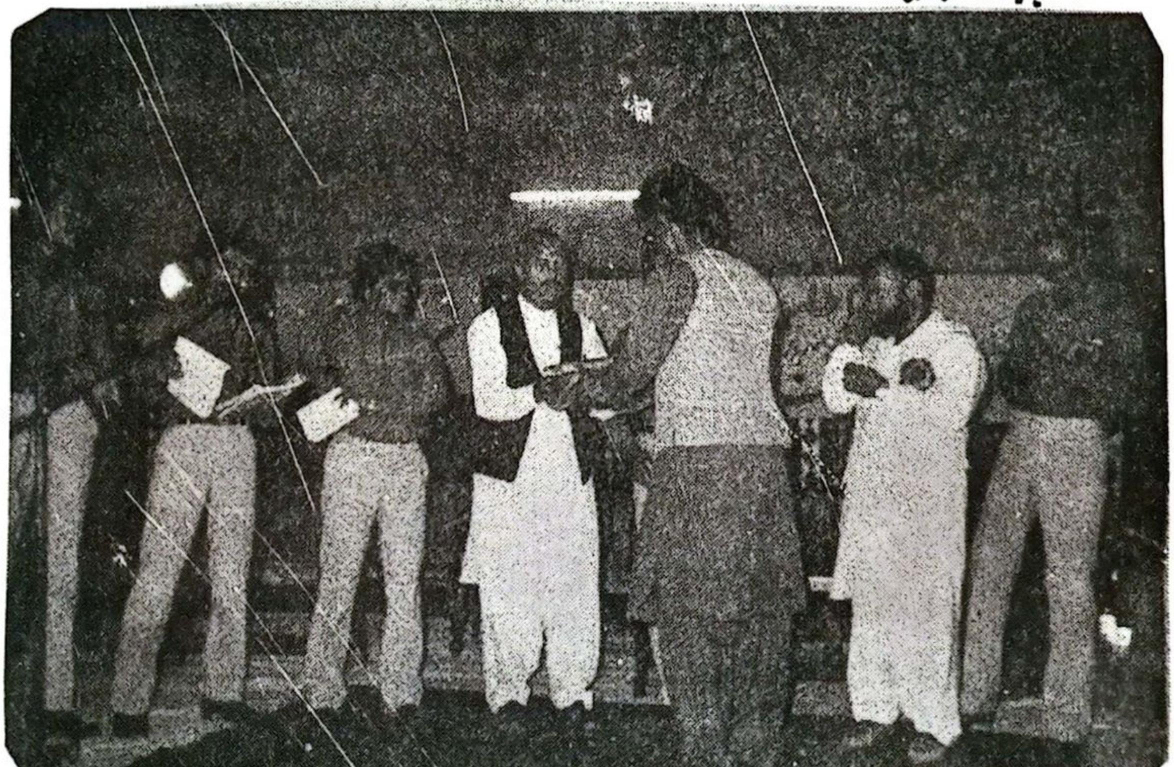

سہیل ارشد بقائی انٹرمیڈیٹ میں پہلا انعام حاصل کر رہے ہیں۔

CS CamScanner

لٹریری سیکرٹری نوید اطہر اعلیٰ کارکردگی کا خصوصی انعام حاصل کر رہے ہیں ۔

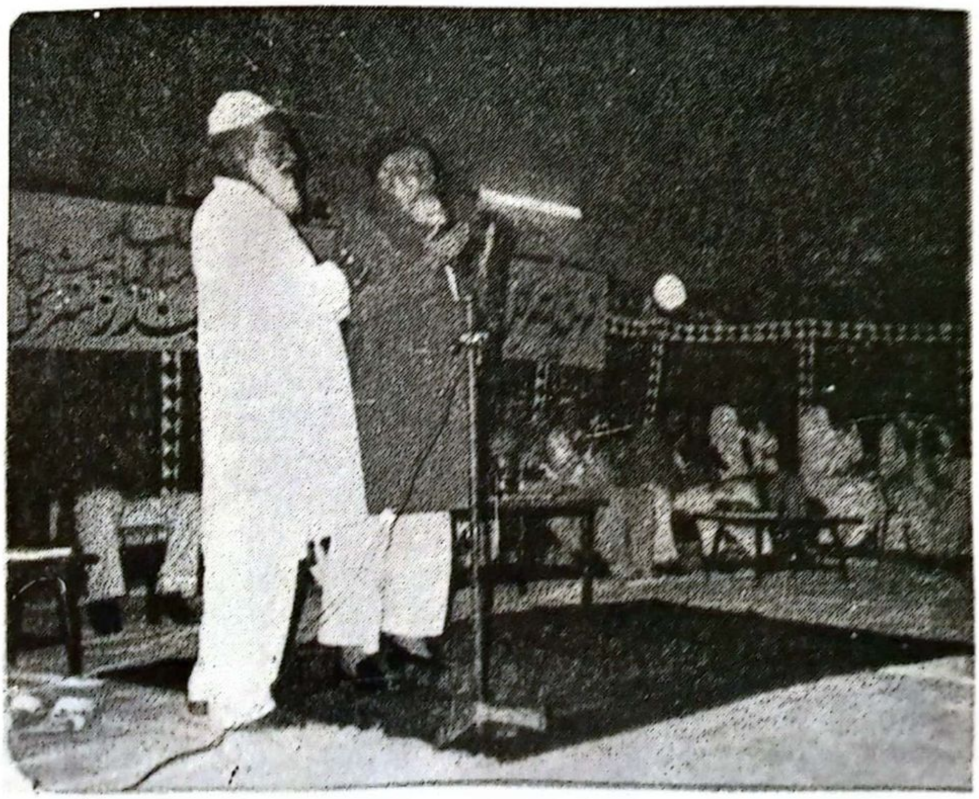

پروگرام کے اختتام پر چوہدری محمد ایوب صاحب اور جناب محمد اعجاز صاحب دعائے خیر کرتے ہوئے ۔

CamScanner

مہمان خصوصی استقبالیہ کمیٹی کے ساتھ لذتِ کام و دہن سے لطف اندوز ہوتے ہوئے۔

حاضرینِ محفل مہمان خصوصی کو الوداع کہہ رہے ہیں۔

CamScanner

حاضرین محفل

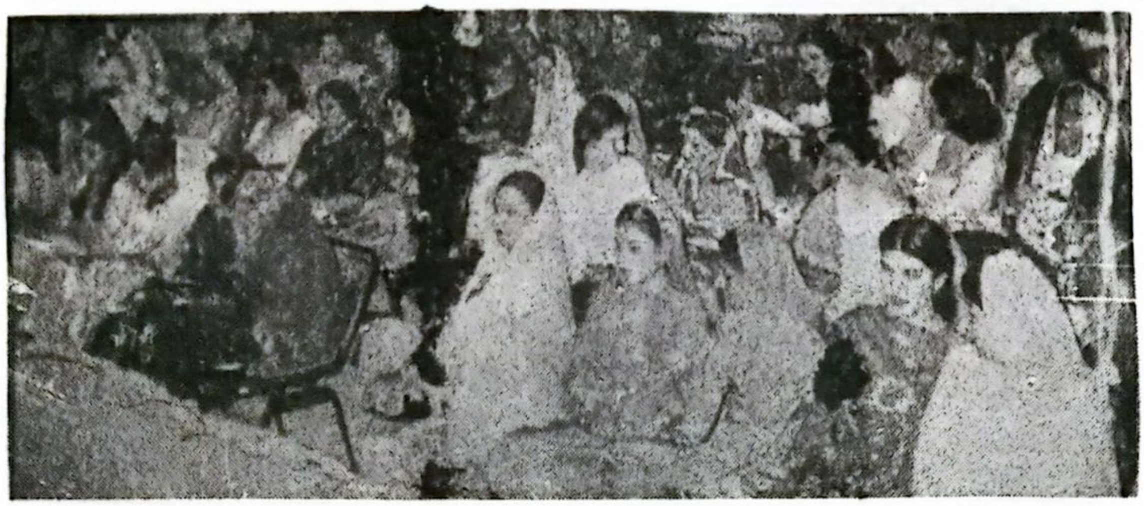

حاضرین محفل کے مختلف انداز۔

CamScanner

عزیز بقائی

کراچی شہر، آبادی اور آباد کاری

ہمارے ملک پاکستان کو بنے ہوئے ۴۷ اور
۳۹ سال کا عرصہ ہونے کو آرہا ہے اور اس کی آبادی
روز بروز اور سال بسال سے بڑھتی چلی جارہی
ہے۔ ہمارے ملک پاکستان میں اس وقت تقریباً ہر
قسم اور ہر زبان کے لوگ آباد ہیں یہاں تقریباً ۵
زبانیں صوبائی سطح پر بولی جاتی ہیں اور اس کے
علاوہ علاقائی سطح پر نہ گنے جانے والی کئی زبانیں
بولی جاتی ہیں۔

پاکستان کے چار صوبے ہیں۔ صوبہ سندھ
صوبہ پنجاب، صوبہ بلوچستان اور صوبہ سرحد

صوبہ پنجاب کی آبادی سب سے زیادہ بتلائی
جاتی ہے۔ کیونکہ اس میں دیہی علاقہ زیادہ ہے۔ اس
کے بعد صوبہ سندھ کی آبادی کو گنا جاتا ہے اور تیسرے
تمبر پر صوبہ سرحد اور اس کے بعد صوبہ بلوچستان
ہے۔

ترقی یافتہ علاقوں اور صوبوں کے لحاظ
سے صوبہ سندھ سب سے زیادہ ترقی یافتہ صوبہ
ہے خصوصاً اس کے شہر کراچی میں اعلیٰ تعلیم کی بہت
چہل پہل ہے۔ کراچی شہر میں تمام صوبوں کے لوگ
آباد ہیں۔ یہاں آپ کو پٹھانوں کی کافی اکثریت مل جائے
گی۔ اس شہر میں آپ کو پنجابیوں کی کافی بھرمار مل جائے
گی ان لوگوں نے اپنے آپ کو اس شہر میں منوا بھی لیا ہے۔
آپ کو اس شہر میں بلوچیوں کی بھی اکثریت مل جائے
گی اور آپ کو یہاں پر سندھیوں کی خصوصاً سندھی
ڈاکوؤں کی بہت اکثریت مل جائے گی صوبہ سندھ
صرف ڈاکوؤں کی وجہ سے بدنام ہے۔

کراچی شہر میں آپ کو دوسرے ملکوں سے آئے
ہوئے لوگوں کی بھی کافی تعداد بھی بہت مل جاتے گی مثلاً
یہاں بہاریوں کو آپ کافی تعداد میں محسوس کریں گے
بنگالیوں کو اب آپ کراچی کے ہر علاقے میں مصروف
دیکھیں گے خصوصاً گنے کی ہر مشین پر آپ کو یہاں
بنگالی مل جائے گا۔ اس کے علاوہ ایرانی یہاں آپ
کو مل جائے گے افغانی کافی اکثریت میں آپ کو مل جائیں
گے۔

الغرض کراچی تمام صوبوں میں سب سے
اعلیٰ صوبہ ہے۔

یہاں سیاست دان میں آکر لوگوں اور یہاں
کو عوام میں آگ لگا کر ایک دوسرے کو لڑوا دیتے
جس سے ایک دوسری قوم میں کشیدگی پھیل جاتی
ہے اور خون ریزی شروع ہو جاتی ہے۔

کراچی میں تعلیمی اداروں کو بھی سیاست دانوں کی نظر نے بری طرح متاثر کیا ہے یہاں کی یونیورسٹیاں اور دوسرے کالجوں میں اکثر طالبعلموں کی آپس کی لڑائی (سیاست دانوں کی وجہ سے) کی وجہ سے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

کراچی صوبہ میں اتنی تیزی سے آبادی بڑھتی جارہی ہے کہ اگر حکومت نے کسی اس پر قابو نہ کیا تو یہ تمام صوبوں کو بھی اپنی پلیٹ میں لے لے گا خدا ہمیں اپنے ملک کے اس صوبے کو لڑائیوں کا مرکز بننے سے بچائے

اس کے مقابلے میں ملک کے تمام صوبوں میں امن والامان برقرار رہتا ہے۔ آپ صوبہ پنجاب کو لے لیں اور صوبہ سرحد کو یا صوبہ بلوچستان کو ان تمام صوبوں میں سیاست دانوں کو آگ لگانے کی کوئی راہ نہیں ملتی اس وجہ سے سب کراچی کا رخ اختیار کرتے ہیں۔

ہمارے ملک کو جس مقصد کے لیئے حاصل کیا گیا تھا تمام عوام اور سیاست دان اس مقصد کو بھول گئے ہیں اور سب لوگ اپنی اپنی دیگ میں الگ الگ جماتیں اور کھانے پکارہے ہیں۔

ہمارے اس پیارے ملک پاکستان کو جس قربانیوں اور جدوجہد سے حاصل کیا گیا تھا اب اس اتنی ہی بے دردی سے سیاست دان اور عزیز کو مسلمانوں سے چھیننا چاہتی ہیں خدا ہمیں اس ملک عزت اور تحفظ کا صحیح رکھوالا بنا دے۔ مجھے یہی یہ فکر پاکستان کے ہر بچے بچے کے ذہن خدا تعالی دے

ہمارے اس پیارے سے ملک کو خدا سب کی بری نظر سے محفوظ رکھے ! آمین

ہیں۔ آج اتنی بڑی تعداد میں ان کی شرکت اس بات کی دلیل ہے۔

ہمارا آئندہ پروگرام الیکشن یوم پاکستان ۱۴ اگست ۱۹۸۶ء کو منعقد ہونا تھا لیکن بعض مجبوریوں کی بنا پر عید کے فوری بعد منعقد ہوگا۔ الیکشن آفیسر کا تقرر عمل میں آچکا ہے۔ ہماری مجلس منتظمہ برائے سال ۸۶-۱۹۸۵ء سبکدوش ہو جائے گی اور انشاء اللہ نئی مجلس منتظمہ منتخب ہو کر اپنی ذمہ داریاں سنبھالے گی۔

ہم نے پورے سال جو پروگرام منعقد کئے ان کو کامیاب بناتے ہیں ہم کس حد تک کامیاب ہوئے اس کا فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔

آخر میں ہم تمام اراکین فرینڈز سرکل، برادری کے سرکردہ حضرات کے شکر گزار ہیں۔ جنہوں نے ہماری رہنمائی فرمائی اور تعاون کر کے ہمارے پروگراموں کو کامیاب بنایا۔

کراچی میں تعلیمی اداروں کو بھی سیاست دانوں کی نظر نے بری طرح متاثر کیا ہے یہاں کی دو یونیورسٹیاں اور دوسرے کالجوں میں اکثر طالبعلموں کی آپس کی لڑائی (سیاست دانوں کی وجہ سے) کی وجہ سے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

کراچی صوبہ میں اتنی تیزی سے آبادی بڑھتی جاری ہے کہ اگر حکومت نے کسی اس پر قابو نہ کیا تو یہ تمام صوبوں کو بھی اپنی پیٹ میں لے لے گا خدا ہمیں اپنے ملک کے اس صوبے کو لڑائیوں کا مرکز بننے سے بچائے

اس کے مقابلے میں ملک کے تمام صوبوں میں امن وامان برقرار رہتا ہے۔ آپ صوبہ پنجاب کو لے لیں اور صوبہ سرحد کو یا صوبہ بلوچستان کو ان تمام صوبوں میں سیاست دانوں کو آگ لگانے کی کوئی راہ نہیں ملتی اس وجہ سے سب کراچی کا رخ اختیار کرتے ہیں۔

ہمارے ملک کو جس مقصد کے لیئے حاصل کیا گیا تھا تمام عوام اور سیاست دان اس مقصد کو بھول گئے ہیں اور سب لوگ اپنی اپنی دیگ میں الگ الگ جاتیں اور کھانے پکا رہے ہیں۔

ہمارے اس پیارے ملک پاکستان کو جس قربانیوں اور جدوجہد سے حاصل کیا گیا تھا اب اس اتنی ہی بے دردی سے سیاست دان اور عزیز کو مسلمانوں سے چھیننا چاہتی ہیں خدا ہمیں اس ملک عزت اور تحفظ کا صحیح رکھوالا بنا دے۔ مجھے یہا

یہ فکر پاکستان کے ہر بچے بچے کے ذہن خدا تعالیٰ دے

ہمارے اس پیارے سے ملک کو خدا سب کی بری نظر سے محفوظ رکھے! آمین

ہیں۔ آج اتنی بڑی تعداد میں ان کی شرکت اس بات کی دلیل ہے۔

ہمارا آئندہ پروگرام الیکشن یوم پاکستان ۱۴ر اگست ۱۹۸۶ء کو منعقد ہونا تھا لیکن بعض مجبوریوں کی بنا پر عید کے فوری بعد منعقد ہوگا۔ الیکشن آفیسر کا تقرر عمل میں آچکا ہے۔ ہماری مجلس منتظمہ برائے سال ۱۹۸۵-۸۶ء سبکدوش ہو جائے گی اور انشاء اللہ نئی مجلس منتظمہ منتخب ہو کر اپنی ذمہ داریاں سنبھالے گی۔

ہم نے پورے سال جو پروگرام منعقد کئے ان کو کامیاب بناتے ہیں ہم کس حد تک کامیاب ہوئے اس کا فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔

آخر میں ہم تمام اراکین فرینڈز سرکل، برادری کے سرکردہ حضرات کے شکرگزار ہیں۔ جنہوں نے ہماری رہنمائی فرمائی اور تعاون کر کے ہمارے پروگراموں کو کامیاب بنایا۔

فرحت ضیاء
گلشن اقبال۔ کراچی

رس گلے

"رس گلے" یقیناً آپ حیران ہوں گے کیوں کہ "ہری مرچیں" کے حوالے سے تو آپ اکثر پڑھتے رہتے ہیں مگر آج کل کے دور میں مرچ کا زمانہ نہ رہا لوگ کتنی ہی مرچ ہو ہضم کر جاتے ہیں البتہ زیادہ مٹھاس پسند نہیں کرتے آپ شاید یہ سمجھیں کہ چالیس برس کے بعد تو مٹھاس کم کر دی جاتی ہے نہیں میں آج کے نوجوان لوگوں کی بات کر رہی ہوں جن سے پوچھو کہ چائے میں چینی کتنی تو وہ بڑی احتیاط سے کہتے ہیں۔ بس آدھا چمچہ۔ اچھا چھوڑیں آپ مجھے پھیکی ہی دے دیں میٹھا اچھا نہیں لگتا اسی حوالے سے میں نے اپنی تحریر کا نام رس گلے رکھا ہے۔

مجھے پیار آتا ہے جب

۱۔ جب کوئی بڑی بے تکلفی سے میرے وہ ماہانہ رسالے لے جاتا ہے جیسے کل ہی اخبار والے نے ہمارے گھر ڈالا ہوتا ہے۔

۲۔ جب کوئی طبیعت ٹھیک ہونے کے بعد عیادت کو تشریف لاتا ہے اور بڑے انداز سے شکوہ کرتا ہے کہ مجھے آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ (مریض خود بتاتے جاتے)

۳۔ بہت دیر باتیں کرنے کے بعد چلتے وقت میزبان بڑے پیار سے پوچھے ارے آپ بیٹھیں میں آپ کے لئے چائے بنا کر لاتی ہوں۔

۴۔ ماہ جون میں رات ۹ بجے کھانے کے وقت صرف گرما گرم چائے سے مہمان نوازی کی جائے۔

۵۔ دعوت میں آنے کے بعد اپنی مکمل فیملی میں سے ایک بندے کو گھر پر چھوڑ آئے اور رازداری سے فرمائش کی جائے کہ کھانے سے پہلے اس کا حصہ گھر بھیج دیں۔ (۷ تافتان۔ ایک ڈش سالن ایک ڈش گاجر کا حلوہ)

۶۔ سالگرہ کی تقریب کے اختتام میں ایک ۱۵ آدمیوں کی فیملی کی طرف سے لفافہ وصول ہو۔ گیارہ نوٹ (ایک روپیہ)

۷۔ کالج اسمبلی سے نکلتے وقت اپنے مضبوط جوتوں سے پیر کچل کر شان بے نیازی سے کہا جائے (سوری)

۸۔ دعوت میں کھانے کے وقت ڈش کا چمچہ جس صاحبہ کے ہاتھ میں پہلے آجاتے وہ ڈھونڈھ کر تمام مرغی کی رانیں اپنی پلیٹ میں احتیاط سے نکال لے بقیہ کسر زردے کی قاب سے تمام میوہ جات چن کر اپنے دماغ کو مزید تیز کرنے کے لئے نکال لے۔

۹۔ پیسے ادھار لے کر بھول جائیں جب کبھی

باقی صفحے پر

ہیرانند مل

طنزیہ تحریر

رنج لیڈر کو بہت ہے مگر آرام کے ساتھ

اگر آپ بے روزگاری، حالات کی ستم ظریفی اور بھوک و افلاس کے ہاتھوں اتنے پریشان ہیں کہ زندہ رہنا نہیں چاہتے تو فکر نہ کیجیے۔ یقیناً فائدہ اٹھائیں گے۔ آپ ایسا کیجیے کہ لیڈر بن جائیے لیکن اس کے لیے بڑی محنت اور لگن کی ضرورت ہے۔

اس کام کے لیے شروع میں آپ کو ہزار یا پانچ سو روپیوں کی ضرورت پڑے گی۔ اگر آپ کے پاس نہیں ہیں تو کوئی حرج نہیں آپ اپنے دوستوں پر محبت کی قینچی (ادھار) چلائیے۔ دوستوں سے پیچھا بھی چھوٹے گا اور پیسے بھی ہاتھ لگیں گے۔ اب کسی بازار میں ان پیسوں سے ایک پرچون کی چھوٹی سی دوکان کھول لیجیے۔ آج کل سیاست کا زمانہ ہے اس لیے بازار میں کبھی دوکانداروں کی انجمن وغیرہ تو ہوگی اور پھر ان کے ممبروں میں آپس میں اختلافات بھی ہوں گے کیونکہ

تنظیم، میل ملاپ اب صرف دیمک اور چیونٹی وغیرہ میں پایا جاتا ہے انسان تو اشرف المخلوقات ہے وہ بھلا ان حشرات الارض کی پیروی کر سکتا ہے۔ آپ چرب زبانی سے کام لے کر انہیں اپنے ساتھ ملا لیں اور اسی انجمن کا باغی گروپ بنا لیں اور انجمن کے نام کے آگے۔ بریکٹ میں کسی ایک لفظ کا اضافہ کر لیں مثلاً

انجمن سودا فروشان (ڈنڈی مار گروپ)

لیجیے آپ کی لیڈری کا آغاز ہو گیا۔ اب دوسرا مرحلہ جیل جانے کا ہے جیل ایک لیڈر کے لیے تربیت گاہ ہوتی ہے جو نکالتا ہے کندن بن کر نکلتا ہے۔

جیل جانے کے لیے ضروری ہے کہ آپ ڈنڈا مار گروپ اور ڈنڈی مار گروپ میں فساد کرائیں۔ پھر آپ کے جیل جانے کے بعد وقتاً فوقتاً آپ کے کارکن پیسے لے کر یہ بیان دیتے ہیں کہ ".... کو رہا کرو" اور یوں آپ مقبول ہوتے رہیں گے آپ اپنے گھر والوں سے کہہ کر دس پندرہ روپیوں کے عوض گلیوں میں اپنے رہا کرنے کے بارے میں نعرہ چھپوا سکتے ہیں۔ یہ سونے پر سہاگہ ہوگا۔

اگر آپ کو جیل میں "سی کلاس" ملے تو آپ کو دنیا میں جنت مل گئی۔ کیونکہ کامیابی کا رستہ صرف "سی کلاس" سے گزرتا ہے۔ اب آپ قومی خدمت کے "میدانِ عمل" میں شاگرد ہیں اور آپ کو تعلیم و تربیت کی ضرورت ہے مثلاً قوم کا گلا کاٹنے کے لیے قاتلوں کے تجربات کی اور قوم کو لوٹنے کے لیے لٹیروں اور ڈاکوؤں کے تجربات کی ضرورت پڑے گی۔ ان علوم کی تربیت کے لیے اساتذہ کا حصول جیل سے باہر تقریباً ناممکن ہے اگر وہ مل بھی

جائیں تو وہ سرکاری نوکری پر ہوں گے۔

جیل میں ایک شریف طالب علم کی طرح اپنے اساتذہ سے بہت کچھ سیکھنے کے بعد جب آپ جیل سے باہر آئیں گے تو سمجھ لیجیئے کہ آپ قومی لیڈر ہو گئے۔۔۔ جیل سے باہر آتے ہی فوراً دھواں دھار تقریریں کر کے عوام کو حب الوطن کے جذبے سے واقف کرائیں تاکہ موقع پڑنے پر اس جذبے کو ابھار کر کام میں لایا جا سکے۔

اب آپ اپنی نئی سیاسی جماعت بنالیں اور چونکہ آپ قوم کی نظر میں آ گئے اس لئے زر کا حصول کچھ مشکل نہ رہے گا۔ آخر اہل زر کوئی اچھوت تو نہیں۔ وہ بھی مسلمان آپ بھی مسلمان، تو پھر آپ اور وہ بھائی بھائی ہوئے۔ اور پھر بھائی بھائی کی مدد کرے تو کونسا گناہ ہے۔

مسلمان اور اسلام کا ذکر آیا تو یہ بھی جان لیں کہ اسلام اس ملک میں بہت پسند کیا جاتا ہے قوم کی بات سے پورا فائدہ اٹھاتیے، اور چاہے آپ کی راتیں پیرس کی راتوں کی طرح رنگین اور دن ہانگ کانگ کے دنوں کی طرح گرم ہی کیوں نہ ہوں، آپ اپنی تقریروں میں اسلام کا ذکر کرتے رہیئے۔ مگر بات ہمیشہ گول مول مگر لچھے دار انداز میں کریں جو دل میں تو اترے مگر غور کرنے پر مطلب نہ نکلے۔

پھر لوگوں میں مقبولیت بڑھانے کے لئے حکومت کی ہر بات کی مخالفت کیجئے خصوصاً گورنمنٹ عوام کی بھلائی کے لئے جو کام کرے تو اس کی راہ میں روڑے نہیں پہاڑ کھڑے کریں کیونکہ عوام کے سارے مسائل اگر حکومت حل کر دے گی تو آپ عوام سے کس بات کا وعدہ کریں گے آخر آپ کے دل میں بھی تو قوم کا غم ہے۔

اچھا قومی لیڈر بننے کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے۔ آپ انتخابات کا وقت آنے تک ان مشوروں پر پورے خلوص سے عمل کرتے رہیں اور جب انتخابات ہوں تو فوراً بے ایمانی، دھونس اور پیسے کے ذریعے "ضمیر کی خریداری" کے تمام سابقہ تجربات جو آپ نے جیل اور پرچون کی دوکان سے حاصل کئے تھے استعمال میں لائیے۔

منتخب ہونے کے بعد سب سے پہلا کام جو کرنے کا ہے وہ یہ کہ عوام سے آپ نے جو وعدے کئے ہیں۔ انہیں بالکل بھول جائیے کیونکہ:

ع وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو گیا۔

رس گلے۔

انہیں یاد دلانے کے لئے بار بار دیکھو تو سمجھتے ہیں اور پھر اگر آئندہ ہمت کر کے مانگو تو کہتے ہیں کہ پہلے تو میرے پاس موجود تھے تم نے مانگے نہیں اب اس وقت تو۔۔۔۔

۱۰۔ فون کرنے اور قرض لینے کے لئے فور تھ فلور پر آجائیں مگر دعوت کا بلاوا دینے یا رقم کی واپسی کے وقت قباحت ہوتی ہے کہ آپ کے پیسے تو رکھے ہوئے ہیں مگر آپ کا گھر بہت اوپر ہے ہمت نہیں پڑتی۔

شجاع الدین
صدر فرینڈز سرکل (کراچی)

فرینڈز سرکل (دہلی)

دہلی میں قیام کے دوران عہدیداران سے ایک ملاقات

ہم ۱۲ فروری کو دہلی پہنچے تو دو تین دن بعد جمعہ کی نماز کے بعد سے بلی ماران سے جامع مسجد کے علاقے میں کرفیو لگ گیا تقریباً تمام رشتہ دار انہی علاقوں میں رہتے ہیں میں چونکہ دہلی کتابوں کی نمائش میں شرکت کرنے گیا تھا اور نمائش پارگتی میدان میں لگی ہوئی تھی وہاں کرفیو نہیں تھا میرا قیام کوچہ رحمان میں تھا یہاں بھی کرفیو نہیں تھا اس لئے چاندنی چوک کے راستے پارگتی میدان میں جانا آسان تھا اسی دوران فرینڈز سرکل دہلی کی طرف سے فرید آباد پکنک منانے کے لئے ایک دعوت نامہ موصول ہوا میں پہلے ہی طے کر گیا تھا دہلی قیام کے دوران فرینڈز سرکل کے عہدیداران سے ضرور ملاقات کروں گا۔ اسی لئے تقریباً ۵۰ سوینئر بھی ساتھ لے گیا تھا میں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور اپنے پروگرام میں اسے شامل کر لیا۔ کرفیو کی طوالت کی وجہ سے پکنک کا پروگرام ملتوی کر دیا گیا کیونکہ دن میں تقریباً آٹھ گھنٹے کرفیو اور صرف دو تین گھنٹے کا وقفہ ملتا تھا۔ اس لئے پکنک کے انتظامات کرنا بہت مشکل تھا۔

پکنک ملتوی ہو جانے کی وجہ سے ایک موقع جو دہلی میں فرینڈز سرکل کے اراکین سے ملنے کا ملا تھا وہ ختم ہو گیا عہدیداران فرینڈز سرکل دہلی نے پکنک ملتوی ہونے کے باوجود مجھے خصوصی دعوت دی اور اس طرح میرے خالہ زاد بھائی مظہر الدین نے اس ملاقات کا اہتمام کیا۔ اسی دن ہمارا بھائی سلطان اور ان کے گھر والوں کے ساتھ پکنک کا پروگرام بنا ہوا تھا لہٰذا ۶ بجے شام ملاقات کا وقت طے ہوا ان حضرات نے پر تکلف دعوت کا اہتمام کیا ہوا تھا تمام عہدیدار موجود تھے۔ خوش شکل خوش وضع خوش لباس ہنستے مسکراتے چہرے۔ میں ان کے انداز سے بہت ہی متاثر ہوا ساتھ ہی دستر خوان بچھا ہوا تھا جس میں مختلف انواع اقسام کی چیزیں سلیقہ سے لگی ہوئی تھیں نہ صرف یہ کہ کراکری بلکہ ان میں سے کسی میں دہی بڑے، کسی میں پیسٹری کسی میں نمکین اور کسی میں کچھ اور میٹھی چیزیں، غرض دوسرا تاثر یہ کہ سنبھلنے کا موقع ہی نہیں مل رہا تھا ایسے پے در پے حملے تھے کہ ایسا معلوم ہوا کہ فرینڈز سرکل کراچی اور دہلی کے درمیان کوئی خوبصورت مقابلہ بیت بازی ہو رہا ہے اور دہلی والے شعر پر شعر کہہ رہے ہیں اور کراچی والوں کے پاس جواب نہیں

وہ تو یوں کہیئے کہ کچھ تجربہ بڑی چیز ہے اور اسی نے کچھ سنبھالا دیا اور قوت گویائی پیدا کی کہ دل و دماغ زبان یکجا ہوئے آپ لوگ یہاں فرینڈز سرکل کے زیر اہتمام کیا کیا پروگرام کر رہے ہیں گویا ہمارا پہلا سوال تھا ہمیں کچھ توانائی سی محسوس ہوئی غرض اس طرح باتوں کا سلسلہ شروع ہوا ادھر سے سوالات کی بوچھار تھی ادھر سے جوابات کا سلسلہ جاری تھا۔

فرینڈز سرکل دہلی کو قائم ہوئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے غالباً فرینڈز سرکل کراچی کے پروگرام سے متاثر ہو کر ان لوگوں نے اپنے پروگرام ترتیب دیئے ہیں اور عہدیداران اتنے متحرک ہیں کہ کچھ نہیں بلکہ سب کچھ کرنے کا عزم رکھے ہوئے ہیں بہت ہی مختصر عرصہ میں اور محدود وسائل کے باوجود اب تک جو پروگرام ترتیب دیئے ہیں وہ قابل ستائش ہیں۔ فرینڈز سرکل دہلی باقاعدہ ایک منظم ادارہ ہے جس کے تحت مختلف پروگرام ہوتے ہیں خصوصی طور پر عید پر بزم ادب منعقد ہوتی ہے جس میں سال بھر میں مختلف مقابلوں میں شرکاء اور طلبا کو انعامات دیئے جاتے ہیں۔

وہاں کچھ بھی پروگرام ہوں اس میں نہ صرف ممبران فرینڈز سرکل بلکہ برادری کے تمام افراد کو مدعو کیا جاتا ہے عہدیداران فرینڈز سرکل ان پروگرام کو ترتیب دینے کے لیے جان توڑ کر محنت کرتے ہیں اور اتنی محنت کرتے ہیں کہ اگر ہم عہدیداران فرینڈز سرکل کراچی اتنی محنت کریں تو ہمارے وسائل کی وجہ سے ہمارے پروگرام بہت بہتر ہو جائیں اسی وجہ سے دل میں ملاقات کے دوران یہ خیال بھی آیا کاش یہ لوگ کراچی میں ہوتے۔

فرینڈز سرکل دہلی کے زیر اہتمام اس سال منتظمین نے ایک مجلہ "آئینہ" کے نام سے شائع کیا ہے سرورق یعنی ٹائیٹل ہمارے مجلّہ "ہم خیال" سے ملتا جلتا ہے لیکن مجلہ کی کتابت بہت عمدہ ہے۔ مضامین، غزلیں، افسانوں وغیرہ کا انتخاب بہت عمدہ ہے اشتہارات بھی خوب ہیں غرض اس مجلہ کی پہلی اشاعت ہے اس لئے اس سے بہتر ہونا ممکن نہیں ہے مجلس ادارت کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔

میں اس سلسلے میں منتظمین فرینڈز سرکل اور مجلس ادارت کو مبارکباد دیتا ہوں۔ پاکستان واپس آتے ہوئے عہدیداران فرینڈز سرکل سے میں نے وعدہ کیا کہ اس دفعہ ۱۹۸۶ء کے مجلّہ ہم خیال میں فرینڈز سرکل دہلی کے متعلق تفصیلی معلومات اور رپورٹس ضرور شائع کریں گے اس وعدہ کی پابندی کرتے ہوئے مجلس منتظمہ کے متفقہ فیصلے کے تحت ہم یہ رپورٹس شائع کر رہے ہیں۔ ساتھ ہی دعاگو ہیں اللہ تعالیٰ فرینڈز سرکل کے عہدیداران کو ہمت و طاقت عطا فرمائے وہ اس کی خدمت کر سکیں۔

CamScanner

مجلسِ ادارت و مجلسِ منتظمہ فرینڈز سرکل (دہلی)

شاہد احمد
مدیر و صدر

ارباب الدین
معاون مدیر و نائب صدر

محمد احمد
معاون مدیر و سکریٹری

محمد عارفین
خازن و معاون مدیر

انور پرویز
نائب خازن

شاہد پرویز
جوائنٹ سکریٹری

محمد شکیل
معاون مدیر و اسپورٹس
کلچرل سکریٹری

رپورٹ

۸۵-۱۹۸۴ء

محمد احمد

سکریٹری فرینڈز سرکل

ہماری مینجنگ کمیٹی گذشتہ دو سال کے اپنے کاموں سے پوری طرح مطمئن نہیں ہے پھر بھی آپ لوگوں نے جو ہمت افزائی اور خلوص و محبت دیا ہم اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ساتھ ہی اب تک جو پروگرام کیئے ان کی رپورٹ مندرجہ ذیل ہے۔

فرینڈز سرکل کا قیام

رمضان المبارک کے مقدس ماہ ۱۹۸۳ء میں قوم کے نوجوانوں نے اپنی ایک تنظیم بنائی جس کا نام فرینڈز سرکل رکھا گیا اور ممبر سازی شروع کی گئی ممبر سازی کے اس ابتدائی دور میں کل ۱۰۳ ممبر بن پائے جو بعد میں بڑھ کر ۲۴۴ تک پہنچ گئے۔

بزم ادب کا انعقاد:- فرینڈز سرکل کے سامنے سب سے پہلا اہم کام بزم ادب کا انعقاد تھا جس کا سلسلہ پچھلے چند سالوں سے کچھ حالات ناگزیر کے تحت ٹوٹا ہوا تھا۔ موسم گرما کی تپش اور روزوں کی پروا نہ کرتے ہوئے فرینڈز سرکل کے ممبران نے آپ لوگوں سے رابطہ قائم کیا تاکہ آپ کے مفید مشورے اور مالی تعاون حاصل ہو سکے اس سال عیدالفطر کا یہ تہوار نگم رنگ شالہ چاندنی چوک میں "بزم ادب" کے جلسہ کو منعقد کر کے منایا گیا۔ جس کا مقصد ایک طرف ٹوٹی ہوئی برادری کو ایک لڑی میں پرونا تھا تو دوسری طرف بچوں کی حوصلہ افزائی کرنا تھا۔ اس بزم ادب کی یہ خاص بات تھی کہ تاریخ میں پہلی بار بزم ادب کسی ہال میں منعقد کی گئی تھی جہاں ٹی وی اور آل انڈیا ریڈیو کے آرٹسٹوں نے اپنے فن کا جادو جگا دیا جس سے پروگرام مسکراہٹوں اور قہقہوں میں ڈوب گیا۔ فرینڈز سرکل کی اس کارکردگی کو تحسین کی نظروں سے دیکھا گیا جس سے ہمارے حوصلے بلند سے بلند تر ہوتے۔ جس کے لیئے فرینڈز سرکل اپنے تمام کرم فرماؤں کا شکر گزار ہے۔

کیونکہ یہ ہمارا پہلا تجربہ تھا اس لیے کچھ خامیوں کا ہونا فطری امر تھا۔ مثلاً خواتین کے لیے جگہ کی قلت اور ہال میں معقول پنکھوں کا انتظام نہ ہونا۔ ان تمام پریشانیوں کا ہمیں شدت سے احساس ہوا اور ان پریشانیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ۱۹۸۴ء کی بزم ادب ایوان غالب میں منعقد کی گئی جس میں پہلے سے زیادہ دلچسپ پروگرام رکھے گئے۔

الیکشن:- بزم ادب کے فوراً بعد بتاریخ ۲۱ اگست ۱۹۸۳ء کو انتخاب ہوئے اور ممبران فرینڈز سرکل نے مندرجہ ذیل پانچ ممبران کو منتخب کیا۔

۱- جناب شاہد احمد (صدر)

۲- جناب ارباب الدین (نائب صدر)

۳- محمد احمد (سکریٹری)

۴- جناب محمد شکیل (جوائنٹ سکریٹری)

۵- جناب شاہد پرویز (خزانچی)

بعد میں جناب محمد عارفین کو اسپورٹس اینڈ کلچرل سکریٹری اور جناب محمد نقی صاحب کو لٹریری سکریٹری نامزد کیا گیا۔

ہمارا دوسرا انتخاب مورخہ ۱۵ر جولائی ۱۹۸۴ء کو ہوا جس میں

جوائنٹ سکریٹری جناب شاہد پرویز ۔ خزانچی جناب محمد عارفین ، جوائنٹ خزانچی جناب انور پرویز اور اسپورٹس اینڈ کلچرل سکریٹری جناب محمد شکیل کو چنا گیا باقی کے افراد ایسے کے ایسے ہی دوبارہ چن لیئے گئے۔

برادری کی مردم شماری

:- برادری کے لوگوں کی مکمل جانکاری حاصل کرنے کے لیئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ مردم شماری کی جائے جس سے برادری کے افراد کی صحیح تعداد، مختلف عمر کے بچوں اور بچیوں کی معلومات کے علاوہ تعلیمی، معاشی اور کاروباری جانکاری بھی فراہم کی جاسکے۔ ایک منصوبہ بندی کے تحت ممبران نے اپنا قیمتی وقت دے کر اس اہم کام کو پورا کرنے میں ہماری مدد دی جس کا ہم ان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اس کے بعد مردانہ ناموں کو الگ کر کے ان کو ایک لسٹ کی شکل دی گئی تاکہ شادی بیاہ کے موقعوں پر میزبان آسانی سے لوگوں کو مدعو کر سکیں اور ساتھ ہی ساتھ ان کو افراد کی تعداد کا بھی صحیح اندازہ ہو سکے۔

ان لسٹوں میں نام اور پتوں کے علاوہ ٹیلیفون نمبر بھی شامل کر دیئے گئے تاکہ برادری کے حضرات کو ایک دوسرے سے رابطہ قائم کرنے میں آسانی رہے۔ ان فہرستوں کی تیاری میں ۹۸/- فی لسٹ خرچ آیا جس کو فرینڈز سرکل نے پانچ روپیہ فی کاپی بیچنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس میں کسی کا نام لکھنے سے رہ گیا ہو یا پھر ٹیلیفون نمبر غلط لکھ دیا گیا ہو ایسی غلطی کی تلافی کے لیے لسٹ کے پیچھے ایک کوپن لگا ہوا ہے اگر سہواً کوئی غلطی ہو گئی ہو تو براہ کرم یہ کوپن بھر کر بھیجیں اور اپنا قومی فریضہ ادا کریں۔

دستور میٹنگ میں پیش

فرینڈز سرکل کو رجسٹرڈ کرانے کی غرض سے دستور بنایا گیا جس کو مورخہ ۴ دسمبر ۱۹۸۳ء کی جنرل باڈی میٹنگ میں پیش کیا گیا۔ اس کی کچھ دفعات پر بحث بھی کی گئی۔ لیکن وقت کی کمی کے باعث اس میٹنگ کو ملتوی کر دیا گیا۔ بعد میں میٹنگ کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا کہ فرینڈز سرکل کے منشور کو میگزین میں نکالا جاتے اور برادری کے تمام لوگوں سے اس پر رائے مانگی جاتے چنانچہ ہم اس سوونیئر میں اپنا دستور پیش کر رہے ہیں لہذا آپ سے گذارش ہے کہ اس پر اپنی رائے سے ہم کو نوازیں۔

حاجی محمد فاروق صاحب کو خراجِ عقیدت

فرینڈز سرکل نے اپنا ایک سرپرست مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۸۴ء کو جناب حاجی فاروق صاحب کی صورت میں ہمیشہ کے لیے کھو دیا مرحوم کے پاس کئی برے حال بیکار و بے روزگار افراد آتے اور حاجی صاحب ان کی امیدوں کو پوری کرتے اور خدا کا شکر ادا کرتے کہ وہ بندگانِ خدا کے کام آتے ہر کام نہایت ہی خلوص اور خاموشی سے ہوتا۔ مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں کا بڑا احسان ہے کہ وہ ناچیز کے پاس اپنا حق لینے آتے ہیں اور میرا بوجھ ہلکا کر دیتے ہیں۔

حاجی محمد فاروق صاحب کی ایک خوبی امانت داری اور دیانت داری تھی۔ مرحوم بہت سے تجارتی، سماجی، مذہبی اور تعلیمی اداروں کے امین تھے۔ ہر مذہب و ملت کا فرد ان کی عزت کرتا تھا اور آپ بھی دوسروں کا احترام کرتے تھے۔ آپ قومی یکجہتی کے علمبردار تھے۔ انہیں اگر معلوم ہوتا کہ کوئی پریشان ہے تو وہ پڑوسی کے ناطے اس کا دکھ بانٹتے، انھوں نے بلیماران میں ایک بزرگ کی حویلی لی اور اس میں مسافرخانہ بنوایا۔ آج یہ مسلم مسافرخانہ مسافروں کی صرف قیام گاہ ہی نہیں بلکہ دینی و تعلیمی سرگرمیوں کا مرکز بھی ہے۔ آپ سیاست سے کبھی وابستہ نہیں رہے مگر جمعیۃ العلماء کے کنونشن، اجتماعات و اجلاسوں میں وہ پیش پیش رہے اور آپ دہلی مجلس اوقاف کے نمایاں ممبر بھی رہے اور اپنا فرض نہایت خوش اسلوبی اور بلند کرداری سے آخری وقت

تک ادا کرتے رہے۔

فرینڈز سرکل کو آپ کی اچانک موت سے بڑا دکھ پہنچا ہے نیز آپ کے ایصالِ ثواب کے لیے قرآن خوانی مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۸۴ء کو بر مکان حاجی محمد اسلام صاحب منعقد کی گئی جس میں حاجی فاروق صاحب کے علاوہ برادری کے تمام خواتین و حضرات کو جو اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے ہیں ان کی مغفرت کی دعائیں کی گئیں۔

حاجی محمد فاروق صاحب کی یاد کو زندہ جاوید رکھنے کے کے لیے ۱۹۸۴ء کی بزم ادب میں فاروق میموریل ٹرافی برائے تعلیم، کھیل اور کلچرل پروگرام کی ابتداء کی گئی۔ اور یہ سلسلہ انشاء اللہ چلتا رہے گا۔ ہم کو یہ لکھتے ہوئے بڑی خوشی ہو رہی ہے کہ اس سال سے فاروق میموریل ٹرافی قرآن پاک حفظ کرنے والے حضرات کو بھی دی جائے گی۔

ہونہار بچوں کی حوصلہ افزائی

ایسے بچے جنہوں نے تعلیمی میدان میں یا کھیل کے میدان میں یا پھر کسی اور فیلڈ میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے ایسے بچوں کی فرینڈز سرکل نے وقتاً فوقتاً حوصلہ افزائی کی ہے۔ مزید ہم اپنے بچوں کی حوصلہ افزائی کرنا چاہتے ہیں چنانچہ ہم نے پچھلی مرتبہ ایک سرکولر نکالا تھا جس میں والدین سے گذارش کی گئی تھی کہ وہ اپنے بچوں کے نام جو بزم ادب میں حصہ لینا چاہتے ہیں دے دیں مگر اس سرکولر کا اثر کوئی خاص نہیں ہوا جس کی وجہ سے عین وقت پر نام بہت سے آگئے اور ہم ہر ایک کو انعام نہیں دے سکے۔ یہی کیفیت تعلیم کے میدان میں رہی۔ والدین کی غفلت کی وجہ سے ایسے بچے جنہوں نے نمایاں کامیابی حاصل کی تھی ہمارے انعامات سے محروم رہ گئے مجھے لکھتے ہوئے بیحد خوشی ہو رہی ہے کہ اس سال تعلیمی مد میں کافی بچوں کے نام آئے ہیں

اسپورٹس ڈے :- کھیلوں کو فروغ دینے کیلئے

فرینڈز سرکل نے اپنے دو سال کے اس مختصر سفر میں بڑے اہتمام سے اسپورٹس ڈے منعقد کئے ہیں جس میں ممبران نے حصہ لیا اور انعامات جیتے۔ پچھلے سال ۲۰ مئی کو اور اس سال ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء کو یہ دن منایا گیا۔ پچھلی مرتبہ ہم نے کیریم سنگل و ڈبل اور ٹیبل ٹینس کے کھیل شامل کیے تھے۔ اس مرتبہ ہماری ہر ممکن کوشش تھی کہ اس سال ان کھیلوں کے علاوہ بیڈمنٹن اور ریس کے کھیلوں کو بھی شامل کر لیا جائے مگر چند مجبوریوں کی وجہ سے ہم ایسا نہیں کر سکے۔ اور اس سال بھی ہمیں پچھلے سال والے کھیل رکھنے پڑے۔ لہٰذا ہمیں افسوس ہے کہ ہم اس مانگ کو پورا نہیں کر سکے جیسے بیڈمنٹن کے کھیل کو شامل کرنے کو کہا گیا تھا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ نئی آنے والی کیبنٹ اس طرف خاطر خواہ توجہ دے گی اور ممبران کی خواہش کا احترام رکھتے ہوئے بیڈمنٹن کو شامل کر لیا جائے گا۔

پکنک :- اس سال پہلی مرتبہ پکنک کا اہتمام کیا گیا جس کو اندر لوگوں نے بڑی دلچسپی دکھائی۔ یہ پکنک سونا اور سلطان پور لیک کے لیے رکھی گئی اس پکنک کے لیے جناب یوسف صاحب نے بس کی پیش کش کی جس کو فرینڈز سرکل نے قبول کر لیا۔ ۴۵ لوگوں پر مشتمل یہ قافلہ صبح لگ بھگ ۸ بجے جی بی روڈ، فراشخانہ سے روانہ ہوا۔ سونا پہنچے سونا پہنچ کر سارا باغ ایک اسٹیڈیم میں تبدیل ہو گیا۔ جہاں چھوٹے چھوٹے گروپوں میں کہیں تاش، کہیں بیڈمنٹن کہیں کرکٹ اور کہیں فٹ بال کے کھیل کھیلے جا رہے تھے۔ تقریباً ۲ بجے سہ پہر تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس کے بعد کھانا نوش کیا گیا۔ تقریباً ۳ بجے ہم لوگ سلطان پور لیک کے لیے روانہ ہوئے۔ وہاں اترتے ہی ہمیں بارش نے خوش آمدید کہا۔ نیز بارش نے جہاں پکنک کا مزہ خراب کر دیا وہاں ہلکی ہلکی پھوار نے پکنک میں امنگ بھر دی۔ چائے اور کئی لوازمات سے لوگوں کی خاطر تواضع کی گئی۔ اس طرح شام ۷ بجے واپسی ہوئی بعد میں ممبران کو رات کا کھانا کھلا کر رخصت کیا گیا۔ اس پکنک میں لگ بھگ ۷۰۰ روپے کا خسارہ آیا۔

قومی مجلس کی نئی کیبنٹ کو افطار پارٹی اور استقبالیہ

۱۱ مئی ۱۹۸۵ء کو قومی مجلس کے عام الیکشن ہوئے جس کے اندر قوم کا ہر بالغ فرد ووٹ دے سکتا تھا مگر بہت کم لوگوں نے اپنا ووٹ کے حق کا استعمال کیا۔ مورخہ یکم جون ۱۹۸۵ء کو فرینڈز سرکل نے قومی مجلس کی نئی کیبنٹ کے اعزاز میں ایک افطار پارٹی کا اہتمام کیا جس میں ممبران فرینڈز سرکل کو بھی مدعو کیا گیا۔ ہم شکریہ ادا کرتے ہیں جناب صدر صاحب اور سکریٹری صاحب قومی مجلس کا جنہوں نے ہماری دعوت قبول کی اور تشریف لائے۔ اور ساتھ ہی ساتھ تمام ممبران فرینڈز سرکل کا جنہوں نے نئی قومی مجلس کا شاندار طریقے سے استقبال کیا۔

سووینیر:- لوگوں کے ادبی شوق کو دیکھتے ہوئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ ایک سووینیر نکالا جائے جس میں برادری کی خواتین وحضرات کی تخلیات منظر عام پر لائی جائیں اور لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کی جائے جو تخلیات اس شمارہ میں شامل کی گئی ہیں ان میں کہیں غالبؔ کے نقوش نظر آتے ہیں تو کہیں پریم چند اور عصمت چغتائی کے افسانوں کی جھلک ملتی ہے۔ ہماری ایک خاتون تو باقاعدہ رسائل میں افسانے لکھتیں ہیں جو ہمارے لیے باعث فخر ہے۔ جو خواتین وحضرات لکھنے کا شوق رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو عملی زندگی میں کامیاب کرے اور ان کی تخلیقات اتنی پُر اثر ہوں کہ وہ معاشرے کو سدھارنے میں معاون ثابت ہوں۔

گروپ ہاوسنگ سوسائٹی کا قیام

پچھلے دنوں شری جگموہن جو کہ دہلی کے لفٹیننٹ گورنر تھے ان کی رہنمائی میں دہلی انتظامیہ کی جانب سے ایک نوٹس نکالا گیا جس کی رو سے ہاوسنگ سوسائٹی کا رجسٹریشن دوبارہ شروع کیا گیا جو کہ ایک طویل عرصے سے بند تھا۔ فرینڈز سرکل نے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے ایک ہاوسنگ سوسائٹی رجسٹرڈ کرانے کا فیصلہ کیا تاکہ ہم آپ لوگوں کو کم خرچ اور آسان طریقوں پر رہائشی مکانات کی فراہمی میں مدد دے سکیں۔

اس سلسلے میں انتھک کوششیں کی گئیں اور نتیجہ کے طور پر ہم فرینڈز سرکل کو اپریٹو گروپ ہاوسنگ سوسائٹی کو رجسٹرڈ کرانے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ بات حقیقت ہے کہ شری جگموہن نے سوسائیٹیوں میں ذاتی دلچسپی لی اور ان کی کوششوں کی وجہ سے پرانی سوسائیٹیوں کو جو ۱۹۶۹ء میں رجسٹرڈ ہوئی تھیں DDA سے تقریباً ایک کروڑ روپے کا **قرض دلوایا** تاکہ سوسائیٹیاں اپنی تعمیری کام جلد پورا کر سکیں۔

ان کی قیادت میں پوری دہلی میں لگ بھگ دو ہزار سوسائیٹیاں رجسٹرڈ ہوئی ہیں۔

مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۸۴ء کو ہم نے ایک جنرل باڈی کی میٹنگ بلائی جس کے اندر رجسٹریشن سے پہلے کے تمام اخراجات منظر عام پر لائے گئے اور اسی دن ممبران کو شیئرز سرٹیفکیٹ دیئے گئے۔ ہم نے یہ بات ممبران سے وضاحت سے کہہ دی تھی کہ ایسے ممبران جو سوسائٹی میں دلچسپی نہیں رکھتے وہ اپنے تام واپس لے سکتے ہیں۔ لہذا چار لوگوں نے اپنا استعفےٰ پیش کر دیا اور ہماری مینیجنگ کمیٹی نے ان کے استعفےٰ منظور کر کے ان کے روپے چیک کے ذریعے واپس کر دیئے۔ اس کے ساتھ ہی کچھ نئی درخواستیں آئیں جو پہلے کسی وجہ سے ممبر نہیں بن سکے تھے۔ لہذا جتنی بھی درخواستیں آئی تھیں ان سب کو ممبر بنا لیا گیا۔ اور اس طرح گروپ ہاوسنگ سوسائٹی کی ممبران کی تعداد ۱۰۸ تک پہنچ گئی۔

کیونکہ ہماری سوسائٹی کے ممبران امیر بھی ہیں اور غریب بھی اس لئے مینیجنگ کمیٹی نے یہ رعایت رکھی کہ جو ممبران ماہانہ ۲۰۰ روپے زمین کی قیمت میں اگر جمع کرانا چاہیں تو وہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ

کوہاؤسنگ سوسائٹی کے آفس میں آکر جمع کرا سکتے ہیں۔ ہم کو یہ لکھتے ہوئے بے حد مسرت ہو رہی ہے کہ ہماری اس پالیسی سے کافی لوگوں کو راحت ملی ہے اور کچھ لوگ باقاعدہ ماہانہ قسط جمع کرا رہے ہیں

ہم اپنے ممبران کو یہ خوش خبری دینا چاہتے ہیں کہ ہم نے آخری لسٹ جسکے اندر نئے ممبران بھی شامل ہیں کو اپریٹو سوسائٹی سے تسلیم کرالی ہے اور اس کی ایک کاپی DDA کو بھیج دی گئی ہے یہاں یہ بات قابل تحریر ہے کہ اب بھی ۸۰۰ سوسائیٹیاں ہیں جو اس اسٹیج تک نہیں پہنچ سکیں جہاں آج خدا کے کرم سے ہماری سوسائٹی ہے لیکن ان سب کے باوجود ہم کو ابھی ان ۱۲۰۰ سوسائیٹیوں کا مقابلہ کرنا ہے جو اس فراق میں ہیں کہ کب زمین ملنی شروع ہو اور کب ہم پیش رفت کریں۔ ہم سے اکثر ممبران یہ سوال کرتے ہیں کہ زمین کب ملے گی؟ تو اس کا جواب صرف اتنا دیا جا سکتا ہے کہ جو ہمارے بس کی بات تھی سو ہم نے کاروائی پوری کردی ہے باقی کام یا تو DDA کو کرنا ہے یا پھر ممبران کو زمین کی قیمت دے کر کرنا ہے۔ اگر ہماری سوسائٹی کا ہر ممبر یہ سوچے کہ اگر میں کوتاہی کرتا ہوں تو اس سے نا صرف میرا بلکہ ۷۰۰ لوگوں کا نقصان ہے تو ہم یقین دلاتے ہیں کہ اپنے مقصد میں بہت جلد کامیاب ہو جائیں گے۔ ساتھ ہی دہلی کو اپریٹو گروپ فیڈریشن لمیٹیڈ نے مورخہ ۵ مئی ۱۹۸۵ء کو صبح ۹ بجے سے شام ۵ بجے تک دھرنا دیا اور مندرجہ ذیل مانگوں کو پورا کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

۱۔ پینے کا پانی، بجلی اور سیوریج کا جلد سے جلد سے انتظام کرایا جائے (پرانی سوسائیٹیوں کے لیے)

۲۔ نئی رجسٹرڈ سوسائیٹیوں کے لیے جلد سے جلد زمین دی جائے۔

۳۔ گوپالہ سوامی کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق زمین کی قیمت رکھی جائے۔

۴۔ جو ایڈوانس روپیہ ڈی ڈی اے کو دیا گیا ہے اس پر سود کی فوراً واپسی کی جائے۔

۵۔ عارضی بجلی کے میٹر پر نورمل چارج گھریلو یونٹ پر ایک روپیہ فی یونٹ لیا جائے۔

۶۔ ایک ہاؤسنگ فروغ بینک کھولا جائے۔

۷۔ جو مکانات بن کر تیار ہوں ان پر۔ اس سال تک ہاؤس ٹیکس یا پراپرٹی ٹیکس نہ لگایا جائے۔

۸۔ ایک ایکڑ میں ۵۰ فلیٹ بنانے کی اجازت دی جائے۔

اس دھرنے کا اثر یہ ہوا کہ جناب پریم کمار VC ڈی ڈی اے نے ان مانگوں پر خاطر خواہ توجہ دینے کا یقین دلایا۔ اگر جناب جگموہن دہلی میں ہوتے تو شاید آج زمین بھی مل جاتی۔ سرکار ان کو جموں کشمیر بھیج دیا گیا۔ اس کے بعد سابق وزیر اعظم اندرا گاندھی کا قتل کر دیا گیا۔ پھر عام انتخابات ہوئے۔ ان سب ہنگاموں کے بعد اب ایک بار پھر حالات معمول پر آگئے ہیں۔ تو انشاء اللہ کچھ نہ کچھ نتیجہ ضرور نکلے گا۔

دہلی کو اپریٹو سوسائٹی نے جناب کے کے کھنہ چارٹرڈ اکاونٹینٹ کو ہماری سوسائٹی کے اکاونٹ آڈٹ کرنے کے لیے مقرر کیا تھا ہم نے اپنے اکاونٹ آڈٹ کرا لیتے ہیں اور جناب کھنہ صاحب کی جاری کی ہوئی آڈٹ رپورٹ اگلے صفحہ پر پیش خدمت ہے

حضرات میں آپکی توقعات اور اُمیدوں کے برابر کام نہیں کر سکا جس کا مجھے احساس بھی ہے۔ اور افسوس بھی ہے۔ اس کمی اور کوتاہی کو میری ناتوانائی اور کم مائیگی پر محمول کریں۔ اور مجھ کو شکریہ کا موقع دیں اور ——— اپنا پورا پورا تعاون بھی تاکہ میں آپکے سامنے سرخرو ہو سکوں۔

آپکا خلوص اور تعاون زندہ باد

(آمین)

آپکا نیاز مند خادمِ قوم - (محمد احمد)

شیخ غیاث الدین
جنرل سکریٹری

ایک جائزہ

قوم حکیمان دہلی راولپنڈی اسلام آباد

ستمبر ۱۹۷۹ء قوم حکیمان دہلی راولپنڈی اسلام آباد کے لوگوں کے ذہنوں سے کبھی فراموش نہیں ہوسکتا کیونکہ انہی دنوں یہاں کے نوجوانوں نے یگانگت کو فروغ دینے کے لئے فرینڈز سرکل قائم کیا۔ فرینڈز سرکل اگرچہ زیادہ عرصہ قائم نہ رہا اور سنہ ۸۳-۱۹۸۲ء میں قوم حکیمان دہلوی میں ضم ہوگیا تاہم اس نے جو روایت روز اول سے شروع کی تھیں یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی تقاریب وہ بدستور بہتر سے بہتر طور پر آج تک منعقد ہو رہی ہیں ہر سال انتخابات کا انعقاد جس طرح فرینڈز سرکل نے شروع کیا اسی طرح اب بھی منعقد ہوتے ہیں سنہ ۸۵-۱۹۸۴ء کے سیشن کے لئے انتخابات شیخ تجمل حسین صدیقی (مرحوم) کی رہائش گاہ پر ۱۲ر اکتوبر ۱۹۸۴ء کو منعقد ہوئے جس کی صدارت اس وقت کے صدر جناب تصیر بقائی نے کی۔

تمام مجلس عاملہ نے متفقہ طور پر درج ذیل مجلس انتظامیہ کا چناؤ کیا جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ملک رؤف احمد	صدر
شیخ محمد وسیم	نائب صدر
سہیل محمود شیخ	جنرل سکریٹری
محمد طارق جیلانی	جوائنٹ سکریٹری
تنویر اختر	فنانس سکریٹری

مجلس انتظامیہ نے اپنے ایک سالہ دورانیہ مکمل کرنے کے لئے درج ذیل پروگراموں کی منظوری دی۔

۱۔ عید ملن تقاریب (عید الفطر و عید الاضحیٰ)
۲۔ بیت المال کا قیام
۳۔ تفریحی پروگرام
۴۔ جلسہ سیرت النبیؐ
۵۔ سپورٹس ڈے

سہیل محمود شیخ

راولپنڈی اسلام آباد میں

بیت المال کا قیام

قوم حکیمان دہلی، راولپنڈی، اسلام آباد میں فلاحی امور کی ترغیب دینے کے لئے اس امر کی اشد ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ کوئی نہ کوئی ایسا پلیٹ فارم یا ذیلی ادارہ قائم کیا جائے جہاں دیگر سماجی ثقافتی امور و پروگرام کے علاوہ فلاح و بہبود کے لئے بھی کچھ نہ کچھ کیا جانا چاہئے۔ اس امر کو ابتدائی طور پر مکمل کرنے کے لئے ایک بیت المال کو قائم کرنے کے لئے تجویز پیش کی گئی ہے اور اس بیت المال کو قائم کرنے کے لئے رؤف احمد ملک سہیل محمود شیخ، اور محمد صالحین شیرازی پر مشتمل ایک بیت المال کمیٹی ترتیب دی گئی جس نے درج ذیل رپورٹ مجلس عاملہ میں پیش کی اور متفقہ طور پر منظور ہوئی۔

ابتدائی رپورٹ بیت المال

قوم حکیمان دہلی راولپنڈی اسلام آباد پشاور کی کل آمدنی کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے جس کا ایک حصہ سماجی ثقافتی فنڈ اور دوسرا حصہ بیت المال کہلائے گا۔

اغراض و مقاصد

دراصل اس قسم کے فنڈ کی ضرورت کسی بھی تنظیم کے لئے ایک بنیادی حیثیت رکھتی ہے تاہم کل آمدنی کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کا مقصد یہ ہے کہ (وہ) رقوم جو قوم کی فلاح و بہبود کے لئے استعمال ہوتی ہیں وہ دیگر سماجی و ثقافتی تقریبات کی نظر نہ ہو جائیں۔

بیت المال کا مصرف جزوی و کلی طور سے قوم حکیماں کے ہر ممبر کو انفرادی/ اجتماعی فلاح کے لئے خواہ وہ کہیں بھی ہو اس کے لئے اور اس کے لئے ہر قسم کی ہنگامی / دوسری صورت حال سے امداد بیت المال میں رقم کی دستیابی سے ہوگا۔

اس بیت المال کو بالعموم و بالخصوص رفاہ عامہ قوم حکیماں کے لئے استعمال کیا جائے گا اور فوری طور پر اس بیت المال کو تعلیم کے شعبہ میں استعمال کیا جائے گا تاہم دیگر رفاعی شعبہ جات جن میں علاج معالجے اور دیگر شعبہ جات میں شامل ہیں ان پروگراموں پر قوم کے افراد کی اجتماعی انفرادی دلچسپی اور فنڈز کی دستیابی پر قدم بقدم عمل کیا جائے گا۔

حصول آمدن

سماجی اور ثقافتی فنڈ کی کل آمدنی کا ۲۰ فیصد حصہ بیت المال کی آمدن کا ایک حصہ ہوگا۔

CS CamScanner

مجلس قوم انتظامیہ نے بیت المال قائم کرنے کے لئے ایک بیت المال کمیٹی قائم کی جس میں رؤف احمد ملک، سہیل محمود شیخ اور محمد صالحین شیرازی شامل رہے۔

عیدالفطر کی تقریبات انتہائی جوش و خروش اور پوری دلچسپی کے ساتھ ہوٹل مہاراجہ مری روڈ راولپنڈی میں ہوئی جس میں بیت المال کے قیام کو بھی سراہا گیا اور تعلیمی رپورٹ پیش کی گئی۔

واہ کا تفریحی پروگرام عید ملن تقریب کے بعد ترتیب دیا گیا ممبران مجلس عاملہ نے بالعموم اور جنرل سکریٹری سہیل محمود، نائب صدر محمد وسیم اور فنانس سکریٹری تنویر اختر نے بالخصوص اس تفریحی پروگرام کے انتظامات اور کامیاب بنانے کیلئے جوش و خروش اور دلچسپی سے حصہ لیا بجٹ میں کمی کے پیش نظر صدر صاحب نے بس کا عاریتی انتظام اپنے محکمہ کی طرف سے کروایا جس سے ٹیکسلا میوزیم اور حسن ابدال جانا بھی ممکن ہوسکا۔

عیدالاضحیٰ کی تقریبات ہوٹل شالیمار مال روڈ میں ۱۱ ذی الحجہ کو منعقد ہوئی تاہم دیگر پروگرام یعنی سپورٹس ڈے اور سیرت النبیؐ کانفرنس وقت اور بجٹ میں کمی کے باعث پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکے۔ درج بالا انتظامیہ کا آخری اجلاس ۱۲ نومبر ۱۹۸۵ء کو محمد صالحین شیرازی صاحب کی رہائش گاہ پر ہوا جس میں اگلے سال کی انتظامیہ کا چناؤ کیا گیا جس میں درج ذیل عہدیداران کا انتخاب عمل میں آیا ہے۔

ملک رؤف احمد	صدر
آفتاب احمد جیلانی	نائب صدر
شیخ غیاث الدین	جنرل سکریٹری
محمد طارق جیلانی	جوائنٹ سکریٹری
تنویر اختر	فنانس سکریٹری

مجلس انتظامیہ نے سیشن برائے ۷-۱۴۰۶ھ کے لئے بہت محنت سے رمضان المبارک میں سیرت النبیؐ کا جلسہ منعقد کروایا جس کے مہمان خصوصی جناب مولانا صدر الدین صاحب تھے دیگر مقررین حکیم حمید الدین بقائی صاحب، اور حافظ رضی الدین صاحب نے سیرت النبیؐ پر روشنی ڈالی۔

عیدالفطر کی تقریبات فلیشمین ہوٹل مال روڈ میں منعقد ہوئی۔ جس میں سالانہ تعلیمی رپورٹ بھی پیش کی گئی اس دفعہ کی خاص بات جو طلبہ طالبات کے نتائج سے واضح طور پر محسوس کی گئی وہ ۱۰۰٪ نتائج رہے ۵۰ طلبا و طالبات تمام نے ۶۰٪ سے زائد نمبر حاصل کئے اور ان میں انعامات تقسیم کئے گئے۔

ایسے عطیات جو قوم حکیمان کے افراد بالخصوص بیت المال میں دینا چاہیں۔

طریقہ کار

جیسا کہ بیت المال قائم کرنے کے لئے اغراض و مقاصد میں یہ بات واضح کردی گئی ہے کہ فوری طور پر تعلیم کا شعبہ مخصوص کیا جائے گا اور دیگر شعبہ جات پر بتدریج فنڈز کی دستیابی کی صورت میں عمل کیا جائے گا۔

تعلیم کے شعبہ میں مندرجہ ذیل طریقہ کار کو اپنایا جائے گا۔

۱۔ قوم حکیمان کا کوئی بھی فرد اپنی تعلیم جاری نہ رکھ سکتا ہو خواہ تعلیم پرائمری سطح ہو یا اعلیٰ سطح پر بیت المال کے وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے قرض حسنہ دیا جائے گا۔

۲۔ طلبا و طالبات میں مقابلے کے رجحان کو ترجیح دینے پر مختلف انعامات دیئے جائیں گے جس کو مندرجہ ذیل اصول و ضوابط کے تحت ترتیب دیا گیا ہے۔

(الف) درجہ دہم تک تمام جماعتوں میں پہلی تین پوزیشن آنے پر انعامات دیئے جائیں گے۔

(ب) بورڈ کے کسی بھی امتحان میں کم از کم ۶۵٪ نمبروں کے ساتھ امتیازی کامیابی حاصل کرنے پر سال کا بہترین طالب علم کا امتیازی نشان دیا جائے گا۔

اضافی ضمنی نوٹ جون ۱۹۸۶ء :۔ بورڈ میں کامیاب ہونے والے طلبا و طالبات جو کم از کم ۵۰٪ نمبروں سے کامیاب ہوں گے وہ بھی خصوصی انعامات کے مستحق ہوں گے

اس تمام امر کو تمام ممبران و اراکین قوم حکیمان دہلی نے تحسین آمیز نظروں سے سراہا اور فوری طور پر عطیات دینے کا اعلان کیا اور کم و بیش ۔/۱۵۰۰۰ روپے اپنی ابتدائی نشست میں عطیات کے ذریعہ بیت المال میں جمع ہوگئے۔

" بیت المال قوم حکیمان راولپنڈی اسلام آباد میں فراخدلی سے عطیات دیجیئے یہ آپ کی فلاح کے لئے ہے۔"

ممبران مشاورتی کونسل

(دائیں سے بیٹھے ہوئے) تنویر اختر، آفتاب احمد جیلانی، ملک رؤف احمد (صدر) غیاث الدین۔ محمد طارق،
(کھڑے ہوئے) اطہر محمود، حسین الدین عاقل، ندیم اقبال، سہیل محمود شیخ،

لٹریری رپورٹ

دو سال قبل کی بات ہے کہ میں نے بڑے ذوق و شوق سے مصائب کا طوق اپنے گلے میں ڈالا اور خندہ پیشانی سے بحیثیت لٹریری سیکریٹری منتخب ہوا۔ ایک بار گراں تھا جس کو مجھے اٹھانے کا شرف حاصل ہوا مسائل کا ایک جال تھا جس میں میں الجھا مگر خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے اتنی ہمت اور استقامت دی کہ یہ مجلہ آپ تک پہنچا۔ میں سمجھتا ہوں کہ سال رواں کی اپنی ذمہ داریوں سے پوری طرح عہد برآنہ ہو سکا جیسا کہ میں نے سوچا تھا پھر بھی آپ لوگوں نے بہت بہت ہمت افزائی کی اور حوصلہ بڑھایا۔ میں تمام مجلس منتظمہ اور ممبران فرینڈز سرکل کے خلوص اور محبت کا بے حد شکر گزار ہوں۔

خیال رہے محض فرینڈز سرکل کا ایک شمارہ ہی نہیں بلکہ اس کے پس منظر میں کئی مقاصد ہیں مثلاً ہماری برادری کے لوگ ایک دوسرے سے آپس میں متعارف ہوں۔ برادری کے وہ اہل قلم حضرات جو ادب سے تھوڑی بہت دلچسپی رکھتے ہیں۔ ان حضرات کی حوصلہ افزائی ہو، ان کی اصلاح ہو، اور ان کی پوشیدہ صلاحیتوں کو ابھارا جائے تاکہ ادب کے افق پر ان کی ضو سے جھلملاہٹ میں اضافہ ہو۔

اس دفعہ بہت سے نوعمر طلباء و طالبات نے مضمون پہنچائے تھے۔ جن میں سے ہم نے کچھ مضامین کی کافی تصحیح کی اور با مقصد بناتے ہوئے، اس لئے شامل کر لیا کہ ان کی دل شکنی نہ ہو اور خوب سے خوب تر کی طرف گامزن ہوں۔ کیا بعید ہماری یہ حوصلہ افزائی اور تراش خراش ان کی تحریر میں کیا نکھار پیدا کر دے۔

معذرت ان لوگوں سے جن کی نگارشات اس مجلہ کی زینت نہ بن سکی حالانکہ ہماری کوشش تھی کہ مجلہ گوناگوں مضامین سے مزین ہو مگر کچھ لاپرواہی اور غیر دلچسپی کے ساتھ لکھے ہوئے مضامین ملے اگرچہ ہمیں ان کی صلاحیتوں سے بہتر فن پاروں کی توقع تھی۔

میں اہل قلم حضرات سے صرف یہ عرض ضرور کروں گا۔

راہ طلب میں جذبہ کامل ہو جن کے ساتھ
خود اس کو ڈھونڈ لیتی ہیں منزلیں کبھی کبھی

مجھے یہ بتاتے ہوئے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ ہر سال کی طرح اس سال ۱۹۸۵ - ۱۹۸۶ میں ممبران فرینڈز

CS CamScanner

مرکل کے ممبران نے بہت دلچسپی اور ذوق و شوق سے سرکل کی سرگرمیوں میں حصہ لیا — اور سرکل کے تمام پروگراموں کو کامیاب بنایا خصوصاً ادبی سرگرمیوں کو جسکا جیتا جاگتا ثبوت مجلہ میں تصویری جائزہ سے لیا جا سکتا ہے پھر بھی ایک طائرانہ نظر ڈالنے کے لئے رپورٹ حاضر خدمت ہے۔

جشن عید میلادالنبی کے موقع پر امسال بھی ۱۲ سال سے کم عمر بچوں کا مقابلہ حسن قرآت، مقابلہ حمد و ثنا اور مقابلہ نعت خوانی ۲۹ نومبر ۱۹۸۵ء بروز جمعۃ المبارک کی شام کمیونٹی سینٹر میں شام ۵ بجے منعقد کیا گیا۔ پچھلے سال کے مقابلہ میں اس سال پروگرام میں بچوں کی کثیر تعداد نے حصہ لیا یہ ہی بات پروگرام کی کامیابی کی دلیل ہے۔ اس سال بھی بچوں کو عمر کے لحاظ سے دو گروپوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔

ایک گروپ ۸ سال سے چھوٹے بچوں اور بچیوں کا۔

دوسرا گروپ ۹ سال سے ۱۲ سال تک کے بچوں اور بچیوں کا تھا۔

مقابلۂ حسن قرآت میں انعام حاصل کرنے والے قاری۔

۵ سال سے ۸ سال تک

اول انعام ———— قاری سعدالدین ولد انوارالدین

دوئم انعام ———— قاری اشعر محمود ولد منظور احمد

سوئم انعام ———— قاری منیر احمد ولد محمد حفیظ

اول انعام ———— قاریہ مہوش جمال بنت ارشد جمال

دوئم انعام ———— قاریہ آمنہ مہتاب بنت مہتاب الدین

سوئم انعام ———— قاریہ ثنا اظہار بنت محمد اظہار

۹ سال سے ۱۲ سال تک

اول انعام ———— قاری فیصل مختار ولد شیخ مختار احمد

دوئم انعام ———— قاری عزیز احمد ولد انیس احمد

سوئم انعام ———— قاری فرحان نیاض ولد محمد نیاض

اول انعام ———— قاریہ مہوش اعجازی

CS CamScanner

دوئم انعام ———————— قاریہ وجیہہ اقبال بنت محمد اقبال
سوئم انعام ———————— قاریہ منیر ممتاز بنت ممتاز احمد

مقابلہ حمد و نعت میں اول دوئم اور سوئم انعام حاصل کرنے والے بچے۔

۵ سال سے ۸ سال تک

اول انعام ———————— سعد الدین ولد انوار الدین
دوئم انعام ———————— مہوش جمال بنت ارشد جمال
سوئم انعام ———————— افشین مظہر بنت مظہر الدین

۹ سال سے ۱۰ سال تک

اول انعام ———————— سراج احمد ولد محمد حفیظ
دوئم انعام ———————— محمد فیصل زکائی ولد محمد رفیق زکائی
〃 〃 ———————— ذیشان نیاب ولد نیاب الدین
سوئم انعام ———————— حمیرا مبین بنت محمد مبین

ان مقابلوں میں منصفین کے فرائض۔

جناب عبدالخالق زکائی صاحب — جناب مختار احمد شیخ صاحب
جناب انیس صاحب

ممبران کے درمیان ادبی مقابلوں کے ایک رنگ برنگ شام کا اہتمام ۲۸ فروری ۱۹۸۵ء کو حکیمان سینٹر میں کیا گیا۔ اس شام مختلف ادبی پروگراموں کا اہتمام کیا گیا تھا۔

ممبران فرینڈز سرکل کے درمیان مقابلوں کے نتائج۔

مقابلہ نعت خوانی

اول انعام ———————— محمد سہیل زکائی
دوئم انعام ———————— راجہ اعجاز

مقابلہ معلومات عامہ

سال گذشتہ کی طرح امسال بھی مقابلہ معلومات عامہ منعقد ہوا جس میں خواتین نے بھی حصہ لیا

اول پوزیشن ———————— جناب عامر حنیف۔

دوسری پوزیشن ——————— منصور احمد زکائی (سابق سیکریٹری)

تیسری پوزیشن ——————— مختار احمد شیخ صاحب (سینئر ممبر)

خواتین میں

اول پوزیشن ——————— اہلیہ محمد حنیف

دوئم پوزیشن ——————— اہلیہ محمد انوار زکائی

سوئم پوزیشن ——————— اہلیہ عبدالخالق زکائی

مقابلہ منتخب اشعار۔

مقابلہ میں شریک تمام شرکاء نے حاضرین محفل کو اپنے اشعار سے کافی محظوظ کیا

اول انعام ——————— راحیہ اعجاز

دوئم انعام ——————— محمد رضوان

سوئم انعام ——————— نسیم الدین

مقابلہ مزاحیہ خاکے۔

اول انعام ——————— جناب محمد متین صاحب

دوسرا انعام ——————— جناب راحیہ اعجاز صاحب

تیسرا انعام ——————— جناب ندیم اعجاز صاحب

مقابلہ گیت و غزل

اس مقابلہ میں شریک تمام شرکاء نے ممبران فرینڈز سرکل کا دل موہ لیا۔

پہلی پوزیشن ——————— راحیہ اعجاز "ایک قومی گیت پر"

دوسری پوزیشن ——————— ہمارے نئے ممبر ضیاء الدین بقائی۔

تیسری پوزیشن ——————— محمد فہیم شہزاد "غزل پر"

مباحثہ

ایک تقریری مقابلہ بعنوان " اس ایوان کی رائے میں " آج کے دور میں خواتین کے لئے اعلیٰ تعلیم ضروری نہیں " منعقد کیا گیا۔ اس عنوان کی موافقت اور مخالفت میں بہت سے ممبران نے دھواں دار تقریریں کی تھیں۔

پہلا انعام ——————— محمد سہیل زکائی "رائے کی مخالفت پر"

CamScanner

دوسرا انعام ——————— جناب ندیم اعجاز صاحب

تیسرا انعام ——————— جناب محمد آصف صاحب

اس دفعہ شام سرکل میں ایک مقابلہ کرایا گیا تھا وہ تھا "ایک منٹ کی تحریر" اس مقابلہ میں ممبران نے صرف ایک منٹ کی تحریر پڑھ کر سنائی تھی۔ ممبران فرینڈز سرکل نے بہت دلچسپ اور چٹپٹے دار تحریریں سنائیں۔

مقابلہ ایک منٹ کی تحریر

اول انعام ——————— محمد سہیل زکائی "کراچی کے فیشن"

دوئم انعام ——————— نسیم الدین صاحب "اگر میں مرغا ہوتا"

ممبران کافی لطف اندوز ہوئے اور سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ کس طرح وہ ممبران کو پروگرام میں وقت پہ آنے کا سبق دے گئے۔

تیسرا انعام ——————— جناب محمد متین صاحب (بہترین کامیڈین) "زندگی کہاں ہے"

ادبی پروگراموں میں منصفین کے فرائض جناب محمد حنیف صاحب، جناب محمد معین صاحب جناب عبدالخالق صاحب اور جناب امیر حسن صاحب اور جناب ضمیر الحسن صاحب نے انجام دیئے

آج کی یہ محفل "بزم طلبہ" فرینڈز سرکل کی سب سے زیادہ اہم اور نہایت مقبول پروگرام ہے جس کا انتظار بہت بے چینی سے ہوتا ہے خصوصاً طلبہ و طالبات کو ہم یہ پروگرام دیر سے منعقد کرانے کی معذرت چاہتے ہیں۔

جیسا کہ آپ حضرات کو معلوم ہے ہم میٹرک میں کامیاب ہونے والے ان طلبا و طالبات کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں جن کے اچھے مارکس ہوتے ہیں اس سال میٹرک کی بہت زیادہ تعداد میں مارکس شیٹ موصول ہوئیں مگر انٹر کی مارکس شیٹ بہت کم۔ میٹرک میں گولڈ میڈل سلور میڈل کے حق دار طلبا یہ ہیں۔

میٹرک

اول گولڈ میڈل ——————— ندیم اقبال ۸۳۰.۳۵%

دوئم سلور میڈل ——————— وسیم امتیاز ۸۲.۲۴%

سوئم سلور میڈل ——————— عامر رحمان ۷۷.۵۳%

خصوصی انعام کے حقدار طلبا و طالبات

۱۔ ابیلا نثار علی ۷۶%   ۲۔ فرح ناز ۷۴.۴۷%

۳۔ عالیہ مبین ۷۲.۱۲%   ۴۔ محمد وسیم حبیب ۷۰.۷۱%

انٹر میڈیٹ

انٹر میڈیٹ میں تمام سابقہ ریکارڈ توڑ کر شازیہ صغیر نے پہلا انعام حاصل کیا۔

اول پوزیشن ــــــــــ شازیہ صغیر ۹۰.۷۱٪

دوئم پوزیشن ــــــــــ محمد معراج ۷۴.۴۵٪

سوئم پوزیشن ــــــــــ فرحینہ نثار ۷۱.۴۵٪

جبکہ خصوصی انعامات مندرجہ ذیل طلبا وطالبات نے حاصل کئے۔

۱۔ سیما احمد ٦۷.۷۰٪ ۲۔ شیخ محمد صادم ٦٦.۱٪

۳۔ عظمیٰ احمد ٦٦٪

گریجویشن

گریجویشن کے امتحان میں کامیاب ہونے والے طلبا وطالبات کی مارکس شیٹ پچھلے سال کی طرح اس سال بھی ہمیں چند موصول ہوئیں ان میں صرف دو طلبا وطالبات نے خصوصی انعامات حاصل کئے۔

شائستہ پروین ــــــــــ فرسٹ ڈویژن

محمد نعیم ــــــــــ فرسٹ ڈویژن

ندیم اعجاز
اسپورٹس سیکریٹری

سالانہ کھیلوں کے نتائج

خدائے بزرگ و برتر کا شکر ہے آج مجھے اس قابل کیا کہ میں اسپورٹس سیکریٹری کی حیثیت سے سالانہ کھیلوں کے نتائج پیش کر سکوں۔ گذشتہ سالوں کی طرح امسال بھی سالانہ اسپورٹس ڈے پورستان حکیمان سینٹر پر منعقد کیا گیا جس میں ممبران نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اسپورٹس ڈے کو کامیاب بنایا۔ میں اپنی اسپورٹس کمیٹی اور مجلس منتظمہ کا شکر ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے اسپورٹس ڈے کو کامیاب بنانے میں انتھک محنت کی۔ انعام یافتگان کی فہرست درج ذیل ہے۔

کھیل	اول	دوئم	سوئم
بیڈ منٹن	محمد منیر	محمود احمد بقائی	شہزاد پرویز
ٹیبل ٹینس	یوسف قادری	شعیب قادری	سہیل جیلانی
کیرم	عاصم انعام	فرید انعام	مہتاب الدین
شطرنج	محمد فاروق	شمیم الدین	طیب حمید
ڈرافٹ	یوسف قادری	نوید اختر	عاصم انعام
جویلین تھرو	شہزاد پرویز	سلیم ضمیر	محمد شعیب
شارٹ پٹ	محمد یوسف	سلیم ضمیر	محمد شعیب
سیلو موٹر سائیکل	فیصل جیلانی	راشد زکائی	ناصر احمد
۱۰۰ میٹر ریس	محمد عرفان زکائی	یوسف قادری	ڈاکٹر محمد بلال
میوزیکل چیئر	عاصم انعام	شہزاد پرویز	مہتاب الدین

ان نتائج کی روشنی میں جناب محمد یوسف قادری کو چیمپین آف دی ڈے قرار دیا گیا۔ آخر میں تمام انعام یافتگان کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ وہ آئندہ بھی انعامات حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

CamScanner

نسیم الدین
جنرل سیکریٹری

سالانہ رپورٹ

حلقۂ یاراں کا یہ کارواں جانبِ منزل ہے اور ابھی اس کو سینکڑوں منزلیں طے کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ گذشتہ سالوں کی نسبت ہم نے زیادہ نہیں تھوڑی سی ترقی کی منزل طے کی ہے۔ برادری کے تمام لوگوں کی ہمت افزائی اور خلوص و محبت نے ہمیشہ مجلس منتظمہ فرینڈز سرکل کی کارکردگی کو تحسین کی نظروں سے دیکھا ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارے تمام پروگرام کامیابی سے ہمکنار ہوتے رہے ہیں ہر پروگرام ممبران نے بھرپور حصہ لیا اور برادری کے ممبران نے بھی ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کا مظاہرہ کیا۔

حسب روایات ہمارا سال مکمل ہونے کے بعد اراکین مجلس منتظمہ فرینڈز سرکل برائے سال ۸۴-۸۵ء کا الیکشن مورخہ ۱۴ اگست ۸۵ء یوم پاکستان کو کمیونٹی پر ہوا۔ اس میں الیکشن آفیسر کے فرائض جناب مختار احمد شیخ نے انجام دیئے۔

اس مرتبہ سرکل کی تاریخ میں پہلی مرتبہ جوائنٹ سیکریٹری کے لئے دو امیدوار کھڑے ہوئے اسپورٹس سیکریٹری کے لیے تین امیدوار تھے اور پروپیگنڈہ سیکریٹری کے لئے دو امیدوار تھے۔

جن میں مندرجہ ذیل امیدوار کامیاب قرار دیئے گئے۔

صدر:۔ شجاع الدین صاحب (بلا مقابلہ)
نائب صدر:۔ انعام الدین (" ")
جنرل سیکریٹری:۔ نسیم الدین ۔ (" ")
فنانس سیکریٹری:۔ محمد متین ۔ (" ")
سوشل سیکریٹری:۔ محمد یوسف ۔ (" ")
لٹریری سیکریٹری:۔ نوید اطہر (بلا مقابلہ)
جوائنٹ سیکریٹری:۔ الطاف اقبال
اسپورٹس سیکریٹری:۔ ندیم اعجاز

مجھے لکھتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ ہم نے جو بجٹ پیش کرتے ہوئے وعدے کئے تھے وہ آج سب کے سب پورے ہو گئے۔

آج بزم طلبا کا انعقاد ہمارے سال کا آخری فنکشن ہے آئندہ عید الضحٰی کے فوری بعد الیکشن منعقد ہوں گے اور انشاءاللہ نئی مجلس منتظمہ چارج سنبھالے گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری سرکل ہمیشہ پھلتی پھولتی رہے۔

عید الضحٰی تکہ پارٹی

فرینڈز سرکل کی سالانہ تکہ پارٹی حسب

معمول کمیونٹی سینٹر پر منعقد ہوئی اس دوران ہمارا سالانہ بجٹ نائب صدر جناب انعام الدین صاحب نے ممبران کے سامنے منظوری کے لیے پیش کیا جسے ممبران نے بغیر بغیر کسی مجبوری کے منظور کر لیا۔ اس موقع پر تندوری رانیں، بریانی بہاری کباب اور آئس کریم پیش کی گئی۔

اسپورٹس ڈے۔

ایک اچھی اور اعلیٰ صحت مند قوم کے لئے کھیلوں کا انعقاد ضروری ہے اس لیے فرینڈز سرکل کے زیر اہتمام ہر سال عظیم و شان طریقے سے اسپورٹس ڈے منعقد کیا جاتا ہے۔ اس سال بھی اسپورٹس ڈے میں ممبران نے اپنی صلاحیتوں کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ جس کی وجہ سے اسپورٹس کے فائنل تین مرحلوں میں پایۂ تکمیل کو پہنچے جس کی تفصیل اسپورٹس سیکریٹری کی رپورٹ میں موجود ہے۔ اس دن کی تواضع کے لئے مچھلی کا قورمہ اور شاہی ٹکڑے مع پھل پیش کئے گئے۔

جلسہ عید میلاد النبیؐ۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا کیا اور ہمیں یہ سعادت بخشی کہ ہم اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت و تعلیمات پر عمل کریں اور ان کے بتائے ہوئے اسوۂ حسنہ پر چلیں اور ایسی محفلیں منعقد کریں جن میں حضور اکرمؐ کا ذکر ہوتا ہو۔

فرینڈز سرکل کی مجلس منتظمہ نے ۲۳ دسمبر ۱۹۸۵ء بروز جمعہ جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرنے کا اعلان کیا گذشتہ سالوں کی طرح امسال بھی ہمارے سرکل کے سینئر ممبران اور دیگر برادری کے سرکردہ افراد نے بھرپور تعاون کا مظاہرہ کیا اور اس مبارک محفل میں عام برادری کے خواتین و حضرات کو مدعو کیا گیا۔ اس محفل کی صدارت مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب فرمائی اس عظیم الشان محفل کے مہمان خصوصی حضرت مولانا تنویر الحق تھانوی صاحب اور مولانا خالد حسین صاحب بھی خطاب فرمایا محفل کے اختتام پر شرکاء کی تواضع نہاری، رفو لی اور حلوے سے کی گئی

آخر میں بچوں کو انعامات سے نوازا گیا۔ جس کی تفصیل آپ لٹریری سیکریٹری کی رپورٹ میں پڑھیں گے۔

شام سرکل۔

شام سرکل کو ہمارے تمام پروگراموں میں خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ اس میں ہم ادبی پروگرام منعقد کرتے ہیں۔ امسال مجلس منتظمہ نے فیصلہ کیا کہ گذشتہ دو سالوں میں برادری کے جن خواتین و حضرات نے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی ان حضرات کو بھی شام سرکل میں مدعو کیا جائے۔ امسال بھی گذشتہ سال کے طرح ممبران کی بیگمات کو مدعو کیا گیا۔ اس میں مختلف ادبی

مقابلے منعقد ہوئے جس کی تفصیل لٹریری سیکریٹری کی رپورٹ میں ملاحظہ فرمائیں۔ اختتام پروگرام میں شرکاء کے لئے گارڈن پارٹی کا انتظام کیا گیا۔ تھا۔

پکنک، عید ملن اور جنرل باڈی میٹنگ۔

جب ہم فرینڈز سرکل کا نام لیتے ہیں تو پکنک کا خیال خود بخود ذہن میں ابھرتا ہے جب مجلس منتظمہ پکنک کی تاریخ کا اعلان کرتی ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پکنک کے نام سے ایک نئی امنگ جنم لینے لگتی ہے۔ ممبران کا دل سرور سے گنگنانے لگتا ہے۔ دل میں ہلچل سی مچ جاتی ہے اس دفعہ مجلس منتظمہ نے پکنک ۲۶ جون ۱۹۸۶ء کو کلری جھیل پر منانے کا اعلان کیا گویا کسی ٹھہرے ہوئے سمندر میں طوفان امڈ آیا ہو۔ ممبران نے بڑے جوش و خروش کے ساتھ پکنک پر جانے کی تیاری شروع کی اور جمعرات کو سرِ شام ہی سے ممبران کمیونٹی سینٹر پہنچنے لگے۔ مجلس منتظمہ نے ممبران کی سہولت کے لئے دو بسوں کا انتظام کیا تھا۔ رات کے کھانے میں ممبران کی تواضع بریانی اور آئس کریم سے کی گئی۔ جسے ممبران نے بہت پسند کیا، رات کا کھانا ممبران کی خواہش پر کمیونٹی سینٹر پر کھلایا گیا۔ ممبران کا جوش و خروش قابل دید تھا۔ پکنک پر جانے والے ممبران نے کافی تعداد میں شرکت کی، کھانے کے بعد یہ قافلہ دو بسوں میں بیٹھ کر کلری جھیل کی طرف رواں دواں ہوا۔

ممبران کی سہولت کے لئے گذشتہ سالوں کی طرح امسال بھی ممبران کی سہولت کے لئے ایک حلوائی کو ساتھ لے جایا گیا۔ جس نے ممبران کے لئے صبح ہی صبح گرما گرم حلوہ پوری کا انتظام کیا۔ ناشتے کے بعد ممبران سوئمنگ کے لئے چلے گئے۔ اس دوران حلوائی نے ممبران کے لئے گرما گرم سموسے تیار کئے، ممبران کو تقریباً ساڑھے گیارہ بجے گرما گرم سموسے ٹھنڈے ٹھنڈے آم، خوبانی اور آلوچے پیش کئے گئے۔ اس کے بعد ممبران کی تواضع چکن کڑھائی اور کولڈ ڈرنک سے کی گئی۔

سہ پہر کو سایہ دار درخت کے نیچے جنرل باڈی کی میٹنگ ہوئی جس میں جنرل سیکریٹری نے سابقہ جنرل باڈی کی کاروائی پڑھ کر سنائی اور اس کی منظوری لی۔ الیکشن آفیسر اور آڈیٹر کا انتخاب ہوا، اس کے بعد ممبران کو چائے پیش کی گئی۔

شام کی چائے کے بعد تھکے ہوئے بدن، بکھری ہوئی زلفوں اور اونگھتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ گھر کو روانہ ہوئے۔

بزم طلباء۔

مجھے یہ لکھتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ اس مرتبہ بھی بحیثیت جنرل سیکریٹری اس بزم کو سجانے کا موقع مل رہا ہے۔ اس مرتبہ ناگزیر حالات کی وجہ سے بزم طلباء کا پروگرام سب سے آخر میں منعقد ہوا۔ مجھے اس بات کا شدت سے احساس ہوا کہ طلباء و طالبات اور دیگر برادری کے ممبران بزم طلباء کا شدت سے انتظار کرتے

باقی صـ ۶۷ پر